نوائے
افغان جہاد
مارچ 2016ء جمادی الاول، جمادی الثانی 1437ھ
أفلحت الوجوه
سعید کواشی شہیدؒ
ممتاز قادری شہیدؒ
عامر چیمہ شہیدؒ
شریف کواشی شہیدؒ
غازی علم الدین شہیدؒ
یہ چہرے
کامیاب رہیں...
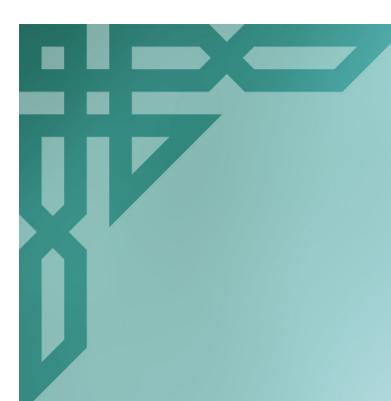
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمادیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی کتاب کو امام بنالو اور اس کے قاضی اور فیصلہ کرنے والا حکم ہونے پر راضی رہو کیونکہ اسی کو تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں۔ یہ ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش مانی جاتی ہے اور ایسا گواہ ہے جس پر کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ اس میں تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا تذکرہ ہے اور اس میں تمہارے آپ کے جھگڑوں کا فیصلہ ہے اور اس میں تمہارے بعد والوں کے حالات ہیں۔

جو بندہ بھی کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز اس کو وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو بندہ کسی چیز کو ہلکا سمجھ کر اسے وہاں سے لے لیتا ہے جہاں سے لینا ٹھیک نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ سخت چیز وہاں سے دیتے ہیں جہاں سے ملنے کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

مومن چار حالتوں کے درمیان رہتا ہے۔ اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو صبر کرتا ہے اور اگر کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے اور اگر بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور اگر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو انصاف والا فیصلہ کرتا ہے۔ اور ایسے مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (النور: آیت ۳۵)۔ یہ مومن پانچ قسم کے نوروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کا کلام نور ہے اور اس کا علم نور ہے۔ یہ اندر جاتا ہے تو نور میں جاتا ہے، یہ باہر نکلتا ہے تو نور سے باہر نکلتا ہے اور قیامت کے دن یہ نور کی طرف لوٹ کر جائے گا اور کافر پانچ قسم کی ظلمتوں (اندھیروں) میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کا کلام ظلمت ہے، اس کا عمل ظلم ہے اور اندر جاتا ہے تو ظلمت میں اور باہر آتا ہے تو ظلمت سے اور قیامت کے دن یہ بے شمار ظلمتوں کی طرف لوٹ کر جائے گا''۔

[ابونعیم فی الحلیۃ: ج ۱، ص ۲۵۳۔ ۲۵۵]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۲

جمادی الاول، جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ — مارچ 2016ء

حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کے راستے میں ضرور ہجرت کرتے رہو کیونکہ ہجرت جیسا کوئی عمل نہیں یعنی ہجرت سب سے افضل عمل ہے'' (سنن نسائی)۔

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghanjihad.wordpress.com

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصر حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع 'نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا!

آقائے دوجہاں، سرورِ عالم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محض عقیدت کافی نہیں بلکہ جنون کی حد تک عشق ووارفتگی اور انتہاؤں سے ہو گزرنے والی محبت و ارتباط مطلوب ہوتا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹوٹ کر چاہنے اور ڈوب کر پانے کی تمنا ہر دل مضطر میں مچلتی رہتی ہے۔ اس محبت کامل اور معرفت حق سے نوازے جانے والے رب کے چنیدہ بندے ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ خاص الخاص احسان فرماتے ہیں اور جن سے الٰہی ترتیب کے ذریعے ایسا کام لیا جاتا ہے کہ جو شیطان اور اُس کے حواریوں کی دہائیوں اور بعض اوقات صدیوں کی محنت پر کلیتاً پانی پھیر کر رکھ دیتا ہے۔ ایسے ہی افراد ہوتے ہیں کہ جن کے واسطے سے شش و پنج میں الجھے ہوئے ہر ذہن (بشرطیکہ سلیم الطبعی قائم ہو اور شقی القلبی نے ہدایت کے تمام دروازوں کو مقفل نہ کر دیا ہو) کے سامنے حق و باطل کے امتیاز کو بالکلیہ واضح کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ سعید نفوس ہوتے ہیں کہ جو چہار طرف ابلیس ملعون اور اُس کی ذریت کے بگھارے فلسفوں کو اپنے کردار و عمل کی برہان قاطع سے کلی طور پر تحلیل و بے اثر کر چھوڑتے ہیں! انہی کے بارے میں کامل الہ آبادی فرماتے ہیں:

میخانے میں مئے کش آتے نہیں، میخانے میں لائے جاتے ہیں
از خود نہیں بنتے دیوانے، دیوانے بنائے جاتے ہیں

جو اہلِ محبت ہیں پہلے مٹی میں ملائے جاتے ہیں
بالائے سماء اک روز وہ پھر پستی سے اٹھائے جاتے ہیں

عشاق کے پہلے ہوش یہاں 'اے دوست! اُڑائے جاتے ہیں
دینے کے لیے اعزاز کوئی پھر ہوش میں لائے جاتے ہیں

ملتا ہے جہاں منصب کوئی، ہے عالمِ استغراق وہی
یاں کارِ نبوت کے اُس کو آداب سکھائے جاتے ہیں

جو آ گئے دامِ اُلفت میں، اک حال میں وہ پھر رہ نہ سکے
اک وقت ہنسائے جاتے ہیں، اک وقت رُلائے جاتے ہیں

وہ باندھ لے پہلے سر سے کفن، پھر رکھے رہِ اُلفت میں قدم
ہو جاتے ہیں چھلنی قلب و جگر وہ تیر چلائے جاتے ہیں

دوری میں حضوری کی لذت ہونے لگی حاصل کیا کہیے!
ہم ذکر میں ڈوبے جاتے ہیں وہ دل میں سمائے جاتے ہیں!

عروج اسلام کا زمانہ ہو یا امت کے سروں پر چھائے ادبار کے بادلوں کا سماں، ایسے دیوانے اور فرزانے ہر دور میں حق کی پہچان اور باطل کی کھوٹ کو واضح کرنے کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ آج بھی اللہ تعالیٰ نے غازی ممتاز قادری شہید رحمہ اللہ ایسے جوان کے دل میں "دوری میں حضوری کی لذت" پیدا فرمائی جس کے نتیجے میں وہ "سر سے کفن باندھنے" کی تابدار اور شاندار روایت میں ایک اور مبارک اضافہ کی صورت میں سامنے آئے۔ ممتاز قادری رحمہ اللہ کی شکل میں یہ حقیقت بھی واضح تر ہو گئی کہ کفر والحاد کے سرداروں اور گماشتوں نے کئی دہائیوں تک اہل ایمان کے دلوں میں مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے اور مٹانے کی جتنی بھی کوششیں کیں وہ سب کی سب بے کار محض ثابت ہوئیں! جلاد نے رات کے پچھلے قادری شہید کی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈال کر نہیں کھینچا بلکہ حقیقت میں دین بے زار این جی اوز اور سول سوسائٹی کے عنوان سے الحاد و بے دینی پھیلانے میں سر گرم عمل تمام بازاری عورتوں اور زنخوں، سیکولرازم اور لادینیت کی ترویج کرتے "دانش وروں"، ملحدین اور غامدی نسل کے 'فلسفیوں' کے ہاں ہر روز پیدا ہوتے نت نئے بیانیوں، ذرائع ابلاغ کے منہ زور گھوڑے پر سوار ہو کر شریعت کی تمام حدود و قیود پھلانگتے "اسلامی سکالروں" اور مغرب کے دل کو بھاتی 'دین کی نت نئی تشریحات کرنے والے "مفکرین" کی سالوں پر محیط محنت اور منصوبہ بندیوں کو جھٹکا دے کر موت کے اندھیروں کے سپرد کیا ہے! اسی لیے یہ سب کے سب ساکت و جامد کھڑے، حیرت کا بت بنے دیدے پھاڑے ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہی رہے اور اللہ کے ایک بندے نے اڈیالہ جیل کے پھانسی گھاٹ میں ایسی بازی سر کی کہ وہ ان کی ساری دوڑ دھوپ اور "ریاضت" کو بہالے گیا! بقول اقبال مرحوم

؎ عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصہ تمام

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر کٹ مرنے کا جو چنگاری دلِ مسلم میں رکھ چھوڑی ہے وہ اس قدر حساس واقع ہوئی ہے کہ تمام تر کسل پسندی و سستی کے باوجود ہلکے سے ارتعاش پر بھی بھڑک کر شعلہ جوالہ بن جاتی ہے۔ پھر ایلیٹ فورس جیسے ادارے (جس کا کام ہی شیطانی نظام کے خادمین کا دفاع ہے) میں سے ایک شیر جوان اپنے ہتھیار سیدھے کر کے اُس دشمن خدا کو ہی بھون ڈالتا ہے جس کی حفاظت پر وہ مامور ہے۔ بے شک سچ فرمایا میرے رب نے کہ وما یعلم جنود ربك الا هو۔۔۔ "بے شک تیرے رب کے لشکروں کو اُس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا"!

اُس کے گلے میں پھندہ ڈالنے والوں کا یہی گمان ہو گا کہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اور امریکہ و یورپ سے "سٹریٹجک تعلقات" کی مضبوطی کے لیے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو تختہ دار پر لٹکا دینے سے سوئی قوم کی نیند میں کوئی خلل واقع نہ ہو گا کیونکہ "نیشنل ایکشن پلان" ایسے ہر "خلل" کے لیے کافی و شافی ہے، لیکن وہ پھانسی کے پھندے کو بھی چومتا ہوا زبان حال سے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے اشعار پڑھتا اپنا عہد پورا کر گیا کہ

فلست ابالي حين اقتل مسلما۔۔۔

على اى شق كان لله مصرعي۔۔۔

وذالك في ذات الاله وان يشاء۔۔۔

يبارك علي اوصال شلو ممزع۔۔۔

"جب میں مسلمانی کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں۔۔۔ تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔۔۔

کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے بعد میرا جسم۔۔۔ کس جانب گرتا ہے۔۔۔

میرا جان دینا فقط اللہ کے لئے ہے۔۔۔ اور اگر وہ چاہے

تو جسم کے کٹے ہوئے اعضا کے ٹکڑوں کو بھی برکت عطا کر سکتا ہے"

پھر اُس رحیم و کریم اور شکور و غفور رب سے زیادہ قدر دان بھلا کون ہو گا! اُس نے برکت عطا فرمائی اور ایسی عطا فرمائی کہ اہل ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی اور اہل کفر و نفاق کے سینے پھٹنے لگے! بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اُس کا احسان ہی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان ہو جانے والوں کی محبت و عقیدت ہر ایک دل میں انڈیل دیتے ہیں اور لوگ دیوانہ وار اُس عاشقِ صادق کا دیدار کرنے کو لپکتے ہیں کہ جس نے اپنی عزیز ترین متاع کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر وار دیا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کیا ہے کہ

؎ در حریمِ دلِ ما مقامِ مصطفیٰ است!

یہ رتبے اور یہ مرتبے نصیبے والوں کے حصے میں آتے ہیں، خطہ پوٹھوہار نے اس سے قبل یہ منظر کبھی نہیں دیکھا ہو گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دیوانے کی معمولی جھلک دیکھنے کے لیے لاکھوں اہل ایمان امڈ امڈ آتے ہیں! یہ نقد انعام ہے اُس کے صدقِ عشق کا! اور کیوں نہ ہو کہ جس عمل کو کر گزرنے والوں کے لیے ناطق وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے "افلحت الوجوہ" کے الفاظ نکلے ہوں تو پھر بھلا ایسے فلاح یافتہ چہرے کے دیدار سے اپنی آنکھیں سیراب کرنے سے کوئی کیسے پیچھے رہے!

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ممتاز قادریؒ "دلوں کے حکمرانوں" کی صف میں نمایاں مقام پا گیا ہے، اُس کی قبولیت کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے اُسے اوجھل رکھنا اور نسیامنسیا بنانا چاہا مگر پروردگار نے اُس کو عظمت و حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے والی ایک علامت بنا دیا، ایک استعارہ میں بدل دیا! ایسے استعارے اور علامتیں تو ہر دور کے لیے ہوتے ہیں! اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اُس کی اپنے دین کی حفاظت کے وعدے کی تکمیل یونہی ہوا کرتی ہے کہ بسا اوقات اکیلے ایمان والے کو ایک نہیں بلکہ ہر ہر زاویے اور ہر ہر پہلو سے دین کی حقانیت کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے! ممتاز قادری رحمہ اللہ کے جنازے کے مبارک اور تاریخی اجتماع کو جس طرح ذرائع ابلاغ نے نظرانداز کر کے عوام کی آنکھوں سے اوجھل رکھنے کی کوشش کی یہ اس میڈیا کی آزادی و غیر جانب داری کی

مالا جپنے والوں کے لیے بھی "شٹ اپ کال" کی حیثیت رکھتی ہے.... ان ذرائع ابلاغ کا دین سے بغض و عناد تو کسی صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہیں! حقیقت میں یہ میڈیا اُتنا ہی "آزاد" ہے جتنا آزاد اسے دشمنانِ دین رکھنا چاہتے ہیں اور جہاں اس کے پر کترنے کا حکم آئے تو راجہ بازار میں رونما ہونے والا سانحہ تعلیم القرآن ہو یا برصغیر کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے ایک جنازے کی کوریج! یہ "باخبر، آزاد، غیر جانب دار اور چوکس" میڈیا اور روزانہ ٹی وی سکرینوں پر اپنی دکان چمکانے والے زبان دراز اور بے ایمان اینکر 'سب مادرزاد گونگے، اندھے اور بہرے بن جاتے ہیں! یہ "ضمیر کے کھرے" تو اتنے ہیں کہ انہیں خریدنے کے لیے ایک ریاض ٹھیکے دار کافی ہوتا ہے اور "نڈر" ایسے کہ خاکی سرکار کی طرف سے ایک دھمکی بھی برداشت کرنے سے قاصر رہتے ہیں! ممتاز قادری رحمہ اللہ کے جنازے کی کوریج روکنے کا سارا ملبہ پیمرا کے ادارے پر ڈالا جا رہا ہے کہ اُس کے جاری کردہ نوٹس کی وجہ سے بحالت مجبوری یہ اقدام کیا گیا۔ پیمرا کے نوٹس میں کیا تھا یہ بھی ملاحظہ ہو! ممتاز شہید کی پھانسی والے دن یعنی 29 فروری کو جاری کیے جانے والے نوٹس کے اولین پیراگراف میں ہی ساری حقیقت بیان کر دی گئی ہے کہ: "اس وقت جب کہ پوری قوم اور فوجی جوان اور افسر نیشنل ایکشن پلان کے تحت آپریشن ضرب عضب میں اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں کسی بھی قسم کی غیر ذمہ دارانہ اور غیر پیشہ وارانہ صحافت، نیشنل ایکشن پلان کو تباہ کرنے کے مترادف ہے".... یعنی ممتاز قادریؒ کی پھانسی بھی بلاواسطہ نیشنل ایکشن پلان ہی کے تحت ہے اور اُن کے جنازے کی خبروں تک کو روک دینا اس پلان کو تباہ ہونے سے بچانے کے لیے ضروری قرار پایا.... مصدقہ اطلاعات یہ بھی ہیں کہ ممتازؒ کی تدفین تک ڈی جی آئی ایس پی آر جنرل باجوہ بذات خود ہر ٹی وی چینل کے مالک اور معروف اینکروں کو مکمل "بلیک آؤٹ" کے احکامات دیتا رہا.... بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو میڈیا شام سات بجے سے رات گئے تک نواز شریف اور جمہوری حکومت کی خوب مٹی پلید کرتا ہے وہ جمہوری حکومت کے ایک ادارے 'پیمرا' سے اس قدر دُبک جائے! اصل تو یہی ہے کہ ان منہ زور ذرائع ابلاغ کی باگیں "خاکیوں" کے ہاتھ میں ہی ہیں، وہ اِنہیں سیاہ دکھانے کو کہیں گے تو یہ سیاہ دکھائیں گے، وہ انہیں سفید دکھانے کو کہیں گے تو یہ سفید دکھائیں گے اور وہ انہیں اندھے بن رہنے کو کہیں گے تو یہ "پیدائشی نابینے" کے کردار میں حقیقت کا رنگ بھر کر دکھائیں گے! 'وقار' کے حکم سے سرتابی کرنے کی نہ ان میں مجال ہے اور نہ ان کی "غیر جانب داری" ہی اس سے متاثر ہوتی ہے! یہ سب ثابت کرنے کو کافی ہے کہ ذرائع ابلاغ اس پوری جنگ میں اسلام اور دین کے خلاف باقاعدہ ایک محاذ کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں اور مجاہدین بھی انہیں حربی دشمن کے طور پر شمار کرنے میں حق بجانب ہیں!

ممتاز قادریؒ کی "سزائے محبت" پر عمل درآمد کا حکم بھی اصلاً تو راحیل شریر نے ہی دیا.... یہ الگ بات ہے کہ وقار کا تاریخی "سیانا پن" سامنے آیا اور نواز حکومت کے سر ہی ساری ذمہ داری ڈالی گئی.... راحیل شریر نے اپنے 'محسن' مشرف لعین کی قدم قدم پیروی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی بلکہ اکثر معاملات میں تو وہ مشرف سے بھی بازی مار تا دکھائی دیتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا وقت قریب تر لا رہے ہیں کہ اِس کی ہر بازی اُلٹنے والی ہے اور ہر مکر اِس کے اپنے گلے میں پڑنے والا ہے (ان شاء اللہ).... راحیل نے اس سارے معاملے میں وہی کیا جو مشرف نے سانحہ جامعہ حفصہ کے موقع پر کیا تھا! ایک طرف تو امریکی آقاؤں اور یورپی خداؤں کو یقین دلایا کہ "انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ہر حد تک جائیں گے" اور پھر صلیب کی چاکری اور کفر کی فرماں برداری میں اپنے پیش روؤں کو بھی مات دے رہا ہے! دوسری جانب جو کچھ لال مسجد آپریشن کی صورت میں مشرف نے گجرات کے چوہدریوں کے ساتھ کیا تھا، وہی واردات اس موقع پر لاہور کے شریفوں کے ساتھ کی گئی.... گجرات کے چوہدری آج بھی لال مسجد کے سانحے کو اپنی سیاست کی موت قرار دیتے ہیں اور آنے والے وقت میں لاہور کے لوہار بھی بالوں سے خالی اور عقلوں سے فارغ سروں کو کھجاتے بلکہ پیٹتے ہوئے یہی "پِٹ سیاپا" ڈالیں نکالیں گے کہ کس طرح گدھوں کی طرح بے سوچے سمجھے وہ "وقار" کے آگے جُتتے رہے اور خاکی ہاتھوں سے کھودے گئے ذلت کے گڑھوں میں کودتے رہے! ہم ان سطور میں بارہا متنبہ کر چکے ہیں کہ ن لیگ 'پیپلز پارٹی، ق لیگ اور اے این پی کا سیاسی حال بھی دیکھ لے اور جرنیلوں کی جی حضوری کر کے جوتے چاٹنے کے نتیجہ کے طور پر مجاہدین کے ہاتھوں بنی اُن کی گت بھی ذہن میں رکھے کہ اُس کے آنے والے دنوں کا حال بھی ان سے مختلف قطعی نہیں ہوگا!!!

ممتاز قادریؒ کی شہادت اور اُس کے بعد مسلمانانِ پاکستان کی طرف سے اُن سے والہانہ اظہار عقیدت و محبت نے "انتہا پسندی اور شدت پسندی" کے خلاف جنگ کرنے والوں کو مسکت جواب دے دیا ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ ابلیس کے چیلے یہ سیاست دان اور بیوروکریٹ اور صلیبی دستر خوان کے راتب خور یہ بدبخت جرنیل اتنی آسانی سے اپنی محنتوں اور "قربانیوں" کو ضائع ہونے نہیں دیں گے.... پچھلے کچھ عرصہ میں نیشنل ایکشن پلان کے تحت امریکی ڈالروں کی حرص میں مبتلا جرنیلی مافیا کے تمام احکامات کو 'ن لیگی' حکومت نے بلاچون وچرا تسلیم کیا ہے تو اُسی کے نتیجے میں آج پاکستان کی سرزمین اہل دین کے لیے تنگ ہوتی چلی ہے.... نواز کی طرف سے بار بار لبرل پاکستان بنانے کے اعلانات، قصر صدارت میں بیٹھے گونگے اور بظاہر بے ضرر شیطان کی طرف سے سود پر گنجائش نکالنے کی

خواہش کا اظہار، غیر اللہ کے قوانین پر فیصلہ کرنے والے نظام 'انصاف' کے ایک بڑے گرو کا دو ٹوک فیصلہ کہ "مدرسہ کھول کر سود کی حرمت کا سبق نہیں دے سکتے"، انسداد سود کے بینر اور کتبوں تک پر ریاستی سطح پر بین، "خلافت" کا محض نام استعمال کرنے والی جماعتوں کو بھی وارننگ، دعوت و تبلیغ کے فریضے پر قدغنیں، مساجد و مدارس پر پابندیاں، جید علمائے کرام کو فورتھ شیڈول میں ڈالنا، خاندانی نظام بکھیرنے اور اُسے مغرب کے رنگ میں رنگنے کے لیے 'شریعت اسلامیہ کے بین اور واضح احکامات کے خلاف قانون سازیاں، دین پر دل و جان سے عمل کرنے والے ہزارہا افراد کی "گمشدگیاں"، تعلیمات دین سے زندگیوں کو مزین کرنے والے سیکڑوں نوجوانوں کی مقابلوں میں شہادتیں اور اب ملعونہ آسیہ کو تحفظ دے کر ممتاز قادریؒ کو شہید کرنے کی جسارت!.....ان میں سے ایک ایک گناہ اور جرم میں یہ پورے کا پورا مفسد اور باطل نظام ملوث ہے! نہ سیاسی حکمرانوں کو بری الذمہ سمجھا جاسکتا ہے، نہ بیوروکریسی کو لاتعلق گردانا جاسکتا ہے اور نہ ہی فوجی جنتا کو (جو کہ ان سب پر حاوی و حاکم ہے) کو معصوم قرار دیا جاسکتا ہے! یہ سب کے سب مجرمین ہیں، دین دشمنی اور کفر پروری میں ہر ایک طے شدہ کردار ہے اور ان سب میں بڑھ کر جرنیلی ٹولے اور "ڈھول سپاہیے" کا کردار ہے کہ اُس کے آگے زبان کھولنے کی کسی میں ہمت ہے نا ہی اُس کی حکم عدولی کا سوچنے کی جرات! اس لیے بہت ضروری ہے کہ اس سارے منظر نامے کو ذہن میں ہمہ وقت رکھا جائے کہ اللہ سے بغاوت کی روش پر قائم اس نظام سے برات اور اس کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے مسلح جدوجہد ہی وہ واحد حل ہے جس کے ذریعے شر و فساد کے اس منبع کا خاتمہ ممکن ہے.....وگرنہ سوویت روس نے جبر و قہر اور الحاد و لادینیت کے جن حالات سے ماوراء النہر کی مسلم سرزمینوں اور مسلم معاشروں کو دوچار کیا تھا'اللہ تعالیٰ سے سرکشی پر اِترانے والے پاکستانی جرنیل یہاں کے احوال کو بھی اُسی مقام پر لے جائیں گے کہ کسی داڑھی والے کے پاس جائے امان نہ ہوگی اور کسی پردہ دار معزز و محترم مسلمان بہن کو اُن درندوں سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا جو اُس کے حجاب کو نوچ ڈالنے کے درپے ہوں!

ممتاز قادری رحمہ اللہ کی قربانی کے بعد عامۃ المسلمین پر ابھرنے اور جوش مارنے والا جذبہ بلاشبہ لائق صد تحسین ہے اور اس پر رب کی بارگاہ میں مسلسل اور بے حساب شکر بھی واجب ہے! بے شک ممتاز قادریؒ کی شہادت نے پاکستانی معاشرے میں لبرل ازم اور سیکولرازم کو پروان چڑھانے اور نافذ کروانے والوں کی امیدوں پر تمام جہات سے پانی پھیر دیا ہے! لیکن یاد رکھیں کہ لادینیت کے فروغ اور ابلیسی نظام کو سہارا دینے والوں کے پاس ریاستی قوت ہے اور وہ اسی قوت کو بروئے کار لا کر ہر اُس آواز کو باآسانی اور سہولت کے ساتھ کچل کر رکھ دیں گے جو محض "پرامن احتجاج" کے ذریعے اور "بقائے باہمی" کے اصولوں کی پاس داری کرتے ہوئے معاشرے میں تعلیمات دین کی محدود اکائیوں اور چند جھلکیوں کو زندہ رکھنے پر اپنا تمام زور صرف کرے گی! اس لیے لازم ہے کہ قوت کے مقابلے میں قوت لائی جائے! صلیبی حواری اور کفر کے آلہ کار جرنیل اور سیاسی حکمران اگر اس سرزمین کو دنیا بھر کے طواغیت کے لیے "صف اول کے سپاہی" فراہم کرنے کا مرکز و محور بنانے پر مُصر ہیں، تمام تر ریاستی قوت جھونک کر یہاں کے باسیوں کو لبرل (صاف لفظوں میں ملحد و لادین) بنانے اور سیکولرازم (مالک کائنات سے صریح بغاوت) کو یہاں رائج کرنے کی تیاریوں میں ہیں تو اس صورت حال کا تدارک بھی کرنے کے لیے بھی وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ کے قرآنی حکم پر من و عن، دل و جان سے اور برضا و رغبت عمل کیے بغیر کوئی چارہ نہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت بلاشبہ دین کی اساس ہے! اور اس اساس کی حفاظت مذکورہ بالا طریقے سے ہی ہوگی! یہی طریقہ شہید ممتاز قادریؒ نے اختیار کیا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی علامت قرار پایا! یہی مبارک منہج اور راہِ عمل اختیار کرنے کی بنا پر وہ شہید ہو کر ایسا مقبول ہوا کہ پوری قوم کے سینوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان ہو جانے کے موجزن جذبات کو تازہ و توانا کر گیا! اس ایک قربانی کے نتیجے میں یہ روشن حقیقت مزید نمایاں ہو گئی کہ اہل ایمان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا داعیہ گھر کیے ہوئے ہے! دنیا کی آلائشیں اور زیبائشیں اس محبت کے آئینہ کو دھندلا دیتی ہیں لیکن ختم کسی صورت نہیں کر پاتیں! اسی لیے شہید استاد احمد فاروق رحمہ اللہ نے بہت دردمندانہ انداز میں داعیانِ دین اور علمائے کرام سے گزارش کی تھی کہ

> ''علما اور داعی حضرات پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چمٹے اس معاشرے کو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تک لے کر جائیں.....اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والے عوام میں وہ گہرا فہمِ دین پیدا کر دیں کہ وہ شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے بھی جانیں کھپانے لگیں.....!''

یہ علمائے کرام اور داعیانِ دین ہی کا مقام ہے کہ وہ تدبر، حکمت، محبت اور مودت سے ہر ایمان والے دل میں یہ حقیقت اتاریں کہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جینا مرنا ہی بندہ مومن کی شان ہے اور اس محبت کے تقاضوں پر پورا نہ کیا گیا تو دلوں میں موجود عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاریاں سلگتی ضرور رہیں گی لیکن نفسانی خواہشات اور شیطانی نظام کو آگ لگانے کے قابل نہ ہو سکیں گی! دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب کی صورت میں یوں جینا کہ اپنا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان کر دیا جائے اور آخرت میں نہر کوثر پر اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا ہو کہ آنکھیں روئے مبارک کی دیدار سے تراوٹ پا رہی ہوں اور ہاتھوں میں موجود جام کوثر سے جسم وجاں سیر اب ہو رہے ہوں! یہ تمنا مچلتی تو ہر ایمان والے دل میں ہے لیکن اس تمنا کو "تمنائے محض" کی حدوں سے نکال کر زندگی کا ماویٰ و مقصود بنانے والے اصل ہی سعید روحوں میں شمار کیے جاتے ہیں! وہ سعادت مند کہ جن کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع میں ڈھلا ہوتا ہے، وہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں سے اپنے ظاہر کو بھی سجاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے اپنے باطن کو بھی سنوارتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا کوئی گوشہ بھی اُن کے ہاں 'نا قابل عمل' نہیں گردانا جاتا بلکہ ہر ہر زاویے اور ہر ہر قرینے سے اپنی کردار و عمل کر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سانچے میں ڈھالنے کی دُھن اُن پر سوار رہتی ہے۔ یہی دُھن اور لگن پھر اُن کے قلب و جگر میں عشق و محبت کے ایسے دیے روشن کر دیتی ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان اُن کے لیے حرف آخر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد اُن کے لیے حرز جاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل اُن کے لیے 'وجہ حیات' قرار پاتا ہے.... یہی ہوتے ہیں جو کفار و ملحدین کی دیدہ دلیریوں اور شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں پر اُنہیں قرار واقعی سزا دینے کی ٹھان لیتے ہیں، اِنہی کے جذبات واحساسات کو شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا:

> ''ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر لڑیں گے، تحریض دلائیں گے، گستاخوں کو بموں سے اُڑائیں گے، اور ہم پر ہماری مائیں روئیں اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کی خاطر نہ اٹھیں''۔

یہی ممتاز قادری رحمہ اللہ کی شہادت کا پیغام ہے کہ ہم اُس نظام کو بنیادوں سمیت اکھاڑنے کی جدوجہد کو اپنالیں جو نظام 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کو تختہ دار تک لے جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین کو "آزادی رائے" کی بنا پر کھلی چھوٹ دیتا ہے....یہی نظام ہے جو دینی غیرت و حمیت کو اہل ایمان کے دلوں سے بہر صورت کھرچ ڈالنا چاہتا ہے، چاہے اس کے لیے " قانون کی پاس داری" کا سہارا لیا جائے یا گن شپ ہیلی کاپٹروں اور جیٹ طیاروں کی بم باری کا! یہی ابلیسی نظام اور اس کے رکھوالے ہیں کہ جو بالفعل اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر صرف کھڑے نہیں بلکہ اُن کی "صف اول کے مضبوط اتحادی" ہیں! یہی وہ غدار اور خائن ہیں کہ جن کے اہداف کا تعین کرتے ہوئے اعداء اللہ کہتے رہے کہ " چارلی ایبڈو سے پاکستان تک یہ ایک ہی جنگ ہے"!.....اب اس "ایک ہی جنگ" کو اس امت نے لڑنا ہے! اپنے ایمان کی خاطر، اپنے دین کی خاطر، توحید کی خاطر، حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اور دنیا و آخرت میں حقیقی سرخروئی کی خاطر!.....اس "ایک ہی جنگ" کو امت محمد یہ علی صاحبھا السلام کی طرف سے کامل یکسوئی اور مکمل ہم آہنگی سے لڑنے کے لیے جماعۃ القاعدۃ الجہاد برصغیر کے امیر مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم کا پر تاثیر اور دوٹوک الفاظ میں پیش کردہ لائحہ عمل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو دل میں بسانے والے ہر اہل ایمان کا لائحہ عمل ہے!

> ''ہم ایسے نظام کو نہیں مانتے ہم ایسے آئین کو نہیں مانتے وہ بھارت ہو پاکستان ہو، بنگلہ دیش ہو یا عالم عرب ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اگر خانہ کعبہ کے غلاف سے بھی چھپ جائے اس کے پردوں میں بھی چھپ جائے خدا کی قسم! ہم کسی حاکم کی نہیں مانیں گے! ہم حکمرانوں کی نہیں مانیں گے! ہماری تلواریں، ہماری گنیں اس کا سر اُڑادیں گی! وعدہ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور اس عشق کو اس دل میں زندہ کر کے حقیقی معنوں میں اللہ کے لیے اپنی جانوں کو، ان جوانیوں کو جہاد کے اندر لگادو گے! اس جہاد کو مضبوط کر لو! خلافت کا قیام عمل میں لے آؤ! اس باطل نظام کو ختم کر دو! پھر کسی کو جرات نہیں ہوگی کہ وہ یہ آئین بنائے، یہ قانون بنائے کہ وہ جو چاہے جس کے بارے میں کہتا رہے حتیٰ کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کہتا رہے، پھر کسی کو ہمت نہیں ہوگی! اللہ رب العزت عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہماری جانوں کو قبول فرمالے، ہمارے اس کہنے کو قبول فرمالے اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اللہ تعالیٰ ہماری ان جانوں کو لے لے''۔

☆☆☆☆☆

نماز میں خشوع و خضوع

مولانا سعید اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

محسن انسانیت فداہ ابی وامی کی حیات طیبہ میں جھانک کر دیکھیں کہ جب آپ موذن کی آواز سنتے تو چہرے کی کیفیت بدل جاتی۔ صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ دل لگی کرتے ہوتے، اسی اثناء جب موذن اذان دیتا تو ایسا لگتا کہ نہ وہ ہمیں پہچان رہے ہیں اور نہ میں آپ کو پہچان رہی ہوں"۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

أتیت رسول الله صلى الله علیه وسلم وهو یصلی ولجوفه أزیزکأزیز المرجل من البکاء۔ (ابوداؤد، نسائی)

"میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا کر رہے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز نکل رہی تھی جیسے چولہے پر رکھی ہوئی ہانڈی سے نکلتی ہے"۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ان میں اور ہم میں کیا نسبت، تو لیجیے اللہ والوں کی زندگی سے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

☆زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ جب وضو سے فارغ ہوتے تو نماز اور وضو کے بیچ آپ کے بدن میں کپکپی طاری ہو جاتی۔ جب آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ویحکم أتدرون الی من أقوم ومن أرید أن أناجی

تمہیں پتہ ہے کہ کس کے سامنے ہم کھڑے ہونے جا رہے ہیں اور کس سے سرگوشی کرنا چاہتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء: ج،3ص 133)

☆ابراہیم التیمی رحمہ اللہ جب سجدہ کرتے تو پرندے ان کے پشت پر آکر نہایت اطمینان سے بیٹھ جاتے گویا کہ کٹے ہوئے درخت کا باقی ماندہ تنا ہیں۔

☆ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ کو سجدے کی حالت میں دیکھا، ان کے سجدے کی طوالت کا یہ عالم تھا کہ اگر تم انہیں دیکھتے تو کہتے کہ یہ مر چکے ہیں۔ اللہ اکبر! کیسے کیسے اللہ والے گذرے ہیں جن کو دیکھنے کے لیے آج آنکھیں ترستی ہیں

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

آج بھی ہم اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اللہ والوں کی نقل کر کے پیدا کر سکتے ہیں البتہ شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم اپنے ذہن سے اس شبہ کو نکال باہر کریں کہ ہم خشوع اختیار نہیں کر سکتے، یہ دراصل شیطانی وسوسہ ہے جو ایک انسان کے اندر پیدا کرتا ہے تاکہ وہ مناجات کی لذت سے محروم رہ جائے۔ تو آیئے اب ہم ان وسائل کی جانکاری حاصل کرتے ہیں جو ہماری نمازوں میں خشوع و خضوع پیدا کرنے میں معاون بن سکتے ہیں۔

اللہ والوں کے ملفوظات سے وہ مسائل کشید کر کے آپ کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں جن سے نماز میں خشیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ نماز میں خشوع و خضوع پیدا کے لیے دو طرح کے وسائل درکار ہیں، ایک کا تعلق بیرون نماز سے ہے اور دوسرے کا تعلق اندرون نماز سے ہے۔ جن کا تعلق بیرون نماز سے ہے ان میں مثلاً اللہ پاک کو الوہیت و ربوبیت اور اسماء وصفات میں ایک جاننا، دل میں اخلاص کا وجود، خلوت و جلوت دونوں میں اللہ پاک کی نگرانی کا احساس، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص اطاعت اور متابعت کا جذبہ، مامورات کی انجام دہی اور منہیات سے اجتناب، حرام غذا اور حرام لباس سے کلی احتراز، خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے والوں کی صحبت و ہم نشینی اور اللہ تعالیٰ کے جناب میں بکثرت دعا و گریہ وزاری کہ اللہ پاک ہماری نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرے۔ اور جن وسائل کا تعلق اندرون نماز سے ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆موذن کی اذان سنیں تو پوری خاموشی کے ساتھ کلمات اذان دہراتے رہیں، پھر اذان کے بعد کی دعا کی فضیلت کو اپنے ذہن و دماغ میں بٹھائے ہوئے اس کا اہتمام کریں، حتی المقدور اذان اور اقامت کے بیچ دعا کریں۔

☆اچھی طرح وضو کریں، وضو سے پہلے مسواک کر لیں، اور بسم اللہ کہتے ہوئے وضو شروع کریں، ہر عضو کو دھوتے ہوئے اپنے ذہن میں یہ بات بٹھائیں کہ

شعوری یا غیر شعوری طور پر آپ سے جو گناہ سرزد ہوا تھا اعضائے وضو کو دھلتے ہی وہ سارے گناہ بھی دھل جائیں گے، اور اس فضیلت کو بھی ذہن میں تازہ رکھیں کہ وضو کے باعث اہل ایمان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور اسی کے باعث وہ میدان محشر میں دوسری امتوں کے بیچ ممتاز ہوں گے۔ جب وضو کے ایک ایک نکتے کو ذہن میں تازہ رکھا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ نماز خشوع وخضوع سے لبریز نہ ہو۔

☆نماز سے پہلے زینت اختیار کرلیں، لباس صاف ستھرا ہو، اگر خوشبو میسر ہو تو خوشبو بھی لگالیں، ذرا غور کریں کہ جب ہمیں کسی پارٹی میں جانا ہوتا ہے تو کس انداز میں تیاری کرتے ہیں چہ جائیکہ مالک الملک رب کائنات کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ صاف ستھرے ملبوسات زیب تن کرنے سے نفسیاتی طور پر بھی راحت ملتی ہے اور سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔

☆جب مسجد کا رخ کریں تو اپنے ذہن میں یہ بات بٹھالیں کہ اللہ کے گھر کا قصد کر رہے ہیں جو اسے روئے زمین کی ساری جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اور حبیب کی عادت ہوتی ہے کہ اگر اپنے محبوب کو نہ پاسکے تو اس کے گھر کا قصد کرتا ہے، اور یہ اعزاز کیا کم ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں داخل ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔

☆ان نبوی بشارتوں کو بھی ذہن میں تازہ کریں کہ ہر ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہو رہا ہے اور ایک درجہ بلند ہو رہا ہے، مسجد کی طرف جاتے وقت آپ پر سکون اور طمانینت طاری ہو، نماز سے پہلے مسجد پہنچیں اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کریں، کیوں کہ اتنی دیر آپ کا انتظار کرنا بھی نماز میں شامل کرلیا جاتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس پر رحم فرما، اے اللہ اس پر مہربان ہو جا۔

☆نماز شروع کرنے سے پہلے ان تمام چیزوں سے خود کو فارغ کرلیں جو نماز میں تشویش کا باعث بن سکتی ہوں، مثلاً نماز کے لیے پرسکون جگہ کی تلاش کریں جو شوروغوغا سے بالکل دور ہو، سامنے کے پردے یا جائے نماز پر ایسا نقش ونگار نہ ہو جو خشوع وخضوع میں خلل پیدا کرے۔ اگر کھانے کی خواہش ہو یا قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو نماز سے قبل اس سے فارغ ہو جائیں۔ غرضیکہ خشوع وخضوع میں جو چیزیں رکاوٹ بن سکتی ہوں ان سے چھٹکارا حاصل کر کے قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہوا جائے، صفیں سیدھی کرلیں، اگر صفوں کے بیچ خالی جگہ ہو تو اسے پُر کرلیں مبادا شیطان بیچ میں داخل ہو جائے۔ نماز شروع کرنے سے پہلے اس ذات کی عظمت پر غور کرلیں جس کی عبادت کرنے جا رہے ہیں۔

☆دل میں اپنے محبوب کے تئیں محبت کے جذبات ہوں، جس نے آپ کو انمول جسم عطا کیا اور ہر طرح کی نعمتوں سے مالامال کیا۔

☆دل میں حیا کے جذبات پیدا ہوں کہ اس ذات کی عنایت کردہ نعمتوں میں دن رات پلنے کے باوجود اسی کے سامنے ہر دم اس کی نافرمانی کی جرات کرتے ہیں، اگر وہ چاہتے تو فوراً زمین کو بدلہ لینے کا حکم دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ نہایت بردبار اور شفیق ہیں۔

☆دل میں ان کی ہیبت کے جذبات پیدا ہوں، وحی کے فرشتے حضرت جبریل امین کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ معراج کی رات اللہ کی خشیت سے بوسیدہ ٹاٹ کی مانند ہو چکے تھے۔ فرشتے مالک کے اوامر کی تعمیل میں ان گنت فرشتے ہمہ تن لگے ہیں، کتنوں کا کام محض عبادت ہے، کتنے رکوع میں ہیں تو کتنے سجدے میں، اور قیامت کے دن ان کی مٹھی میں آسمان وزمین ہوں گے۔ لہٰذا جب ہاتھ باندھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں تو اس کے معنی پر غور کرلیں کہ اللہ پاک سب سے بڑا ہے، جس کے قبضے میں ساری کائنات ہے۔ جب یہ کیفیت آپ کے ذہن میں بیٹھے گی تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ تذلل وانکساری کا پیکر بنے پورے خشوع وخضوع سے نماز کی طرف لپکیں گے؟

نماز میں داخل ہوتے ہیں موت کی یاد تازہ کرلیں اور یہ خیال کریں کہ شاید اس کے بعد آپ کو کوئی نماز ادا کرنے کا موقع نہ مل سکے اور یہ آخری نماز ثابت ہو۔ اللہ کے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

اذکر الموت فی صلاتك فان الرجل اذا ذکر الموت فی صلاته لحری ان یحسن صلاته وصلِّ صلاة رجل لایظن أنه یصلی غیرها (السلسلة الصحیحة: 1421)

"اپنی نماز میں موت کو یاد کر، کیونکہ جب ایک شخص اپنی نماز میں موت کو یاد کرتا ہے تو زیادہ مناسب ہے کہ وہ اپنی نماز کو ٹھیک ٹھاک ادا کر سکے، اور ایسے آدمی کی طرح نماز ادا کر جسے امید نہ ہو کہ وہ دوسری نماز ادا کر سکے"۔

نماز کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہی اپنے اندر یہ تصور پیدا کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں اوران کے سامنے نماز ادا کر رہے ہیں اور یہی احسان کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ یا کم از کم یہ خیال پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں اوران کی نگرانی سے ہم ایک لمحہ کے لیے بھی اوجھل نہیں ہیں۔ خدارا ہمیں بتائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پورے جلال وجمال کے ساتھ ہمارے سامنے ہوں اور ہمیں نماز ادا کرنے کا حکم دیں تو آخر اس وقت ہماری کیفیت کیسی ہوتی۔ حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

الاحسان أن تعبد الله کأنك تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراك

"اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم اس طرح کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

لیکن یہ کیفیت کب پیدا ہو گی؟ جب کہ دل دنیاوی آلائشوں سے پاک وصاف ہو، دل میں اللہ کی نگرانی اور اسکے سامنے جوابدہی کا احساس ہو اور ذہن میں آخرت کی فکر رچی بسی ہو۔

اس تصور کو ذہن میں بٹھائیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہیں، ان سے سرگوشی کر رہے ہیں، اپنا مطلوب اپنے پروردگار کو سنا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کا جواب دے رہے ہیں۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان أحدکم اذا قام یصلی فانما یناجی ربه فلینظر کیف یناجیه (مستدرك حاکم)

"جب تم میں کا ایک شخص نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے لہٰذا دیکھ لے کہ اس سے کیسے سرگوشی کر رہا ہے"۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں بانٹ دیا ہے، آدھا حصہ میرا ہے اور آدھا حصہ میرے بندے کا، اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جس کا وہ سوال کرے، چنانچہ جب بندہ الحمدللہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی، جب بندہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی، جب بندہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعظیم کی، اور جب بندہ ایاك نعبد وایاك نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا"۔ (صحیح مسلم)

اسی لیے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر آیت کے بعد ذرا ٹھہرو گویا کہ اپنے رب کا جواب سن رہے ہو۔ یہی نہیں بلکہ ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اپنے بندے کے چہرے کی طرف گاڑ دیتا ہے"۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاذا صلیتم فلا تلتفتوا، فان الله ینصب وجهه لوجه عبدہ فی صلاته مالم یلتفت (بخاری)

"جب تم نماز پڑھ رہے ہو تو بے توجہی مت برتو کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ اپنے بندے کے چہرے پر گاڑ دیتے ہیں جب تک بندہ بے توجہی نہیں برتتا"۔

ایک اثر میں آتا ہے کہ جب بندہ نماز میں بے توجہی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الی خیر منی الی خیر منی کیا مجھ سے بہتر کی طرف، کیا مجھ سے بہتر کی طرف؟ سبحان اللہ! اگر ہر نمازی بحالت نماز اس تصور کو اپنے ذہن میں بٹھائے رہے گا تو یقیناً اسے بے انتہا خشوع حاصل ہو گا اور کیوں نہ حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہے اور اسے اس کا مطلوب پورا کر رہا ہے۔

نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں اور اس کے اذکار مثلاً ثنا، سورۃ فاتحہ، رکوع وسجدہ کی تسبیحات اور درود شریف وغیرہ کے معانی ومقاصد پر بھی غور کریں۔ یعنی نماز کی جس کیفیت میں ہوں اس کیفیت کے اذکار کے معانی ومفاہیم کو اپنے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کریں۔

(بقیہ صفحہ 26 پر)

در حریمِ دلِ ما مقامِ مصطفیٰؐ است!

حافظ محمد صاحب

حضور پر نور، سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ اس قدر اعلیٰ وارفع اور بلند و بالا ہے کہ عقل انسانی اس مقام و مرتبے کا ادراک نہیں کر سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ کی ذات اقدس فرش و عرش پر یکساں محبوب و مقبول اور آپ کی زندگی عالم انسانیت کے لیے سب سے بڑا نمونہ عمل ہے، آپ کی ذاتِ اقدس محبتوں کا مرکز، چاہتوں کا مصداق، عقیدتوں کا مرجع اور ذوق و شوق کا محور ہے۔ جب خود خلاقِ عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہو:

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً (الاحزاب: 56)

تو عقل انسانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اقدس کا کیا احاطہ کر سکے گی؟

صرف یہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و توقیر کا حکم قرآن مجید میں متعدد جگہ صادر فرمایا:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات: ۲)

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضاً (النور: 63)

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات: ۱)

لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا (البقرۃ: 104)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی کہ:

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبیست

وہ ذات گرامی جن کی نعت پر مشتمل ہزاروں اشعار کا قصیدہ کہہ کر بھی انسان اپنے عجز کا اظہار کرے اور زبانِ حال سے یوں کہے:

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
قلب ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

تو ان کی ذات گرامی کی رفعتوں کا کیا کہنا؟ اللہ تعالیٰ نے جن نفوس کو آپ کی معیت کا شرف بخشا، اور عشاقِ سرمست کی اس جماعت صحابہؓ نے ان آیاتِ قرآنی کے عملی تقاضوں کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا تھا۔ وہ اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ اقدس میں یوں بیٹھتے جیسے لبوں پر مہر سکوت ثبت ہو، جسم میں سانسوں کی آمد و رفت ختم ہو چکی ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ سے عروہ بن مسعود (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپس جا کر اپنی حاضری کا حال کچھ یوں بیان کیا:

"اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں، میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے درباری اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جب کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی ایک ہاتھ پر گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔"

شمائل ترمذی میں ہے کہ "جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام شروع کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ یہ والہانہ عقیدت و محبت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تک محدود نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملال کے بعد بھی اصحاب ایمان 'مزار اقدس کے جوار میں مؤدب اور سراپا عجز و انکسار رہتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے مسجد نبوی میں امام مالکؒ سے مناظرہ کیا اور اثنائے مناظرہ میں اپنی آواز بلند کی، حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: اپنی آوازیں بلند مت کرو اللہ تعالیٰ نے امت کو حکم فرمایا ہے لاترفعوا اصوتکم فوق صوت النبی.... اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

آپ کے وصال کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ولازمی ہے جیسا کہ اس ظاہری دنیا میں آپ کے وجود پر تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر منصور دھیما پڑ گیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے دونوں کواڑ مدینہ منورہ کے باہر ایک مقام پر تیار کروائے کہ مبادا ان کی تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہو۔ صحیح بخاری شریف میں ایک روایت حضرت ابن زیدؓ سے یوں روایت ہے کہ :

"میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھے کنکر مارا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا ان دو شخصوں کو بلاؤ، میں بلالایا، آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں دُرے لگواتا، کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟"

؎آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
نازک ہے یہ مقام حضوری حضور کی

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی مدینہ منورہ میں کبھی بول و براز نہیں کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ کی مٹی خراب ہے، امام مالکؒ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس دُرے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔ پھر فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن مار دی جائے، وہ زمین جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوں اس کی نسبت گمان کرتا ہے کہ اس کی مٹی خراب ہے؟

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزیوں میں لوکی بہت پسند تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مجھے تو پسند نہیں، اس پر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فوراً اپنی مسند کے ساتھ رکھی تلوار سونت لی اور کہا کہ "اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ ابھی تمہاری گردن اڑاتا ہوں"..... اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بڑھ کر کسی کو بھی محبت و شیفتگی، والہانہ لگاؤ اور عشق و عقیدت کا تعلق عطا نہیں فرمایا۔ یہی سچی محبت ہے جو دلوں کو ایمان و یقین کے نور سے منور کرتی، معبود کے ساتھ عبدیت اور رسول اللہ کے ساتھ سچے امتی ہونے کا تعلق پیدا کرتی ہے۔ یہی عشق و عقیدت ہے جو دین حق پر ڈٹ جانے اور طاغوت کے مد مقابل سینہ سپر ہو جانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ یہی والہانہ لگاؤ ہے جو ناموس پیمبر علیہ السلام کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے.... یہ محبت.... عقیدت.... عشق.... تعلق خاطر.... سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں جس کے نصیب ہو جائیں اس کے بھاگ ہرے ہیں۔

آج پھر کچھ بد بختوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نعوذ باللہ کیچڑ اچھالنے کی بھونڈی کوشش کی ہے، یہ متروک النسل، ولد الزنا، انسانیت کے دامن پر بد نما دھبوں کی مانند مغربی اقوام، جنہوں نے اخلاق و کردار کے تمام قرینوں کو پامال کر دیا ہے وہ کسی عظیم ہستی کی عظمت و رفعت کو کیونکر جان سکتے ہیں؟ جانئے کہ آج ناموسِ پیمبر نہیں بلکہ ہمارا ایمان معرض خطر میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے دعوے اپنا ثبوت چاہتے ہیں، وہ نبی علیہ السلام جو امتی امتی پکارتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے، آج ان کی ناموس زبانی دعووں اور بلند آہنگ نعروں سے کچھ سوا کا تقاضا کرتی ہے :

نہ کٹ مروں جب تک خواجہ ءبطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اور خیال رکھیے :

اے مے کشو! اگر مئے حُبِ رسول سے
لبریز دل کا جام نہیں ہے تو کچھ نہیں!

☆☆☆☆☆

گستاخ رسول کی سزا اور فقہائے احناف

مولانا محمد تصدق حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

عصر حاضر میں اٹھنے والے فتنوں میں سے سب سے عظیم فتنہ جو دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے، وہ شعائر اللہ کی توہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر رکیک حملے ہیں، یہود و نصاریٰ نت نئے طریقوں سے امت مسلمہ کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی سعی میں مصروف ہیں، نوبت بایں جا رسید کہ نام نہاد کلمہ گو حکمرانوں کی عمل داری میں سرعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کے حوالے سے عوام کے اذہان و قلوب کو منتشر کیا جا رہا ہے، انگریز کے زرِ خرید غلام مسلمانوں کو محبتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے تہی دامن کرنا چاہتے ہیں۔فتنہ و فساد کی اس شورش میں یہود و ہنود کے کچھ گماشتے اس معاشرے میں لادینیت اور سیکولرازم کا زہر گھولنا چاہتے ہیں، انہی حالات میں جب آسیہ ملعونہ کے معاملے کے تناظر میں ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہوا تو قانون ناموس رسالت کو ختم کروانے کے لیے انگریز کے وفادار نام نہاد مسلمان میدان عمل میں آ گئے۔اسی طرح ایک نام نہاد سکالر غامدی اور اُس کے چیلے چانٹوں نے یہ شوشہ پھیلانے کی کوشش کی کہ فقہائے احناف کے نزدیک گستاخِ رسول کی سزا موت نہیں، لہٰذا 295 سی کو ختم کر دیا جائے۔اس قبیل کے افراد کا مقصد امت مسلمہ میں افتراق و انتشار کی فضا پیدا کرنا ہے۔امت کو ایسے اشخاص کے گھناؤنے کردار سے خبردار رہنا چاہیے گستاخِ رسول کی سزا کے حوالے سے احناف کے جلیل القدر علما کی آرا ملاحظہ فرمایئے:

امام ابن الہمام علیہ الرحمہ:

> كل من أبغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالساب بطريق أولى ثم يقتل حداً عندنا فلا تقبل توبته في اسقاط القتل.... ان سبّ سكران ولايعفى عنه(فتح القدير: ج5، ص332)
>
> "ہر وہ شخص جو دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھے، وہ مرتد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والا تو بدرجہ اولی مرتد ہے اسے قتل کیا جائے گا۔ قتل کے ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہیں۔ اگرچہ حالتِ نشہ میں کلمہ گستاخی بکا ہو، جب بھی معافی نہیں دی جائے گی"۔

علامہ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمہ:

كل كافر فتوبة مقبولة فى الدنيا والآخرة الا جماعة الكافر بسب النبى وبسبّ الشيخين أو احداهما-لاتصح الردة السكران الا الردة بسب النبى ولا يعفى عنه-واذا مات أوقتل لم يدفن فى مقابر المسلمين، ولا أهل ملته وانما يلقى فى حفيرة كالكلب(الشباه والنظائر 851)

"ہر قسم کے کافر کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے، مگر ایسے کفار جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا شیخین رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو گالی دی تو اُس کی توبہ قبول نہیں۔ایسے ہی نشہ کی حالت میں ارتداد کو صحیح نہ مانا جائے گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت حالتِ نشہ میں بھی کی جائے تو اُسے معافی نہیں دی جائے گی۔جب وہ شخص مر جائے تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ ہی اہل کتاب (یہودی و نصرانی) کے گورستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں پھینک دیا جائے گا"۔

امام ابن بزار علیہ الرحمہ:

اذا سبّ الرسول صلى الله عليه وسلم أوواحد من الأنبياء فانه يقتل حداً فلا توبة له أصلاً سواءً بعد القدرة عليه والشهادة أوجاء تائباً من قبل نفسه كالزنديق لأنه حد واجب فلا يسقط بالتوبة ولايتصور فيه خلاف لأحد لأنه حق تتعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين وكحد القذف لايزول بالتوبة(رسائل ابن عابدين: ج2، ص327)

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرے یا انبیا علیہم السلام میں سے کسی نبی کی گستاخی کرے تو اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، خواہ وہ تائب ہو کر آئے یا گرفتار ہونے کے بعد تائب ہو اور اس پر شہادت مل جائے تو وہ زندیق کی طرح ہے۔اس لیے کہ اس پر حد واجب ہے اور وہ توبہ سے ساقط نہیں ہو گی۔اس میں کوئی اختلاف نہیں، اس لیے کہ یہ ایسا حق ہے جو حق عبد کے ساتھ متعلق ہے، جو بقیہ حقوق کی طرح توبہ سے ساقط نہیں ہوتا جیسے حدِ قذف بھی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی"۔

علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ:

الکافر بسبّ النبی من الأنبیاء لاتقبل توبته مطلقاًومن شكّ فی عذابه وکفره کفر(درمختار:ج6،ص352)

"کسی نبی کی اہانت کرنے والا شخص ایسا کافر ہے جسے مطلقاً کوئی معافی نہیں دی جائے گی، جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے، وہ خود کافر ہے"۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ:

واعلم انه قد اجتمعت الأمة علی أن الاستخفاف بنبیناوبأی نبی کان من الأنبیاء کفر، سواء فعله فاعل ذلك استحلالاًأم فعله معتقدًا بحرمته لیس بین العلماء خلاف فی ذلك، والقصد للسب وعدم القصد سواء اذلایعذرأحدفی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان اذاکان عقله فی فطرته سلیما(روح البیان:ج3،ص384)

"تمام علمائے امت کا اجماعت ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا کوئی اور نبی علیہ السلام 'ان کی ہر قسم کی تنقیص واہانت کفر ہے، اس کا قائل اسے جائز سمجھ کر کرے یا حرام سمجھ کر، قصداً گستاخی کرے یا بلا قصد، ہر طرح اس پر کفر کا فتویٰ ہے۔ شانِ نبوت کی گستاخی میں لاعلمی اور جہالت کا عذر نہیں سنا جائے گا، حتیٰ کہ سبقتِ لسانی کا عذر بھی قابل قبول نہیں، اس لیے کہ عقلِ سلیم کو ایسی غلطی سے بچنا ضروری ہے"۔

علامہ ابو بکر احمد بن علی رازی علیہ الرحمہ:

ولاخلاف بین المسلمین أن من قصد النبی صلی الله علیه وسلم بذلك فهوممن ینتحل الاسلام أنه مرتد فهو یستحق القتل (احکام القرآن: ج، 2ص112)

"تمام مسلمان اس پر متفق ہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت اور ایذارسانی کا قصد کیا وہ مسلمان کہلاتا ہو تو بھی وہ مرتد مستحق قتل ہے"۔

ذمی شاتم رسول کا حکم: جو شخص کافر ہو اور دار الاسلام میں رہتا ہو، جزیہ کی ادائیگی کے بعد اسے حکومت تحفظ فراہم کرتی ہے، مگر جب وہ اہانتِ رسول کا مرتکب ہو تو اس کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ:

علامہ ابن تیمیہ، علیہ الرحمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان الذمی اذا سبه لایستتاب بلا تردد فانه یقتل لکفره الأصلی کما یقتل الأسیرالحربی(الصارم المسلول:ص260)

"اگر کوئی ذمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہو تو اسے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کر دیں گے کیونکہ اسے اس کے کفر اصلی کے سبب قتل کیا جائے گا جیسے حربی کافر کو قتل کیا جاتا ہے"۔

امام ابن الہمام علیہ الرحمہ:

"میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی یا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف غیر مناسب چیز منسوب کی، اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت یہ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے، جب وہ ان چیزوں کا اظہار کرے تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا"(فتح القدیر: ج5، ص303)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ:

فلوأعلن بشتمه أواعتاده قُتل ولوامرأة وبه یفتیٰ الیوم(ردالمختار: ج6، ص331)

"جب ذمی اعلانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا مرتکب ہو تو اسے قتل کیا جائے گا، اگرچہ عورت ہی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے"۔

حرفِ آخر:

قاضی عیاض مالکی اور علامہ ابن تیمیہ رحمہما اللہ دونوں نے امام ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ کا موقف نقل کرتے ہوئے لکھا:

لاأعلم أحدامن المسلمین اختلف فی وجوب قتله

"میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے شاتم رسول کے قتل میں اختلاف کیا ہو"۔

(بقیہ صفحہ 26پر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انتقام

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اس گستاخ اور اذیت رساں کافر سے خود انتقام لیتا ہے جس سے اہل ایمان انتقام لینے کی قدرت نہیں رکھتے اس معاملہ میں وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ

"پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو۔ ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزا کرتے ہیں کافی ہیں۔"

ان گستاخوں میں سے ایک ایک سے خدائی انتقام کا قصہ مشہور ہے اور ان واقعات کو اہل سیر و تفسیر نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن لوگس کو اس برے انجام سے دوچار ہونا پڑا ان میں سے قریش کے یہ سردار ہیں: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود ان ابن المطلب ، ابن عبد یغوث، حارث بن قیس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ ایران) اور قیصر (شاہِ روم) کی طرف خط لکھے، دونوں ایمان نہ لائے مگر قیصرِ روم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا احترام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کی بھی عزت افزائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو ثابت اور برقرار رکھا، کہا جاتا ہے کہ آج تک اس کی نسل میں حکومت اور اقتدار باقی ہے اس کے برعکس کسریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پھاڑ دیا اور شانِ رسالت میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد اس کو ہلاک کر دیا اور اس کے ملک کے ٹکڑے کر دیے اور اکا سرہٗ ایران کا اقتدار خاک میں ملا دیا، یہ دراصل اس آیت کریمہ کی سچی تفسیر اور تعبیر ہے کہ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ(الکوثر:۳)

حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھی اور بغض و عداوت کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی جڑ کاٹ دی اور اس کا نام ونشان مٹا دیا، اس آیہ کریمہ کے شانِ نزول کے متعلق چند اقوال ہیں کہ یہ یہ عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی یا عقبہ بن ابی معیط یا کعب بن اشرف کے متعلق اتری۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے سب کو اسی انجام سے دوچار کیا، ایک مشہور کہاوت ہے کہ لُحُوْمُ الْعُلَمَآءِ مَسْمُوْمَةٌ "علما کے گوشت میں زہر ملے ہیں"۔ (یعنی ان کی شان میں گستاخی ہلاکت کا سبب ہے) پس انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی بڑی بربادی کا باعث ہو گی۔ صحیح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس نے مجھے جنگ کا چیلنج دیا"۔ جب ولی سے عداوت اللہ تعالی سے جنگ مول لینے کے مترادف ہے تو اندازہ کیجیے کہ انبیائے کرام سے دشمنی رکھنے والا کس قدر ہلاکت میں مبتلا ہو گا؟ اور جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کرے اس سے جنگ کی جائے گی (یعنی اسے برباد کر دیا جائے گا)۔ جب آپ قرآنِ حکیم میں مذکور انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات پر تحقیقی نظر ڈالیں گے تو دیکھیں گے کہ قوموں کی بربادی اس وقت ہوئی جب انہوں نے انبیائے کرام کو ستایا اور اپنے برے قول یا فعل سے ان کا مقابلہ کیا۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ذلت مسلط کی گئی اور وہ غضب خداوندی کے حق دار ہوئے جب انہوں نے کفر کے ساتھ انبیائے کرام کو ناحق قتل کیا تو انہیں کوئی حامی اور مددگار میسر نہ ہوا جیسا کہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ جس نے انبیائے کرام میں سے کسی نبی کو اذیت دی پھر توبہ نہ کی تو اسے تباہ کن عذاب نے آلیا۔ ہم نے ایسے عبرت انگیز واقعات نقل کیے جن کا مسلمانوں کو تجربہ ہوا کہ جب کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فوراً انتقام لیا۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہم تک پہنچے ہیں اور یہ باب بہت وسیع ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں نہ یہاں اس کا احاطہ کرنا مقصود ہے۔ ہمارا مقصد فقط حکمِ شرعی کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی اور محافظ ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و حمایت فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے لوگوں کی اذیت دور کرتا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مجھ سے قریش کی گالی گلوچ اور لعن طعن پھیرتا ہے، وہ کسی مذمم (قابل مذمت شخص) کو گالیاں دیتے اور لعن طعن کرتے ہیں اور میں تو محمد (یعنی قابل تعریف) ہوں"۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی اور آپ کی نعت کو اذیت سے منزہ اور پاک رکھا اور اس اذیت کو کسی قابلِ مذمت شخص کی طرف پھیر دیا اگرچہ اذیت دینے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا قصد کیا۔

گستاخِ رسول کی سزا قتلِ معین ہے:

جب سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت اصحاب اور دیگر حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔ جب گستاخانہ طرزِ عمل کی وجہ سے حربی کافر کا قتل متعین ہو گیا تو مسلمان اور ذمی گستاخ کا قتل تو بطریقِ اولیٰ ثابت ہو گیا۔ کیونکہ سزائے قتل کا موجبِ سب و شتم اور گستاخی ہے مجرد کفر اور محاربہ نہیں پس جہاں بھی یہ وجہ آجائے قتل کی سزا واجب ہو جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ کفر مبیح الدم ہے (یعنی اس کا خون مباح ہو جاتا ہے) لیکن ہر حال میں کافر کا قتل واجب نہیں، کفر کی صورت میں کافر کو امان دینا اس کے ساتھ صلح کرنا، گرفتاری میں اس پر احسان کرنا یا فدیہ لے کر چھوڑ دینا جائز ہے لیکن عہدِ ذمہ اختیار کرنے کے بعد کافر کا خون معصوم ہو جاتا ہے جسے کفر نے مباح ٹھہرا رکھا تھا، حربی کافر اور ذمی کافر کے درمیان یہی فرق ہے۔ جہاں تک دیگر موجباتِ قتل کا تعلق ہے تو وہ حکم عہد میں داخل نہیں۔

سنت سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گستاخ کے قتل کا حکم دیتے تھے اور اس کا سبب صرف گستاخی ہوتا ہے، مجرد کفر نہیں جو عہدِ ذمہ سے خالی ہو جب ایسی گستاخی پائی جائے تو وہ موجبِ قتل ہو گی۔اس صورت میں عہدِ ذمہ کا خون معصوم نہیں ٹھہرے گا۔ یہاں جرم بڑھ جاتا ہے اور حربی کافر گستاخی کی وجہ سے گستاخ قرار پاتا ہے۔یونہی مسلمان جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے گستاخ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کو قتل کرنا کافرِ اصلی کے قتل سے زیادہ موکد اور ضروری ہے۔ ذمی جب گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ بھی حربی کافر کی مانند ہو جاتا ہے، اس لیے ایسے مجرم کا قتل بہت ضروری ٹھہرتا ہے۔ ذمی کی اس سزا کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے عہدِ ذمہ اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ گستاخی کا اظہار کرے۔ اس لیے جب وہ ایسی قبیح حرکت کا مرتکب ہو گا تو باجماعِ مسلمین اس کو قتل یا تعزیر کی سزا دی جائے گی۔ مگر اسے کسی ایسی بات پر سزا نہیں دی جائے گی جو معاہدہ کی شقوں میں شامل ہو۔ خواہ وہ سخت کافر ہو نہ ہی اسے کسی ایسے فعل پر سزا دی جائے گی جس کی عہدِ ذمہ میں اجازت دی گئی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فعل کے ارتکاب پر قتل کا حکم دیا، کبھی قتل کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ذمی عہدِ ذمہ کی خلاف ورزی کر رہا ہو۔ایسی صورت میں اس کا قتل بلا تردد ضروری ہے۔

مسلمان کو بوجہ اظہار ایمان شانِ رسالت میں گستاخی سے منع کیا گیا ہے اور ذمی کو اس جرم سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے عہد ذمہ قبول کیا اور صغار کی زندگی اختیار کی، اگر صغار (ذلت) کے باعث اسے گستاخانہ طرزِ عمل سے روکا نہ جاتا تو اسے ایسے عمل پر تعزیر وغیرہ کی سزا نہ دی جاتی، پھر جب گستاخانہ روش کی وجہ سے ایسے کافر کا قتل ضروری ٹھہرا جس کا خون ظاہری اور باطنی طور پر حلال تھا اور اس نے عہد ذمہ بھی اختیار نہیں کیا تھا تو ایسے شخص کا قتل تو بطریقِ اولیٰ جائز قرار پائے گا۔ جس نے عہدِ ذمہ کے ذریعے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ وہ شانِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب نہ ہو گا۔

گستاخِ رسول واجب القتل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور امر (حکم) وجوب کا تقاضا کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شخص کے گستاخانہ طرزِ عمل کی اطلاع ہوئی آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ یہی طریقہ اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا حالانکہ اس وقت معاف کر دینا ممکن تھا اور جہاں معاف کرنا ممکن نہ ہوا وہاں ایسے گستاخ کا قتل زیادہ موکد اور ضروری ہے اور اس کی شدید کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایسا فعل جہاد کافروں اور منافقوں پر سختی، دینی غلبے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی ایک قسم ہے اور یہ بات معلوم و محقق ہے کہ ایسا کرنا واجب ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول کا قتل واجب اور انتہائی ضروری ہے۔

جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاف کر دینے کا جواز تھا وہاں یہ ضروری تھا کہ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسلام کا اظہار کرے، اطاعت اختیار کرے اور مطیع و فرماں بردار ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جنہوں نے فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار نہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

[الصارم المسلول علی شاتم الرسول سے ماخوذ]

☆☆☆☆☆

حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پاسداری آئین

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ امابعد!

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ: 128)

"البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے، اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے تمہاری بھلائی پر، وہ حریص (فکر مند) ہے، مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے"۔

وقال تبارك و تعالیٰ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

وقال رسول اللہ: لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر گھر کی حفاظت کے لیے پہرہ نہ بٹھایا جائے تو گھر کو چور اور ڈاکوؤں سے کون بچا سکتا ہے ؟ اگر کھیت کی حفاظت کے لیے باڑ نہ لگائی جائے تو اس فصل کو تباہ ہونے سے بھلا کون بچا سکتا ہے ؟ اگر مال کی حفاظت کے لیے پہرہ نہ بٹھایا جائے تو اس مال کی ضمانت کون دے سکتا ہے ؟ اے امت مسلمہ کے غیور نوجوانو ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کلمہ دیا، تمہیں نبی دیے، تمہیں دین کی دولت سے نوازا اور اس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے تم پر جہاد کو فرض کیا اور اعلان کیا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور دوسری جگہ اعلان فرمایا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيراً

اگر یہ جہاد کی دولت نہ ہو.... اگر یہ جہاد کی پہرے داری نہ ہو.... اگر جہاد کے ذریعے اسلام کی حفاظت نہ کی جائے.... اس کے احکامات کی حفاظت نہ کی جائے تو تمہاری مساجد محفوظ نہیں رہ سکتیں، تمہارے مدارس محفوظ نہیں رہ سکتے، تمہاری خانقاہیں محفوظ نہیں رہ سکتیں ! اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کی حفاظت کے لیے، ان احکامات کی حفاظت کے لیے، جہاد کو فرض قرار دے دیا.... اگر تم جہاد نہیں کرو گے.... تو تمہارے نہ مدارس بچیں گے نہ مساجد بچیں گی حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ وہ ذات گرامی، وہ ذات اقدس جس کو اللہ رب العزت نے رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا ! وہ ذات جو اس امت کے غم میں، جو اس امت کے درد میں، ساری عمر یونہی گزار گئے جن کے بارے میں قرآن نے اعلان فرمایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

کہ تم پر مشقت آئے، تم پر پریشانی آئے، تم پر کوئی تکلیف آ جائے ان پر بڑا بھاری گزرتا ہے.... وہ تمہارے لیے تڑپتے رہتے ہیں انہوں نے تمہارے لیے ہر غم کو برداشت کیا، ہر درد کو برداشت کیا، اپنے اوپر زخم برداشت کیے، اپنے آپ کو لہو لہان کرایا، اپنی بیٹیوں کو طلاق کرائی، اپنے پیر مبارک کو زخمی کرایا، اپنے دندان مبارک شہید کرائے.... تمہارے لیے ! عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

تم پر کوئی درد آ جائے، تم پر کوئی تکلیف آ جائے ان پر بڑا بھاری گزرتا ہے، وہ بڑے تڑپتے ہیں۔ تمہارے درد میں ان کا عالم یہ ہے، جس کا اعلان قرآن کریم نے فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ

کہ آپ اپنے آپ کو ان کی وجہ سے ختم ہی نہ کر ڈالیں ہر وقت تمہاری فکر، ہر وقت تمہارا غم، جب جا رہے ہیں تو تمہاری یہی فکر کر رہے ہیں اور جب آ رہے ہیں تب بھی تمہاری فکر کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔ امتی، امتی کہتے ہوئے آئیں گے .... لیکن آج کیا ہو گیا کہ اس دفاع کو چھوڑ دیا، اس قوت کو چھوڑ دیا تو نوبت یہاں تک آ گئی کہ دشمنانِ اسلام اس ذات مبارک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے لگے۔

جس کا جی چاہتا ہے وہ توہین کر بیٹھتا ہے.... جب چاہتا ہے کارٹون بنا دیتا ہے.... جب چاہتا ہے بکواس کرنے لگتا ہے.... جب چاہتا ہے وہ فلمیں بنا لیتا ہے حالانکہ زمینی حقائق یہ ہیں کہ اس روئے زمین پر ایک ارب چالیس کروڑ سے زائد ان کے ماننے والے موجود ! پینتیس کروڑ سے زیادہ صرف ہندوستان میں ہیں، اٹھارہ کروڑ پاکستان میں ہیں، کروڑوں کی تعداد میں بنگلہ دیش میں ہیں، سرزمین عرب ان کے ماننے والوں سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ ان سب کے ہوتے ہوئے، ان ممالک کے ہوتے ہوئے، ان قوتوں کے ہوتے ہوئے آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں گستاخیاں کی جا رہی ہیں اور اس نظام کے کارندے اس کی نظام کے رکھوالے ہیں کہ وہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہم کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے ! آزادی اظہار کے نام پر.... رائے کی آزادی کے نام

پر.... کیارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نہیں ملا؟ کیا یہودی شخصیات نہیں تھیں.... کیا یہودیوں کے بارے میں یہ رویہ رکھا جاسکتا ہے؟ نہیں، نہیں !ان کے بارے میں کوئی نہیں بول سکتا؟ نسل پرستی کے بارے میں کوئی نہیں بول سکتا! کیوں؟ کیونکہ ان کے پاس قوت ہے....ان کے پاس دفاع ہے! تم نے دفاع کو چھوڑدیا، تم نے قوت کو چھوڑدیا، تم نے جہاد کو چھوڑدیا، باوجودیکہ تم کلمہ پڑھتے ہو، تم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہو لیکن اس کلمے کی محبت دل کے اندر شاید نہیں اتری کہ آج ان کی ناموس کے لیے، آج ان کی عزت کے لیے ،آج ان کے دفاع کے لیے تم اپنی جانوں کے سودے کرنے والے بن جاؤ۔

اے نوجوانو! سوچنے کی بات ہے کہ اگر تم میں سے کسی کی ماں کو کوئی گالی دے دے، تو تمہیں کتنا غصہ آتا ہے، تم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک تم اس سے انتقام نہ لے لو، اگر ہاتھ کی قوت تمہارے پاس ہے، ہاتھ کو تم استعمال کرسکتے ہو تو تم ہاتھ سے انتقام لوگے اور اگر ہاتھ سے انتقام نہیں لے سکتے تو زبان چل سکتی ہے، زبان سے انتقام لے لوگے، تم ہر طرح سے یہ چاہوگے کہ ماں کو گالی دینے والے کے خلاف کوئی کارروائی کرو، تم انتقام لو، اس وقت تک تمہیں آرام نہیں آئے گا۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل کے اندر اس کی ماں کی محبت نہیں ہے!

آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیالا یومن احدکم..... تم لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ کا دعویٰ تو کرتے ہو لیکن تم میں سے اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی والدہ سے زیادہ، اس کے والد سے زیادہ اس کی اولاد سے زیادہ اس کے تمام رشتہ داروں سے زیادہ اس کے دوست واحباب سے زیادہ اس کے لیے محبوب نہ ہو جاؤں ....آج کیا ہوگیا ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے اور تم پارکوں میں کھیلتے رہتے ہو؟ کیا وجہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فلمیں بنائی جاتی ہیں، تم کالج اور یونی ورسٹیوں سے نہیں نکلتے؟ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج اس امت کی طرف دیکھ رہے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کسی محمد بن مسلمہ کے انتظار میں ہوں گے، کسی عبداللہ بن عدی کے انتظار میں ہوں گے....اس نابینا صحابی کے انتظار میں ہوں گے۔اے نوجوانو! کیا آج اس امت میں تم آنکھیں رکھنے کے باوجود بھی تم ان نابینا صحابی کے برابر بھی نہیں ہوسکتے جن کے پاس آنکھیں نہیں تھیں، لیکن اللہ تعالی نے ان کو دل کی آنکھیں دی تھیں کہ توہین رسالت کرنے والے کے سینے کے اندر انہوں نے خنجر اتار دیا حالانکہ وہ یہودیہ ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھی۔

آج ہم اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس نظام میں رہتے ہوئے، اس کفریہ طاغوتی نظام، اس جمہوری نظام میں رہتے ہوئے جلسے جلوس کر لیے....اس نظام کی پاسداری کرتے ہوئے آئین کی حدود میں رہتے ہوئے ہم نے سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کانفرنسوں کا انعقاد کر لیا....ہم نے مظاہرے کر لیے، ہم نے نعرے لگا لیے....ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ادا کر دیا، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا کر دیا تو لوگو یہ دھوکہ ہے! اے نوجوانو! یہ فریب ہے، یہ نفس کا دھوکا ہے!

جو نظام ان کافروں کو یہ اختیار دیتا ہے کہ آزادیٔ اظہار کے نام پر وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کریں، ان کے خلاف فلمیں بنائیں، ان کے کارٹون بنائیں، آج تم اس آئین کی پاسداری کرتے ہوئے آج اس آئین کی حدود میں رہتے ہوئے اس کو مقدس مانتے ہوئے مظاہرے کروگے تو تم تو اس نظام کو تقویت دینے والے ہو جس نظام نے ان کو زبانیں دیں، جس نظام نے ان کو یہ اختیار دیا جو چاہو جس کے بارے میں کہتے رہو، یہ آئینی نظام، یہ جمہوری نظام اظہار کی آزادی اور رائے کی آزادی یہ ان کو دیتا ہے اور تم اسی نظام کی تقدس کی باتیں کرتے ہو؟!

آج اگر واقعی تمہارے دلوں کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے....تم اگر یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہو تو اس نظام کو کیوں اکھاڑ نہیں پھینکتے جو ان کو یہ اختیار دیتا ہے کہ ویڈیو بنائیں اور ان کا وزیر اعظم یہ کہے کہ ہم نہیں روک سکتے ہم نے ہر ایک کو آزادی دی ہے، امریکہ کا صدر یہ کہے کہ ہم کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے....یہ آزادیٔ اظہار ہے، یہ اپنی رائے کی آزادی ہے۔ تم اس آئین کی بات کرتے ہو....تم اس نظام کی

بات کرتے ہو....اس نظام میں رہ کر جلسے جلوس کرتے ہو اس آئین کا احترام کرتے ہو....اس آئین کو اکھاڑ کیوں نہیں پھینکتے ؟

اے نوجوانو! آج اٹھ جاؤ !کالجوں سے نکل آؤ !یونی ورسٹوں سے نکل آؤ !اے طلبائے کرام! ان مدارس سے نکل آؤ اور اسلاف کی یاد تازہ کر دو!....اس نظام کو اکھاڑ پھینکو....اس نظام کو پلٹ کے رکھ دو !اس کو آگ لگا دو.... اس کے کارندوں کو تہس نہس کر دو جو میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی اجازت دے دے۔اس کے بغیر ڈر ہے کہ کہیں ایمان ہی دل سے نا نکل جائے، کہ بس مظاہرے کیے اور پھر گھر میں جا کر بیٹھ گئے کوئی تڑپا نہیں....کسی کی نیند خراب نہیں ہوئی....کسی نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیامت کے دن کس حال میں پیش ہوں گے، حوض کوثر پر ان سے کس حال میں ملاقات ہو گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے کیا کوئی ٹیری جونز کو قتل نہیں کر سکتا تھا؟کیا کوئی سلمان رُشدی کو قتل نہیں کر سکتا تھا؟ کیا کوئی تسلیمہ نسرین کو قتل نہیں کر سکتا تھا؟ تمہارے پاس تو پیسے بھی تھے....تمہارے پاس تو حکومتیں بھی تھیں.... تمہارے پاس ایٹم بم بھی تھے.... لیکن تم پھر بھی اسی نظام کو پوجتے رہے، جو نظام ان کو یہ اختیار دیتا تھا کہ وہ میری شان میں گستاخی کریں اور پھر ان کا دفاع کریں۔

ہم آپ سے پوچھتے ہیں، ہم ہندوستان کے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں، ہم بنگلہ دیش کے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں ہم تمام عالم اسلام کے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر ٹیری جونز ویزہ لے کر تمہارے ملک میں آجائے تو تم اسے قتل کر سکتے ہو؟ کیا تم امان کے نام پر ایسے شخص کو امن دے سکتے ہو؟اگر تمہارا آقا تم کو حکم کرے کہ ٹیری جونز اسلام آباد آئے گا،دہلی آئے گا تمہاری مقدس جگہوں پر جائے گا کوئی اُسے کچھ نہیں کہہ سکتا کیوں کہ تم اس آئین کا حلف اٹھاتے ہو،اس آئین کی پوجا کرتے ہو،اس آئین کے تقدس کی بات کرتے ہو.....حالانکہ تمام فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ گستاخ رسول کو امان نہیں دی جائے گی۔ یہاں پر پتا چلتا ہے کہ ہمارے دلوں کے اندر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ہے یا عشق وطن زیادہ ہے ! یہاں پتا چلتا ہے کہ ہمارے دلوں کے اندر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہے یا اس آئین کی محبت زیادہ ہے !

اس آئین نے کافر کو امان دے دی !اگر سلمان رشدی کو امان دے دے کوئی اس کو کچھ نہیں کہہ سکتا بلکہ لوگ اس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں گے اور یہی کہیں گے کہ یہ تو امان دیا ہوا تھا ؤ! یہ تو ذمی تھا،فلاں تھا،اس کو قتل کرنا جائز نہیں بلکہ کہنے والے یہاں تک کہہ گئے، قادیانیوں کے بارے میں کہہ گئے،جو سراسر گستاخ ہیں ،جن کو امان نہیں دی جاسکتی،جو ذمی نہیں بن سکتے ان کے بارے میں کہنے والوں نے کہہ دیا جب اُن پر حملہ کیا گیا لاہور کے اندر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن نعوذ باللہ ان قادیانیوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔آج کے تمام علما یہ مسئلہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ گستاخ رسول ذمی نہیں بن سکتا،اُس کو امان نہیں مل سکتی۔لیکن میرے نوجوان دوستو! بہت ہو چکا، بہت ہو چکا! مساجد مسمار کی گئیں.... مدارس ویران کر دیے گئے.... خانقاہوں کو اجاڑ دیا گیا.... تمہارے دین کا نام و نشان مٹا دیا گیا....تمہارے ممالک پر قبضہ کر لیا گیا.... لاشوں کے پشتے بنا دیے گئے....آج یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات مبارک بھی ان کی اس دست برد سے،بغض سے اور زبان درازی سے محفوظ نہ رہی۔اب بھی اگر نہ اٹھے تو کیسے کہتے ہو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ؟!اب بھی اگر جہاد کے لیے نہیں نکلے....اب بھی ان کے قتل کے منصوبے نہ بنائے....اب بھی یہ دعوے کرتے رہے کہ پر امن جدوجہد!!انہوں نے تو سب کچھ برباد کر کے رکھ دیا،نوبت یہاں تک آگئی کہ آج اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ایک ایمان والے کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ مرحلہ کیا ہو سکتا ہے ؟ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے خلاف بکواس کی جائے اور ایک ایمان رکھنے والا ایک نوجوان جس کے پاس قوت ہو.... جس کے پاس طاقت ہو.... جہاد کے ذریعے سے ان سے بدلہ لے سکے....گھر سے نہیں نکلتا،اس کو فرصت نہیں ملتی،کاروبار سے فارغ نہیں ہوتا،اپنی پڑھائی سے فارغ نہیں ہوتا !

اے نوجوانو اٹھ کھڑے ہو !اور اس نظام کو اکھاڑ پھینکو جو ان کو یہ اختیار دیتا ہے کہ جس ملک میں جو چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے۔

گھروں سے نکلو،اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہواور آج اس نظام کو درہم برہم کر کے رکھ دو جو اس کے کارندے ہیں جو اس کے محافظ ہیں،ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دو تا کہ قیامت کے دن کی شرمندگی سے بچ سکو۔ورنہ یہ یاد رکھو کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے نہیں، نہیں! ہمیں اپنی جان سے محبت ہے.... ہمیں اپنے کاروبار سے محبت ہے.... ہمیں اپنی نوکری سے محبت ہے.... ہمیں اپنی مٹی سے محبت ہے.... محبت نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں! ورنہ ہم ان عورتوں جیسے بھی نہ بن سکے جن کے بارے میں تاریخ میں آتا ہے جنگ احد کے اندر ایک صحابیہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچ گئی، بھاگی بھاگی چلی آئیں کسی نے کہا، تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ،کہنے لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ بتایا گیا تمہارا شوہر شہید ہو گیا، کہنے لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ بتایا گیا تمہارا بھائی شہید ہو گیا، کہنے لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتاؤ، میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ بتایا گیا وہ ٹھیک ہیں فرمایا: 'كل مصيبة بعدك جلل يا رسول الله' آپ کے بعد ہر مصیبت آسان ہے۔

میرے نوجوان دوستو! یہ کیسی محبت ہے؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ مدینے میں کھڑی ہوئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپس آتے ہیں گھوڑے پر تشریف فرما ہیں، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی نکیل پکڑے ہوئے ہیں،ان خاتون کا پوتا یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی۔ بوڑھی عورت کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو دیکھ لینے کے بعد اب کوئی غم غم نہیں رہا!

ہمارے دعوے! ہمارا اپنے بارے میں یہ گمان کہ ہم سے زیادہ دین کو کوئی نہیں سمجھا، یہ جذباتی لوگ ان کو کیا سمجھیں گے؟ میرے نوجوان دوستو! آج اس دین کو ان جذبات ہی کی ضرورت ہے، آج اس دین کو اس عشق کی ضرورت ہے جو کتابیں کھول کر مسئلے نہیں پوچھتا کہ گستاخ رسول کی سزا کیا ہے! گستاخ رسول کے بارے میں کیا کرنا چاہیے اس کے دل کے اندر عشق کا سمندر غوطہ زن ہوتا ہے اور لہریں ایسے نکلتی ہیں کہ تمام باطل نظام کو بہا کر لے جاتی ہیں.... تمام دشمنان اسلام کو ختم کر دیتی ہیں.... اگرچہ وہ عورت کیوں نہ ہو اس کا سینہ چاک کر دیتی ہیں.... اگرچہ وہ سردار قلعوں کے اندر کیوں نا چھپا ہو، حیلہ اور تدبیر کر کے اس کا سر کاٹ کے لے آتی ہیں.... اگرچہ وہ سردار کتنا ہی چالاک اور مکار کیوں نہ ہو اس کا سر کاٹ دیا جاتا ہے، لیکن یہ گوارا نہیں کیا جاتا کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے، ان کا نام لینے والے اس دنیا میں موجود ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اس روئے زمین پر باقی رہے امریکہ اس کی حفاظت کرے....اس کی فوج اس کی حفاظت کرے....اس کے اتحادی اس کی حفاظت کریں تو یہ تمام نظام مل کر ان سب کی حفاظت کرے! نہیں، نہیں! دوستو اس نظام سے بغاوت کی ضرورت ہے! اس قانون سے بغاوت کی ضرورت ہے! ایسا قانون جو گستاخ رسول کو امان دے ،ایسا نظام جو گستاخ رسول کی حفاظت کرے، ہم ایسے نظام کو نہیں مانتے ہم ایسے آئین کو نہیں مانتے وہ بھارت ہو پاکستان ہو ، بنگلہ دیش ہو یا عالم عرب ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا اگر خانہ کعبہ کے غلاف سے بھی چھپ جائے اس کے پردوں میں بھی چھپ جائے خدا کی قسم! ہم کسی حاکم کی نہیں مانیں گے! ہم حکمرانوں کی نہیں مانیں گے! ہماری تلواریں، ہماری گنیں اس کا سر اڑا دیں گی! وعدہ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور اس عشق کو اس دل میں زندہ کر کے حقیقی معنوں میں اللہ کے لیے اپنی جانوں کو،ان جوانیوں کو جہاد کے اندر لگا دو گے! اس جہاد کو مضبوط کر لو! خلافت کا قیام عمل میں لے آؤ! اس باطل نظام کو ختم کر دو! پھر کسی کو جرات نہیں ہو گی کہ وہ یہ آئین بنائے، یہ قانون بنائے کہ وہ جو چاہے جس کے بارے میں کہتا رہے حتیٰ کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کہتا رہے، پھر کسی کو ہمت نہیں ہو گی! اللہ رب العزت عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہماری جانوں کو قبول فرما لے ،ہمارے اس کہنے کو قبول فرما لے اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اللہ تعالی ہماری ان جانوں کو لے لے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

افلحت الوجوہ

مولوی محمد ربانی دامت برکاتہم العالیہ

آقا علیہ السلام اپنے جانثار صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے، چودھویں کے روشن چاند کے گرد اگرد ستاروں کی حسین محفل....ایک قتل کا مقدمہ درپیش تھا، ایک باندی کو کسی نے قتل کر دیا تھا اور قاتل کا کچھ پتہ نہ تھا، مقدمہ کی صورت حال پیچیدہ ہو رہی تھی، جب کسی طرح قاتل کا نشان معلوم نہ ہوا تو آقا علیہ السلام نے اہل مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

انشد اللہ رجلا لی علیہ حق فعل ما فعل الا قام

"جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے، اور میرا اس پر حق ہے تو اسے میں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے"

آقا علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر ایک نابینا شخص اس حالت میں کھڑا ہو گیا کہ اس کا بدن کانپ رہا تھا، اور کہنے لگا کہ :

"یا رسول اللہ میں اس کا قاتل ہوں، یہ میری ام ولد تھی اور اس کی میرے ساتھ بہت محبت اور رفاقت تھی، اس سے میرے دو موتیوں جیسے خوبصورت بچے بھی تھے، لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کیا کرتی اور آپ کو برا بھلا کہا کرتی تھی، میں اسے روکتا مگر یہ نہ رکتی، میں اسے دھمکاتا پر یہ باز نہ آتی۔ کل رات اس نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کی شان اقدس میں گستاخی کی تو میں نے ایک چھری اٹھائی اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اس چھری پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ یہ مر گئی"

نابینا صحابی یہ سارا واقعہ سنا کر خاموش ہو چکے تھے....معاملہ بہت نازک اور کیس سیدھا سیدھا "دہشت گردی" بلکہ "فوجی عدالت" کا تھا....ایک شخص نے "قانون ہاتھ میں لے لیا تھا"...."از خود مدعی اور از خود جج" بنتے ہوئے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا"....حکومت کی رٹ "چیلنج ہو چکی تھی....حکومت بھی کسی راحیل، پرویز، زرداری یا نواز کی نہیں، خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی"....محض مذہبی جذبات" کی بناء پر ایک انسان کو قتل کیا جا چکا تھا۔ عدالت میں کوئی کیس، تھانے میں کوئی رپٹ درج کرائے بغیر "!!....مذہبی جنونیت" کی روک تھام شاید بہت ضروری تھی اور "جذباتیت" کا قلع قمع بھی....پھر وہ لب ہلے جو "ان ھو الا وحی یوحی" کی سند لئے ہوئے تھے۔ جن کا ہلنا بھی وحی، جن کا خاموش رہنا بھی وحی تھا، جن سے نکلے ہوئے الفاظ قیامت تک کے لئے قانون بن جاتے تھے، جن کا غصہ بھی برحق اور جن کا رحم بھی برحق تھا، جو جان بوجھ کر باطل کہہ نہیں سکتے تھے اور خطا پر ان کا رب ان کو باقی رہنے نہیں دیتا تھا! سب کان ہمہ تن گوش تھے....فضاء میں ایک آواز گونجی، وہی آواز جو سراپا حق تھی....الا! اشھدوا! ان دمھا ھدر...."سنو....! گواہ ہو جاؤ....! اس لونڈی کا خون رائیگاں ہے" (اس کا کوئی قصاص نہیں)۔ (سنن نسائی، ابوداؤد، سندہ صحیح)

ہمارے ہاں عموماً یہ ذہن پایا جاتا ہے کہ کسی بھی جرم پر سزا دینے کا اختیار صرف اور صرف حکومت کے ہاتھ میں ہے اور عوام الناس اس معاملے میں بالکل ہی بے اختیار ہیں، یہ بات اکثر معاملات میں صحیح ہونے کے باوجود من کل الوجوہ درست نہیں، بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں جہاں اللہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی قانون نے عام شہریوں کو بھی "قانون ہاتھ میں لینے" کا اختیار دیا ہے۔

1: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"من اطلع فی دار قوم بغیر اذنھم ففقؤا عینہ فقد ھدرت عینہ"

"جس شخص نے کسی قوم کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کی انکھ ضائع ہے، اس کا کوئی قصاص نہیں"۔

(رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح)

یہاں غیرت میں آکر کسی کی آنکھ پھوڑ دینے والے کے لئے معافی کا اعلان ہے جبکہ اس کی اشارتاً بھی کوئی ہلکی سی مذمت نہیں کی گئی۔

2: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون دمہ فھو شھید ومن قتل دون دینہ فھو شھید ومن قتل دون اھلہ فھو شھید"

"جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے"

(بخاری، جامع الصغیر)

یعنی اپنے مال، جان، عزت اور دین کی خاطر از خود ہتھیار اٹھا کر کسی سے لڑنے کے جائز ناجائز ہونے کی بحث کے بجائے اسے لڑتے لڑتے مر جانے کی ترغیب اور اس پر شہادت کی عظیم خوش خبری سنائی جارہی ہے۔ یہی بات اس سے بھی واضح الفاظ میں:

3: حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یارسول اللہ! اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": اسے نہ دو"! اس نے عرض کیا": اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟" فرمایا کہ: "تم بھی اس سے لڑو"! اس نے کہا: "اگر وہ مجھے قتل کردے تو؟" فرمایا کہ: "تو شہید ہے"۔ عرض کیا کہ: "اگر میں اسے قتل کردوں تو؟" فرمایا کہ: "وہ جہنم میں جائے گا" (صحیح مسلم)

یعنی اس شخص کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے کے بجائے خود اس دشمن سے محض مال کی خاطر لڑنے کی ترغیب دی جارہی ہے، اور اس لڑائی میں مارے جانے پر شھادت کی نوید سنائی جارہی ہے۔ (جب محض مال کی خاطر ہتھیار اٹھانے، لڑنے اور مرنے مارنے کی اجازت ہے تو ناماوس محمد عربی کیا مال سے بھی گئی گذری چیز ہے؟؟؟ جب اپنے گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں تو رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی کیا ہماری عورتوں جتنی بھی وقعت نہیں؟؟ عبرت! عبرت!)....احادیث وفقہ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، سمجھنے اور ماننے والے کے لئے اتنی بھی کافی ہیں، ضدی اور ہٹ دھرم پر قرآن کی آیات کا بھی کوئی اثر نہیں، اللہ جل شانہ ماننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس و عزت کا مسئلہ اس قدر حساس ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج کے زمانے تک کبھی مسلمانوں نے اس میں کسی مداھنت ونرمی سے کام نہیں لیا، جب بھی کسی گستاخ نے اپنی بد بختی سے ناموس محمد عربی پر ذرا بھی داغ لگانے کی کوشش کی ہے، اکثر و بیشتر کسی نہ کسی غیرت مند مسلمان نے کسی قانونی کاروائی کا تکلف کئے بغیر فی الفور اسے جہنم کا راستہ دکھادیا ہے، ایسے ملعونین کو، چاہے وہ کعب بن اشرف اور ابورافع کی طرح معاہد ہوں، یا ابن خطل کی طرح حربی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی عدالتی کاروائی اور گواہوں کے بغیر اپنے جانثاروں کے ذریعے ٹھکانے لگوایا ہے اور امت امسلمہ کا ہر زمانے کا تعامل بھی یہی چلا آرہا ہے، یہ امت ہر بات پر صبر اور سمجھوتہ کرسکتی ہے لیکن ناموس محمد عربی پر نہ کیا ہے اور نہ کرسکتی ہے۔ تاریخ اسلام میں آپ کو شاید ایسا ایک واقعہ بھی نہ ملے کہ کسی مسلمان نے طیش میں آکر از خود کسی چور کا ہاتھ کاٹ کر اس پر حد جاری کردی ہو، یا زنا کے واقعے پر عدالتی کاروائی کے بغیر کسی کو کوڑے یا رجم کی سزا دے دی ہو، یا شراب پینے پر کسی پر حد جاری کردی ہو.... لیکن توہین رسالت کے مسئلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک ایسے واقعات کی سیکڑوں نہیں تو بیسیوں مثالیں بے تکلف پیش کی جاسکتی ہیں۔

اشکال: اگر گستاخ رسول کو از خود قتل کرنے کا فتوی دے دیا جائے تو پھر تو کوئی بھی شخص کسی کو بھی قتل کر کے اسے گستاخ رسول قرار دے دے گا، اور یوں لوگ اس فتوے کی آڑ میں قتل وغارت کا بازار گرم کردیں گے۔

جواب: توہین رسالت کی بنیاد پر کسی کو قتل کردینے والے سے مقتول کی توہین کا ثبوت طلب کیا جائے گا، اگر وہ ثبوت پیش کرنے میں کامیاب ہوگیا تو اسے باعزت بری کردیا جائے گا اور اگر وہ ثبوت فراہم نہ کرسکا تو دنیا میں اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا لیکن اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے اور اس نے محض شک وشبہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ قطعی یقین کی بنیاد پر یہ قدم اٹھایا ہے تو وہ عند اللہ شہید ہی ہوگا۔

اشکال: اگر توہین رسالت پر از خود قتل کرنے والے سے توہین کا ثبوت طلب کرنا ضروری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے گواہ کیوں طلب نہیں کئے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی صداقت کا علم ہوچکا تھا، لہذا گواہی قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی تو موجب قتل ہے لیکن کسی قانون کی گستاخی تو موجب قتل نہیں۔

جواب: ناموس رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنا، گستاخ رسول کو علی الاعلان تحفظ فراہم کرنا اور پوری قوم کے سامنے یہ اعلان کرنا کہ اگر عدالت نے اس مجرم کو سزا دے بھی دی تو میں اسے صدر سے معافی دلاؤں گا، اس کا مطلب کہ یہ شخص صرف گستاخ نہیں بلکہ ملک کے سارے گستاخوں کا باپ اور پشت پناہ ہے، یہ ملعونین کے اس ٹولے کا سرپرست اور مددگار ہے، جب تک اس شخص کا قصہ پاک نہیں کیا جاتا تب تک کسی بھی گستاخ رسول کو کسی قسم کی سزا ملنا ممکن نہیں.... تعجب کی بات ہے کہ اگر عوام کے قتل اور دہشت گردی کے معاملے میں صرف قاتل نہیں بلکہ اس کو ٹھکانہ و مالی مدد فراہم کرنے والوں کو بھی بلا تردد بے دریغ تختہ دار پر لٹکایا جاسکتا ہے تو گستاخان رسول کے اس کھلے سہولت کار و مددگار کو شرعی سزا دینے پر کیا اشکال و اعتراض ہے؟

ایک بدفہم کا ڈھکوسلہ:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگا کر (نعوذ باللہ) گستاخی رسول کا ارتکاب کیا تھا، انہیں سزا کیوں نہیں دی گئی؟

جواب: بدعقلی و بے وقوفی سے اللہ ہی نجات دے تو دے، قذف اور گستاخی میں فرق ہے، بعض مخلص صحابہ کرام منافقین کے پروپیگنڈے کے زیر اثر آکر غلط فہمی کی بناپر ام المومنین رضی اللہ عنھا پر تہمت میں شریک ہو گئے تھے جس پر ان پر حد قذف جاری کی گئی تھی، گستاخی کرتے تو گستاخی کی سزا دی جاتی، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر ملعون شیطان تاثیر کو لاہور کے مال روڈ پر قمیص اتار کر اسی کوڑے ہی کی سزا دے دی جاتی تب بھی ممتاز قادری والا واقعہ ہر گز رونما نہ ہوتا، مگر وہ کھلے عام پاگل بیل کی طرح ڈکراتا رہا اور قانون بھنگ پی کر دھت سویا رہا یہاں تک کہ ایک مرد مجاہد نے اس کا اسی طرح فیصلہ کیا جیسے اس امت کے مرد مجاہد ہمیشہ کرتے ائے ہیں۔

نوٹ: ام المومنین رضی اللہ عنھا کی برات میں آیات نازل ہو جانے کے بعد اب اگر کوئی شخص ان پر تہمت لگاتا ہے تو اسے قذف کی نہیں بلکہ قرآن کے انکار کی بناء پر ارتداد کی سزا دی جائے گی۔

نکتہ: اگر کوئی معاہد یا ذمی کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ چونکہ یہ پہلے سے کافر ہے اور اس کے کفر کے باوجود اسے امان دی گئی ہے تو یہ امان توہین رسالت کی بناء پر ختم نہیں کی جائے گی، لیکن صحابہ کرام، تابعین، جمہور فقہاء اور احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق توہین رسالت کی جسارت سے ذمی کا ذمہ اور معاہد کا عھد ختم ہو جاتا ہے اور وہ کعب بن اشرف اور ابو رافع کی طرح قتل کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ معمولی سا اور ناقابل التفات اختلاف بھی صرف ذمی اور معاہد کے بارے میں ہے، اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کا مرتکب ہو تو بقول علامہ خطابی بالاتفاق وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند جانثار صحابہ جب گستاخ رسول سلام ابن ابی الحقیق کو واصل جہنم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک میں فائز و کامران ہو کر پہنچے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ان غازی جانبازوں پر نظر پڑتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

افلحت الوجوہ

"یہ چہرے کامیاب ہو گئے"

جبکہ غزوہ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مٹھی ریت اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی تو یہ فرمایا:

شاھت الوجوہ

"یہ چہرے برباد ہو گئے"

الحمد للہ آج غازی ممتاز حسین قادری شہید کے مبارک چہرے، اور محض عشق رسول کی بناء پر ان کی زیارت کے لئے آئے ہوئے خوش نصیب چہروں کو دیکھ کر "افلحت الوجوہ" کا نظارہ سامنے آگیا.... اور "شاھت الوجوہ؟" یہ کون سے چہرے ہیں؟ ایک چہرہ تو وہی جو اس مرد مجاہد کے ہاتھوں عبرت ناک انجام کو پہنچا تھا، اور باقی بہت سارے منحوس چہرے، کچھ پینٹوں والے، کچھ داڑھیوں والے، جو ایک ملعون کی حمایت اور ایک مرد مجاہد کے تمسخر و استہزاء کی خاطر اپنے پلید قلم اور اپنی بدبودار زبانوں سے ہر طرف نجاست پھیلا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

شہید ناموسِ رسالت ممتاز قادریؒ؛ چند اسباق

علی یوسف

شہید ناموسِ رسالت ممتاز قادری رحمہ اللہ کی شہادت اور اس کے بعد پیش آنے والی صورتحال اپنے اندر بیش بہا اسباق سموئے ہوئے ہے۔ ریاستِ پاکستان، میڈیا، اسلامی جماعتوں اور عوام اور آئین و قانون سب کا رویہ سبق آموز بھی رہا اور سبق سیکھنے کو بھی ملے۔ زیر نظر تحریر میں مختصراً احاطہ کی کوشش ہوگی۔ واللہ المستعان وھو ولی التوفیق۔

سب سے پہلے ریاستی سطح پر دیکھیں تو ملک کی سیکولر شناخت بنانے اور پروان چڑھانے میں حکومت ایک عرصہ سے کافی تگ ودو کرتی نظر آتی ہے۔ نواز شریف کا 'لبرل پاکستان' کا اعلان، نیشنل ایکشن پلان کے تحت دہشت گردی کو صرف مذہبِ اسلام کے ساتھ مخصوص کیا جانا، خواتین کو موٹر سائیکل فراہم کر کے 'آزادی' دلانے کی کوششیں وعلی ہذا القیاس۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ فکری اور نظریاتی محاذ پر خالص سیکولرز اور متجددین کے سرخیل غامدی اور ہمنواؤں کے ذریعے ایک سال سے "بیانیہ بیانیہ" کھیلا جارہا ہے۔ بیانیہ نام کا مشکل سا لفظ (جس کی اردو میں تاریخ کوئی بہت زیادہ پرانی نہیں) ریاستی پالیسی کے معنیٰ میں استعمال کیا جارہا ہے۔ بیانیوں کے اس شور و غل کا لُب لباب یہی ہے کہ ریاست بنیادی طور پر کسی دین کی نمائندہ نہیں بلکہ غیر جانبدار ہوتی ہے اور پاکستان کی ضرورت بھی یہی ہے، اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے! اس سارے تسلسل میں ممتاز قادری شہیدؒ کے کیس کو جس سرعت اور عجلت کے ساتھ چلایا گیا اس سے ریاست کی بے چینی اور بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ویسے تو ریاست پاکستان عملاً ایک سیکولر ریاست ہی ہے (یہ حقیقت بہت سے دلوں پر چوٹ کرتی ہے لیکن صرف اور صرف خدا خوفی کو دل میں رکھ کر جو بھی غور کرے گا، اس حقیقت سے انکار کرنا اپنے لیے مشکل ہی پائے گا) لیکن وہ مقامات جہاں اس کے 'جزوی اسلامی' ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے، ایک توہین رسالت ﷺ کا قانون بھی ہے۔ ناموس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کر دینا دین اسلام کا وہ متفق علیہ شعار ہے جس پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ پاکستان کو سیکولر 'رجسٹرڈ' کروانے کے لیے لازمی سمجھا گیا کہ ممتاز قادری شہیدؒ کو پھانسی کے تختے پر لا کر اہل اسلام کے اس مسلمہ شعار پر ضرب لگائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو یہ جرات نہ ہو۔ یہ الگ بات کہ اہل اسلام نے جس طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا اس نے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فدائیت کی راہ میں جرات و شجاعت کو کہیں زیادہ مہمیز کر دیا، اس حوالے سے ذکر اگلی سطور میں آئے گا۔ ان شاءاللہ۔ اس سلسلے میں ریاست کے تینوں اہم ستون، عدلیہ، مقننہ اور نافذہ یکجان اور یک زبان نظر آئے۔ "اعلیٰ عدلیہ" سپریم کورٹ نے پھانسی کا فیصلہ سنایا، پارلیمنٹ نے اس پر کوئی نام نہاد قسم کا احتجاج کرنے کوشش بھی نہیں کی (آخر اعلیٰ ترین طاغوتی عدالت کا فیصلہ تھا!) اور نیشنل ایکشن پلان کے تحت اہلِ دین کے خلاف دہشت گردی میں مصروف فوج نے ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی کا تحفظ بھی فرض سمجھ کر کیا اور ثابت کیا کہ نیشنل ایکشن پلان تحفظ ناموس رسالت کو بھی دہشت گردی کے زمرے میں شامل کرتا ہے۔ یہ ریاست کے موقف کی تبدیلی کا ہلکا سا نقشہ ہے ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی جس کا اظہار ہے۔

میڈیا ریاست کا چوتھا ستون کہلاتا ہے اور اس موقع پر ایک بار پھر اس نے ثابت کیا ہے کہ وہ واقعی سیکولر ریاست کا متعصب سیکولر ستون ہے! ٹی وی چینلوں نے اس موقع پر جس رویے کا مظاہرہ کیا اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس سے امید بھی یہی ہو سکتی تھی۔ آخر کب اس میڈیا نے ہمیں فریب دلایا کہ یہ اسلامی اقدار کا پابند اور مسلمانوں کے جذبات کا خیال کرنے والا ہے! اس کی تو نمود اور نشو ونما ہی سیکولر ایجنڈے کے تحت مشرف دور میں ہوئی ہے۔ البتہ جس چیز کی طرف توجہ اسلامی تنظیموں کو بہت پہلے کرنی چاہیے تھے اور جس کا ابھی بھی احساس نظر نہیں آتا وہ چینلوں کے اس نقار خانے میں اپنی صدا بلند کرنا ہے۔ روافض تک اپنے چینل چلا رہے ہیں، زمانہ قیامت کی چال چل رہا ہے بھنور ہمیں طوفان میں پٹخیاں دے رہے ہیں اور ہم ابھی غور ہی فرما رہے ہیں.....! غور تو فرمائیں میڈیا کی صفر بٹا سناٹا کوریج کے باوجود لاکھوں افراد نے جنازے میں شرکت کر کے ایمانی جذبوں کو مہمیز کیا اور اگر اہلِ اسلام کے ہاتھ میں میڈیا کا پانچ دس فی صد حصہ ہوتا تو معاملہ کہاں جا پہنچتا! یہاں اس سوچ کا تدارک ضروری ہے جس کے مطابق میڈیا وغیرہ سو فی صد ریاست کے کنٹرول میں ہوتے ہیں اور وہی کچھ دکھایا جا سکتا ہے جو حکومت کی مرضی کے مطابق ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ مشکلات کہاں نہیں ہوتیں لیکن سو فی صد کنٹرول ممکن نہیں ہے۔ یہاں تو

میڈیا میں بذاتِ خود ایمان کی رمق موجود نہیں ہے ورنہ اسی میڈیا نے مارشل لاء کے دور میں افتخار چوہدری کے لیے 'ایمانی جذبے' سے مہم چلائی تھی اور اس کے لیے پر پابندی کو توڑا بھی تھا اور نہ صرف توڑا تھا بلکہ اس کا جواز بھی پیش کیا تھا۔ جلسے جلوس کی اہمیت اپنی جگہ سہی لیکن ان سے کہیں زیادہ دیرپا چیز عملی میدان پر توجہ دینا ہے جس کا ایک شعبہ میڈیا کا میدان ہے۔ مسالک اور تنظیموں کی دعوت سے اوپر اٹھ کر اسلامی ایجنڈے کے لیے اس کام کو انجام دینا ہو گا کیونکہ یہ مسلمانوں کی مشترکہ ضرورت ہے، کسی خاص مسلک یا تنظیم کی نہیں!

پاکستانی ریاست کے اس سفاک رویے میں اہلِ اسلام اور اسلامی جماعتوں کے لیے کھلا سبق یہ ہے کہ آج تک ہم ملغوبہ آئین کو سامنے رکھتے ہوئے ریاست پاکستان کو 'اسلامی ریاست' قرار دے کر جس سراب کا شکار رہے ہیں وہ تلخ حقائق کے صحرا میں صرف بہلنے کی چیز ہے، حقیقت سے اس کا دور پار کا تعلق بھی نہیں ہے۔ کل 'سجدے کی اجازت' تھی تو یہ اسلام کے تحت نہ تھا بلکہ محض 'ریاست کی ضرورت' تھی اور آج اگر بات عاشق رسول ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی تک پہنچ چکی ہے تو طاغوت کے نزدیک آج کا 'درست لائحہ عمل' یہ ہے اور بس! کل تک آپ سوچا کرتے تھے کہ اسلام کے نام پر بنے پاکستان میں ناموس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے کو پھانسی؟؟ ناممکن! اور آج یہی ایک زندہ حقیقت ہے کہ یہ روزِ سیاہ بھی اسی گھر کا چراغاں ہے۔ اب آنے والے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی مجرمہ آسیہ ملعونہ کی بیرون ملک روانگی کی تیاری ہے.....اس لیے خوش فہمیوں کے جنگل اور چُنگل سے باہر آکر حقائق کو پہچاننا ناگزیر ہے جو اب اس قدر تیز رفتاری سے اپنا آپ دکھا رہے ہیں کہ اب 'اسلامی پاکستان' کی گردان مزید نہیں چل سکتی۔ لہٰذا لوگوں کو بھی اسی چیز سے آگاہ کیجیے جس کا وجود ہے۔

عوام الناس نے اس موقع پر غازی علم الدین شہیدؒ اور عامر چیمہ شہیدؒ کے جنازوں کے مناظر دوبارہ تازہ کر دیے اور طاغوت کے قانون کی نظر میں 'مجرم' کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد شریک ہو کر ناموس رسالت ﷺ کے کیمپ میں کھڑے ہونے کا اعلان کیا۔ جب کہ ملعون سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھنے کی جسارت بھی چند ہی لوگوں کو ہو سکی تھی۔ یوں حکمتِ خداوندی نے جہاں ملعون سلمان تاثیر کو **ان شانئك هو الابتر** کے مصداق جڑ کٹا ثابت کیا وہیں پروانہ ناموسِ رسالت ممتاز قادری شہیدؒ کا جنازہ ہر عاشق مصطفیٰ ﷺ کو سبق دے گیا کہ ناموسِ محمد پر قربان ہونے میں دیر مت کرنا اور بعد کی فکر چھوڑ دو کہ امتِ محمد آج بھی شہیدانِ ناموسِ رسالت کا ایسا شاندار استقبال کرتی ہے۔ فللہ الحمد۔ امام احمد بن حنبلؒ کے الفاظ میں یہ جنازہ ایک فیصلہ تھا۔ یہ جنازہ اس امر کا بیّن ثبوت تھا کہ امت مسلمہ کے عوام آج بھی دین کے بنیادی مسلمات کے لیے قابلِ رشک تڑپ اور جذبہ رکھتے ہیں۔ اگر عوام کی درست تربیت کا اہتمام کیا جائے اور علمائے کرام اس سمت شعوری کوشش کریں تو یہ جذبہ بہت جلد ایک شعوری اور نظریاتی تبدیلی کا نکتہ آغاز بن سکتا ہے۔ وہ تبدیلی جو قلوب و اذہان سے شروع ہوتی ہے، منبر و محراب اور درس گاہوں سے پھوٹتی ہے اور بالآخر اجتماعی زندگی میں دینِ اسلام کے نافذ ہونے تک پہنچ جاتی ہے۔ علماء کو اپنی دعوت کی بنیاد توحید کو بنا کر لوگوں کو جمع کرنا ہے، طاغوت کی پہچان کروا کر اس سے کلی برات واجتناب کا سبق ازبر کروانا اور الٰہ واحد 'اللہ' کی طرف بلانا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ سلوک و حکمت کا درس بھی لازم ہے کہ یک رخی دعوت غلط طور پر شدت کی طرف مائل کرتی ہے۔ حکمت و تحمل کا دامن تھام کر اساسِ دین کی تعمیر اور اس پر عمل کی استواری، ملامت گروں کی ملامت سے بے نیازی اور مداہنت سے بیزاری ہی عوام الناس کے اس جذبے کو صحیح ٹھکانے لگا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس امت نے کسی بھی دور میں دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے سے انکار نہیں کیا۔ یہ پہلی صلیبی جنگوں کے بعد بھی دوبارہ نہ صرف کھڑی ہوئی بلکہ بیت المقدس واپس لیا اور اس دفعہ بھی ان شاءاللہ یہ تاریخ دہرائی جائے گی، اس نشاۃ ثانیہ میں علما کا کردار تب بھی اہم تھا، آج بھی اہم ہے۔ یہی سبق اسلامی تنظیموں کو بھی لینا ہو گا جن کا معاشرے میں قابلِ ذکر اثر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج اسلامی تنظیموں کی دعوت قریباً موقوف ہو کر سیاست اور صرف سیاست تک محدود ہو چکی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ سیاست بھی جمہوری سیاست ہے جس نے پوری ذہنیت ہی جمہوری بنا ڈالی اور تنظیموں کے اسلامی وجود کو گھن کی طرح چاٹ لیا ہے۔ لازم ہے کہ اسلامی تنظیمیں اپنی اصل کی طرف لوٹیں اور عوام کے جذبات کو محض وقتی سیاسی مصلحتوں کی بھینٹ نہ چڑھائیں بلکہ

اس کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ کے حقیقی مفہوم کی آگہی پیدا کریں جس کا بیان اتنا بھی سننے میں نہیں آتا جتنا 'جمہوریت کی بحالی' یا 'ائین کی بالادستی' کا شور سنا جاتا ہے۔ اسلامی تنظیموں کی پہچان اسلام کی بنیاد ہونی چاہیے، کوئی مسلک یا 'جمہوری اصول' نہیں۔ امت کو کھڑا کرنے کی کوشش کریں کہ اقبالؒ بھی اپنی کشت ویراں سے ناامید نہیں تھا اور آج ممتاز قادری شہیدؒ کا جنازہ ایک بار پھر غور وفکر کا دریچہ کھول گیا ہے کہ 'ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی'! بس مٹی کو نم دینا آپ کی ذمہ داری ہے خدارا اس فرض کو ہلکا مت جانیے۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

سیکولر طبقات نے اس موقع پر حسبِ توقع اپنی خباثت کا مظاہرہ کیا البتہ ایک نسبتاً نیا عنصر جس نے داڑھی اور ٹوپی کا اسلامی لبادہ اوڑھ کر سیکولرز سے بڑھ کر سیکولرازم دکھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور زبان درازی کے ساتھ ساتھ شہید ناموس رسالت کے خلاف اسلام ہی سے 'علمی دلائل' فراہم کرنے کا ٹھیکہ اٹھایا وہ متجددین کا گروہ ہے جس کو بجا طور پر 'مذہبی لبرل' بھی کہا جانے لگا ہے۔ یہ وہی ٹولہ ہے جس نے ریاستی ایما پر اسلام سے سیکولرازم کا جواز مہیا کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک 'اسلام کی سیکولر تعبیر' وقت کی اہم ضرورت ہے اور یہ لوگ 'اجتہاد' کرتے ہوئے امت مسلمہ کے لیے 'آسانیاں' مہیا کر رہے ہیں!! الحمد للہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اس قلیل سے گروہ کو مسترد کر دیا اور سوشل میڈیا پر ان کے علم وفضل کا ہوا ٹوٹ کر بکھر گیا۔ اس گروہ کے علمی پیشوا جاوید احمد غامدی کی 'علمی دلیل' کو سرکاری ذرائع ابلاغ نے تواتر کے ساتھ نشر کیا کہ ممتاز قادری شہیدؒ، سلمان تاثیر کا ملازم تھا اور اُسے اختلاف تھا تو ملازمت سے الگ ہو جاتا، دوران ملازمت ایسا عمل درست نہیں تھا۔ اس دلیل کا جواب تو دینے کی ضرورت نہیں کہ ہر اہل ایمان اپنے دل سے پوچھ کر ایسی خرافات کا جواب بالکل درست جان سکتا ہے۔ مشہور ومعروف حدیث ہے "تم میں اسے اس وقت تک کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" البتہ جس جانب اشارہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ یہ کہ مغرب کی تقلید میں یہ 'مذہبی لبرلز' کیسے اسلامی جذبات اور غیرت دینی سے بالکل عاری ہو چکے ہیں کہ انہیں ملعون سلمان تاثیر کے مسلسل گستاخانہ رویے پر نہ اُس دور میں دو حرف کہنے کی توفیق ہوئی نہ ہی آج، البتہ ممتاز شہیدؒ کے عمل میں 'ملازمت کی خلاف ورزی' کا کیڑا نکالنا یاد رہتا ہے۔ شاید اوپر درج شدہ حدیث بھی ان کی نظر میں 'مشکوک' ہو کیونکہ احادیث ان کے نزدیک ویسے ہی قابل اعتبار نہیں ہوتی ہیں جب تک ان کی 'جدید ترین عقل' پر پوری نہ اتر جائیں....!

ممتاز قادری شہیدؒ کا جنازہ نیشنل ایکشن پلان کے منصوبہ سازوں کے لیے بھی سبق آموز ہونا چاہیے (اگرچہ سبق سیکھنا ان کی روایت نہیں رہی ہے!) کیا اس جنازے کے بعد بھی کوئی شک باقی ہے کہ پاکستان کی ریاست کو تم جتنا مرضی سیکولر بنا دو، عوام آج بھی ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہے اور انہی 'دقیانوسی خیالات' کو آخری اثاثہ سمجھتی ہے جن کو تم نے پھانسی دینی چاہی۔ آئندہ کسی سلمان تاثیر کے لیے کسی ممتاز قادری کو اٹھنے کے لیے پہلے سے زیادہ آسانی ہو گی.....اس لیے اب بھی وقت ہے فطرت اور اسلام کے خلاف جنگ سے باز آ جاؤ، صلیبی اتحاد سے علیحدگی اختیار کر لو اور شریعت کے نفاذ کی راہ میں طائفہ ممتنعہ کا کردار ادا کرنا بند کر دو کہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی سے اپنے ہاتھوں جہنم کمانے کے سوا تمہارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آنے والا۔ اسلام ہی میں دنیا وآخرت کی سلامتی ہے۔ اگر نہیں تو ستر ہزار حلقوں والی زنجیروں کے لیے تیار رہو جو روزِ جزا کو تمہارہ سزا کے لیے مالک حقیقی کے ہاں تیار ہیں۔ **ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه!**

اس عظیم موقع پر یہ بات بھی واضح ہوئی کہ قانون 'عبادت' کا حصہ ہے۔ اسلام کی عبادات صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ تک محدود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے اپنے معاملات اور مقدمات کا فیصلہ دین کے مطابق کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ عبادت مسجد کا وظیفہ ہی نہیں قانون اور عدالت بھی اس میں شامل ہے۔ قانون حلال و حرام کا ہی دوسرا نام ہے اور حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے! دوسرے الفاظ میں قانون سازی کا اختیار اللہ کے پاس ہے، انسان اپنے طور پر کسی چیز کو جائز یا ناجائز قرار دیں گے اور ربانی ہدایات کو پس پشت ڈالیں گے تو خود کو اللہ کی حاکمیت میں شریک کریں گے۔ سجدہ اللہ کا حق ہے تو قانون بھی

اللہ کا حق ہے، جیسے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے ایسے ہی غیر اللہ کا قانون بنانا اور نافذ کرنا بھی شرک ہے کیونکہ دونوں عبادت ہی کی دو قسمیں ہیں اور عبادت صرف ایک اللہ کے لیے خالص ہونی چاہیے۔توہین رسالت پر قتل کی سزا اسلام کا قانون ہے اور اسلام کے قانون کو کالا قانون کہنا ویسے ہی گستاخی ہے جیسے نماز کو کالی عبادت کہنا،توہین رسالت کے قانون کو تبدیل کروالے کی مہم چلانا ویسے ہی اسلام میں تبدیلی کی کوشش ہے جیسے نماز کی رکعات تبدیل کرنے کی کی مہم چلانا.....اس لیے دونوں طرح کے مجرموں کو اسی کیفر کردار تک پہنچانا لازم ہے جس تک ممتاز قادری شہیدؒ نے ملعون سلمان تاثیر کو پہنچایا۔اللہ ہم سب کو شمع رسالت پر قربان ہونے والا بنادے اور اس عظیم موقع سے حاصل ہونے والے اسباق پر توجہ اور عمل کی توفیق دے۔اللہ ممتاز قادری شہیدؒ کی عظیم قربانی کو اسلام کی سربلندی کے لیے قبول فرمالے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: نماز میں خشوع و خضوع

اگر عربی نہ جانتے ہوں تو کم از کم ان کا مطلب اور معنی یاد کرلیں اور انہیں پڑھتے وقت یہ دھیان رکھیں کہ ان کے ذریعہ اپنے منعم حقیقی سے کیا عرض کر رہے ہیں۔نماز کے ہر عمل کو سوچ سوچ کر ادا کریں کہ آپ فلاں عمل کرنے جارہے ہیں مثلاً جب آپ قیام میں ہوں تو قیام کی سورتوں اور ان کے ادعیہ پر غور کریں، ان کے معانی ومفاہیم کو ذہن میں مرتسم کریں،رکوع میں جائیں تو سبحان ربی العظیم کہتے ہوئے اپنے رب کی عظمت کو دل پر طاری کریں،پھر جب سجدہ میں جائیں تو سبحان ربی الاعلی کہتے ہوئے اپنے رب کی بلندی کو ذہن میں تازہ کریں اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کریں کہ میں اپنے سر کو رب ذوالجلال والاکرام کے سامنے رکھے ہوا ہوں اور زبان سے ان کی پاکی بیان کررہا ہوں۔اسی طرح درود شریف پڑھتے ہوئے یہ خیال کریں کہ فرشتے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت ہمارا نام لے کر یہ درود مبارک پیش کررہے ہیں اور آپ علیہ السلام جواب دے رہے ہیں۔جب توجہ آیات وادعیہ کے معانی پر مرکوز ہوگی تو خیالات یکسو ہوجائیں گے، آپ کے اندر گردوپیش سے بے خبری پیدا ہوجائے گی۔اس طرح پورے طور پر خشوع وخضوع سے نماز ادا کرسکیں گے۔

نماز کے ہر عمل کو نہایت اطمینان اور سکون سے ادا کریں،اگر رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ پورے اطمینان سے ادا نہ کیا جائے تو نماز کے اندر کسی صورت میں خشوع وخضوع پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ جلد بازی نماز کی روح کو نکال دیتی ہے۔اسی طرح نماز کی سورتوں کو ٹھہر ٹھہر کر نہایت خوش الحانی سے پڑھیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: گستاخ رسول کی سزا اور فقہائے احناف

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهومذهب الأئمة الأربعة وغیرهم(الصارم المسلول:ص24)

"بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والا اگرچہ مسلمان ہی کہلاتا ہو،وہ کافر ہوجائے گا۔ائمہ اربعہ اور دیگر کے نزدیک اسے بلااختلاف قتل کیا جائے گا"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے مطابق ہمیں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆

پس اے علمائے کرام!

اللہ تعالی نے جو فرض آپ کے کندھوں پہ عائد کیا ہے،اس کی قدر پہچانیے! آپ ہی امت کی قیادت ہیں! آپ ہی نے تو مسلمانوں کو جہاد کی طرف بلانا ہے۔

یہ کیا کہ خود علما کو جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے...ہونا تو یہ چاہیے کہ علما میدان جہاد میں کھڑے ہوں....پھر لوگوں کو بلائیں کہ ہماری طرف آؤ!

ہماری طرف نکلو! ہمارے ساتھ مل کر جہاد کرو!

پھر ان شاءاللہ انہی کلمات سے امت میں جہادی بیداری بھی ہوگی

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور انہیں حق پر ثابت قدم رکھے،آمین۔

شیخ ابو یحییٰ اللیبی رحمہ اللہ

غازی ممتاز قادریؒ کی شہادت اور نظام شریعت کا احیاء

اسامہ خلیل

امت کا ایک اور فرزند اپنے پیارے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر اپنی جان قربان کر گیا، گستاخان رسول پر قہر بن کر ٹوٹنے والا ایک اور جری مجاہد پھانسی کا پھندا چوم کر اپنے رب کی اعلیٰ جنتوں میں پہنچ گیا، ایک اور پروانہ 'شمع رسالت پر کٹ مرا، عشق رسالت کی بازی جیتنے والا ایک اور محمدی جان کی بازی ہار گیا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا عاشق اپنے عشق کا وعدہ وفا کر گیا!

پیش کیے ہر ایک نے دعوے ہم نے مگر کردار کیا

امت کے عظیم بیٹے غازی ممتاز قادریؒ شہید ہو گئے مگر باطل کے تمام منصوبوں کو تہہ تیغ کر گئے۔ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ یورپی قوموں نے اپنے کارندوں کے ذریعے اسلامیان پاکستان کے سرمایہ عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر کاری وار کرنے کے لیے بدترین منصوبے ترتیب دیے۔ ان منصوبوں کے عین مطابق انہوں نے اپنے دجالی کارندوں اور بکاؤ میڈیا کے ذریعے حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر ڈاکہ مارنے کی کوشش کی، لیکن ایک چال وہ چلتے ہیں اور ایک چال میرا اللہ چلتا ہے اور وہی چال بھاری ہوتی ہے۔ ایسے میں جب سارے معاملات سوچی سمجھی ترتیب کے مطابق چل رہے تھے، آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پروانے غازی ممتاز قادری شہیدؒ نے اس دجالی منصوبے کے روح رواں ملعون سلمان تاثیر کو اسلام آباد میں قتل کر دیا، کفر کے ایوان اس جری مجاہدؒ کے مبارک اقدام سے لرز اٹھے، باطل کی برسوں کی محنت اکارت چلی گئی، اور یہ کارروائی پوری قوم میں عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پھر سے بیدار کر گئی، وللہ الحمد۔

دجالی کارندے ہکا بکا رہ گئے، ساری مکارانہ سازشیں تلپٹ ہو کر رہ گئیں، رومیوں کے ازلی غلام طبقے نے فوراً سے بیشتر غازی ممتاز قادریؒ کو گرفتار کر لیا، آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور یہ قوم اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی مگر گستاخ قوموں کے ازلی غلام مقتدر طبقوں نے پوری قوم کیے موقف کو رد کر دیا، حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق قانون کی موجودگی کے باوجود اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے اس ملک کی کفریہ عدالتوں نے اس عظیم مجاہد کو دو مرتبہ پھانسی کی سزا سنا دی۔ قوم مضطرب رہی مگر جوابی حکمت عملی کے فقدان کی وجہ سے غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی رہائی عمل میں نہ لائی جا سکی بلکہ اس کی بجائے انگریز کی باقیات اسی کفریہ عدالتی نظام کے تحت کوششیں کی گئیں جو بے سود رہیں۔ کفریہ قوتیں غازی ممتاز قادری سمیت امت کے کئی مجاہد بیٹوں کو قتل کرنا چاہتی تھیں، اس کے لیے برسوں سے لگی سزائے موت کی پابندی ختم کی گئی اور بہانہ ایک ظالمانہ کارروائی (پشاور سکول سانحے) کو بنایا گیا، ماہانہ درجنوں اہل سنت کو پھانسیاں دی جانیں لگیں اور آخر کار نیشنل ایکشن پلان کی آڑ میں گستاخ قوموں کے ایجنٹ جرنیلوں اور سیاسی حکمرانوں نے متحد ہو کر اسلامیان پاکستان کی اس نظام سے آخری امید کو ختم کرنے، سیکولر پاکستان کی طرف بڑھتے سفر کو منزل تک پہنچانے اور آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو نعوذ باللہ ارزاں خیال کرتے ہوئے امت کے اس مجاہد بیٹے کو عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاداش میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کفر کے ایجنٹ ان سیاسی و عسکری حکمرانوں کے اس بدترین اقدام کا مقصد آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ قوموں کو خوش کرنا اور اسلامیان پاکستان کو خوف و دہشت کی فضا میں مبتلا کرنا تھا تاکہ آئندہ ہمیشہ کے لیے یہ قوم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور ان کی لائی ہوئی پیاری و بابرکت شریعت سے لاتعلق ہو جائے، مگر اللہ نے ان کے منصوبوں کو انہی پر پلٹا دیا۔

اس دجالی کفریہ نظام کے چاروں ستونوں پارلیمنٹ (سیاسی قیادت)، عسکری قیادت، عدالتی نظام اور دجالی میڈیا نے اس کرب ناک موقع پر متحد ہو کر پاکستانی قوم کے دلوں میں بسنے والی آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر بھرپور حملہ کیا مگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں نے ان کے منصوبوں کو ناکام بنا دیا، میڈیا کے مکمل بلیک آؤٹ اور عسکری اداروں کی تمام تر رکاوٹوں کے باوجود غازی ممتاز قادریؒ کے جنازے میں ایک ملین سے زائد افراد کی شرکت نے گستاخان نبی کے یاروں کو بوکھلا کر رکھ دیا۔ برس ہا برس سے امت کو تقسیم کرنے کے مشن پر چلنے والی باطل قوتوں کو ہزیمت کا سامنا اس وقت کرنا پڑا جب یہ قوم اپنے غازی بیٹے کی شہادت پر تمام تر مسلکی و جماعتی اختلافات کو بھلا کر امت بن کر کھڑی ہوئی۔ یقیناً غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی ہی اس مبارک قربانی کی برکت سے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق یہ قوم متحد ہو کر کافروں اور گستاخ قوموں کے غلاموں کے

مقابل آکھڑی ہوئی۔آج ضروری ہے کہ ہم اس نظام سے جس کی لغت میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دہشت گردی کہنا ہے، وہ عدالتی نظام جو عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پھانسی کی سزا سناتا ہے، وہ عسکری قوتیں جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ قوموں کے سفارت خانوں کی حفاظت اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گولیاں برساتی ہیں، وہ سیاسی حکمران جو اس نظام کو چلاتے ہیں ان سب سے بغاوت کر دیں! ان عسکری و جمہوری نظاموں کو لپیٹ کر رکھ دیں اور ان کے رکھوالوں کو بھی ان سمیت تباہ و برباد کر دیں، جنہیں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک کا پاس نہیں ان کے لیے ہم ذرا برابر ہمدردی نہیں رکھیں گے، اپنی جانوں پر کھیل کر بھی ان خبثا سے اس سرزمین کو پاک کر دیں گے، ان شاءاللہ۔

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ:

اب جب کہ اس حکومت، نظام حکومت، عدالتی نظام اور اس کے عسکری رکھوالوں کی دین دشمنی پر پڑے تمام پردے ہٹ چکے ہیں تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات سے معمور اس قوم کے ہر ہر فرد سے ہماری خصوصی گزارش ہے کہ اب مزید پرامن رہنا آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے عشق سے غداری ہے، آخر ہم اس نظام کے لیے پرامن کیوں رہیں جس کے نزدیک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دہشت گرد اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دہشت گردی ہے؟ جن سیاسی حکمرانوں اور جماعتوں، جن عسکری اداروں و جرنیلوں، میڈیا اداروں اور عدلیہ کو حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کا پاس نہیں، انہیں اسلام کے لیے حاصل کیے گئے ملک پر حکمرانی کا کوئی حق حاصل نہیں! ان حکومتی اداروں سے وابستہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے لائے ہوئے دین سے محبت کرنے والے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان گروہوں سے برات کا اظہار کرے اور ان سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لے اور تمام اسلامیان پاکستان مل کر اس خدا دشمن نظام کی جگہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ کرنے کے لیے فکری و عسکری ہر محاذ پر سرگرم ہو جائیں کیونکہ یہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے! آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ یورپی قوموں کے ایجنٹ اور اسلام دشمن ان حکمرانوں کو بزور قوت ہٹانا لازم ہے، قبل اس کے کہ یہ ظالم نظام تمام محافظان ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و ناموس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دہشت گردی و بنیاد پرستی کے الزام میں چن چن کر شہید، نظر بند و قید کر دے! ہمیں اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پیاری و بابرکت شریعت مطہرہ کے نفاذ کے عملی اقدامات کی طرف بڑھنا چاہیے!

کفریہ جمہوری نظام، تمام مسائل کی جڑ:

تمام محب اسلام ہم وطنوں سے گزارش ہے کہ اس کفریہ نظام کی خباثت کو سمجھئے، اس نظام میں کی جانے والی کوئی بھی شرعی قانون سازی یا پیوند کاری ہمیں ہمارا شرعی حق ہرگز نہیں دلا سکتی، ہم نے ختم نبوت کے ہزاروں شہدا کی قربانیوں سے جو تحفظ ختم رسالت کا جو قانون منظور کروایا، یہ کفریہ نظام اس قانون پر عمل درآمد کو خود اپنے لیے ممنوع سمجھتا ہے، درجنوں گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیلوں میں بند ہیں مگر ان کو پھانسی کی سزا دینے سے یہ نظام مانع ہے جب کہ ایک عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھانسی دینے کے لیے اس کفری نظام اور اس کے محافوں نے تحفظ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کی موجودگی کے باوجود جو عجلت اختیار کی وہ ایک عام مسلمان کے لیے سمجھ سے بالاتر ہے۔ بھائیو! جب تک اسلام کے لیے حاصل کیے گئے ملک میں ہم خالص اور پاکیزہ شریعت کا کلی طور پر نفاذ نہیں کر دیتے تب تک دفاع ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور دفاع ناموس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حقیقی مقصد تک ہم نہیں پہنچ سکتے! انہی قانونی و آئینی بھول بھلیوں اور پیچیدگیوں کی وجہ سے آج اس ملک کے طول و عرض میں مسلسل ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ناموس صحابہ، اور شعائر اسلام کی گستاخی اور اہانت کے واقعات بڑی تیزی سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی بابرکت شریعت مطہرہ کا نفاذ ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے!

کفریہ نظام کے عسکری رکھوالے:

اس کفریہ نظام کے تمام اداروں کی خباثت اور مکروہ کردار کو سمجھنے کی ضرورت ہے، چاہے وہ عدلیہ ہو یا پارلیمنٹ، میڈیا ہو یا ان سب کے عسکری محافظ یعنی افواج جی ہاں افواج پاکستان! اگر ہم سمجھتے ہیں کہ غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی شہادت کے

موقع پر میڈیا بلیک آؤٹ صرف نواز شریف حکومت کی طرف سے جاری کردہ احکامات کا کمال ہے تو ہم غلط فہمی کا شکار ہیں! جی بھائیو! یقیناً دین وملت کا غدار نواز شریر بھی کم نہیں ہے مگر اس سب کا حقیقی ذمہ دار نواز شریر سے بھی بڑا غدار ہے جو حب الوطنی اور سپہ سالاری کے بھیس میں ملک واسلام دشمن طاقتوں کے ایجنڈے پورے کرنے اور ملک کی اسلامی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہے اور یہ راحیل شریف (شریر) ہی ہے۔ میرے بھائیو! کیا وہ مکار میڈیا جو کرپٹ نون لیگی حکومت کے خلاف تحریکیوں اور منہاجیوں کے دھرنوں کو فل فلیج کوریج دیتا ہے، چند ہزار یا چند سو کی تعداد کو کئی لاکھ تک بتاتا ہے اور عام حالات میں بھی دن رات موجودہ لیگی حکومت کے خلاف مسلسل سرد جنگ میں مصروف رہتا ہے وہ اس خاص موقع پر آکر سیاسی حکومت کے ماتحت ادارے "پیمرا" کے ہاتھوں مکمل یرغمال ہو سکتا ہے؟ بھائیو! در حقیقت یہ اسٹیبلشمنٹ کے ڈنڈے کا ہی کمال ہے اور اس کی حقیقت اس انتباہی لیٹر سے بھی واضح ہوتی ہے جو پیمرا نے ان تمام میڈیا اداروں کو جاری کیا، جس میں لکھا گیا تھا کہ "کسی بھی قسم کی غیر ذمہ دارانہ اور غیر پیشہ وارانہ صحافت، نیشنل ایکشن پلان کو تباہ کرنے کے مترادف ہوگی" ۔ اگر بنگال تا بلوچستان اور قبائل تا لال مسجد ان کی بھیانک تاریخ کو آپ کے سامنے نہ دہرایا جائے تب بھی اس ایک واقعہ سے اسٹیبلشمنٹ کی اسلام وملک دشمنی واضح ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس نام نہاد ایکشن پلان کی حقیقت بھی سامنے رہنی چاہیے جس کا اساسی مقصد ملک سے اسلامی بنیاد پرستی (دینی حمیت اور اسلام سے لگاؤ) کا خاتمہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم سب اس فوج اور اس کے اسلام دشمن منصوبوں سے برات ومزاحمت اختیار کریں جب کبھی بھی اس نظام کو ہٹانے اور خالص نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو نافذ کرنے کی کوئی تحریک اٹھتی ہے یا آئندہ اُٹھے گی یہی عسکری قوت ہمارے خلاف استعمال کی جائے گی اس لیے اس صریح خطرے کے خلاف زبان و بیان اور قلم و ہتھیار سے بغاوت کی جائے۔ جرنیلوں کے ذاتی مفادات کی خاطر قربان ہوتے فوج کے نچلے طبقے کو ملک واسلام دشمنی سے بچانے کے لیے پوری پوری کوشش صرف کی جائے اور جہاں یہ فوج واضح طور پر اسلام ومسلمانوں کے مقابل آکھڑی ہوئی ہے وہاں بغیر کسی تاخیر اور حیل وحجت کے اس کا شدید مقابلہ کیا جائے!

میڈیا، دجالی ریاستوں کا آلہ کار:

میڈیا عام حالات میں بھی اتنا ہی سچ پیش کر رہا ہوتا ہے جتنا کہ اس نے غازی ممتاز شہیدؒ کی شہادت کے موقع پر پیش کیا، میڈیا اس طاغوتی نظام کا چوتھا ستون ہے اس سے کسی قسم کے خیر کی توقع رکھنا عبث ہے۔ غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی شہادت کے خلاف احتجاج اور ان کے جنازے میں میڈیا کی "ریٹنگ" کا پورا پورا سامان موجود تھا مگر کفری نظام کی خاطر کولہو کے بیل کی طرح جُتے الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا نے تمام تر اخلاقی تقاضوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے گستاخان نبی کی یاری و دلداری کی اور مسلمانانِ پاکستان کی آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت اور اس کے کھلے مظاہر سے آنکھیں پھیر لیں۔ مگر سچ چھپائے نہیں چھپتا اس لیے شام تک میڈیا کے خود ساختہ دانشوران منہ چھپاتے پھر رہے تھے جب کہ ایک ہی دن میں ان کے آزادی اظہار رائے اور آزاد صحافت کے تمام جھوٹے دعوے مسلم قوم کے سامنے عیاں ہو چکے تھے۔

روافض، تمام اہل السنہ کے دشمن:

ممتاز قاری شہیدؒ کی شہادت نے جہاں اور بہت سے مکروہ چہروں اور گروہوں کو واضح کیا ہے وہیں صحابہ وامہات المومنین کی ناموس کے دشمن رافضیوں کا مکروہ چہرہ بھی کھل کر سامنے آگیا۔ ایسا موقع جب تمام اہل سنت، مسلکی و گروہی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اکٹھے ہو گئے وہاں شیعوں نے اپنے قدیمی یاروں لبرلز، منکرین حدیث اور قادیانیوں کی صف کا انتخاب کیا۔ جہاں ممتاز شہیدؒ کے جنازے اور ان کے مبارک عمل کا بائیکاٹ کیا گیا وہیں سوشل میڈیا پر اس واقعے کے فوراً بعد شیعہ پیجز مسلسل ملعون سلمان تاثیر کے حق میں اور غازی ممتاز قادری شہیدؒ وتحفظ ختم رسالت کے خلاف بھونکتے رہے۔ ہم تمام اہل سنت کو واضح پیغام دینا چاہیں گے کہ روافض وہ خبثا ہیں جو ہر تاریخی موڑ پر امت کی پیٹھ میں خنجر گھونپتے آئے ہیں، ان سے لاتعلقی اور بے زاری ضروری ہے....

(بقیہ صفحہ 31 پر)

ہم نے رسم محبت کو زندہ کیا......

مولانا عبدالقدوس دامت برکاتہم العالیہ

حسد کے مارے ہوئے کچھ کالے دل والوں نے تحریکِ اہانت رسول شروع کی۔ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کے تن بدن سے روح محمد کو نکالنا تھا۔اس تحریک کے تحت پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ہدف بنایا گیا۔ کہیں دلآزار، شر انگیز اور توہین آمیز خاکے بنائے گئے، کہیں منظم منصوبہ بندی کے تحت ہرزہ سرائی کروائی گئی، عجیب وغریب حرکتیں اور نت نئے حربے اختیار کیے گئے، وقفے وقفے سے ایسی اوچھی حرکتیں ہوتی رہیں جن کے ذریعے یہ کوشش کی گئی کہ مسلمانوں کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والفت کا والہانہ پن ختم کر دیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے معاملے میں مسلمانوں کی حساسیت کا گراف وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم سے کم تر ہوتا چلا جائے، مسلمانوں کے لئے اہانت رسول ایک معمول کی بات بن جائے۔یوں تو دنیا کے مختلف خطوں میں یہ شر انگیز تحریک جاری رہی مگر پاکستان اس کا مرکزی ہدف تھا۔پاکستان میں انسدادِ توہین رسالت کا قانون اور پاکستانی مسلمانوں کی مذہبی غیرت بطور خاص نشانے پر تھی ۔دنیا کو فتنوں میں مبتلاء کرنے والوں نے اپنی تجوریوں کے منہ کھولے، ایک مافیا کی پرورش کی، بے حیائی کے پرچارک، شراب کے رسیا اور مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ کچھ نام نہاد روشن خیالوں کو خرید ااور انہیں انسدادِ توہین رسالت قانون کو ختم کرنے کی مہم پر لگا دیا۔پہلے اکاد کا آواز یں اٹھنا شروع ہوئیں، کسی نے اس قانون کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا، کسی نے اس قانون کو انتہا پسندی کی علامت کہا، کسی نے دہشت گردی کے ڈانڈے اس قانون سے جوڑنا شروع کیے ۔ پانچ ستارہ ہوٹلوں میں سیمینار ہونے لگے، پروجیکٹ تیار ہوئے ،ورکشاپس ہوئیں، مباحثے رکھے گئے، ٹاک شوز ہوئے، اراکین پارلیمنٹ اور اراکینِ سینٹ پر ڈورے ڈالے جانے لگے، این جی اوز کی ان حیاباختہ بیگمات اور آوارہ مزاج لوگوں کے اس مافیا کو پرویز مشرف کے دور اقتدار میں روشن خیالی کے عنوان سے خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملا مگر اس مافیا کو جائے اماں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے چرنوں میں ملی....

سلمان تاثیر نے مغربی ایجنڈے کو فروغ دینا شروع کیا، وہ پاکستان میں لبرل ازم کی علامت قرار دیا جانے لگا، سیکولر ازم کے استعارے کے طور پر ابھرنے لگا اس حد تک تو سب نے گوارا کیا لیکن اس وقت قوم کا ضبط ٹوٹ گیا جب اس نے شیخوپورہ کی ایک ایسی خاتون جو توہین رسالت کے الزام میں جیل میں تھی اسے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں اہانتِ رسول کی تحریک کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی، گورنر پنجاب نے انسداد توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دیا، سلمان تاثیر کی لابی اور اس کے پیچھے کھڑے عالمی شر انگیزوں اور فتنہ پروروں نے تیزی سے اپنے پتے کھیلنا شروع کیے۔

ایسے میں اس شر انگیزی کے خلاف پوری پاکستانی قوم کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آیا، ملک بھر میں جلوس نکلنے لگے، ہر گلی کوچے میں نعرے گونجنے لگے، تحریک حرمت رسول چلی، بچے بڑے مختلف انداز سے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی وابستگی اور عقیدت ومحبت کا اظہار کرنے لگے، قرار دادیں منظور ہوئیں، کتابیں لکھی گئیں، مضامین چھپے، ایام احتجاج اور ایام مذمت منائے گئے، ٹاک شوز ہوئے، مباحثے اور مکالمے ہوئے لیکن سلمان تاثیر کا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا، اس کی شر انگیزیوں کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا، تحریک اہانت رسول میں پیش پیش مٹھی بھر عناصر کو کوئی لگام نہ دی جا سکی، سلمان تاثیر کے محاسبے کی کوئی شکل سامنے نہ آئی اور نہ ہی اس کی ہٹ دھرمی میں کوئی کمی دیکھنے میں آئی، ایسی صورتحال نے پوری قوم کو زچ کر کے رکھ دیا، تحریک حرمت رسول تو چل رہی تھی مگر اس کی منزل کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی، اس تحریک کا نتیجہ اور حاصل وصول کیا تھا؟ ہر کوئی اس سے بے خبر تھا... ایسے میں سلمان تاثیر کی حفاظت پر مامور ممتاز قادری نامی ایک عام اور گمنام سے سپاہی نے سلمان تاثیر پر فائرنگ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سلمان تاثیر کے قتل کے بعد ملک بھر میں سناٹا چھا گیا، اس کی موت کے ساتھ ہی پاکستان میں تحریک اہانت رسول دم توڑ گئی ، سلمان تاثیر کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا مرحلہ آیا تو کوئی اس کی نمازِ جنازہ تک پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوا، امام ڈھونڈا گیا، بادشاہی مسجد کے خطیب اور سرکاری ملازم مولانا عبدالخبیر آزاد اپنی ملازمت داؤ پر لگا کر جنازہ پڑھانے سے مکر گئے، کئی علماء کو'' اپروچ'' کیا گیا لیکن کسی نے

حامی نہ بھری اور بالآخر تاثیر کلب کے چند ممبران نے گورنر پنجاب کی آخری رسومات ادا کیں اور اسے مٹی کے حوالے کر دیا گیا۔
سلمان تاثیر کے قتل کے بعد ممتاز قادری کو جیل میں ڈال دیا گیا، تاثیر کلب کے ممبران اور موم بتی مافیا نے دنیا بھر میں دہائی دی اور اپنے دیرینہ سرپرستوں کو تعاون پر آمادہ کر لیا اور ممتاز قادری کو پھانسی دینے کی مہم شروع ہو گئی جبکہ دوسری طرف ممتاز قادری کی رہائی کی تحریک بھی جاری رہی، مقدمہ بھی چلتا رہا، اسی کشمکش میں طویل عرصہ گزر گیا اور کوئی فیصلہ نہ کیا جا سکا نہ پھانسی کا نہ معافی کا....
پھر وقت نے کروٹ لی اور پاکستان میں تحریک اہانت رسول چلانے والوں نے بالواسطہ طور پر اس ملک کو انسداد توہین رسالت کے قانون سے لے کر اسلامی آئین تک ہر اسلامی حوالے سے محروم کرنے کے جتن شروع کر دیئے اور اب صرف ایک قانون نہیں بلکہ پاکستان کی نظریاتی اساس اور نظریے پر حملہ کیا گیا اور لبرل ازم اور سیکولرازم کا پرچار کیا جانے لگا، بات این جی اوز کے دفاتر اور پانچ ستارہ ہوٹلوں سے نکل کر حکومتی ایوانوں تک جا پہنچی اور کلمہ طیبہ کے نعرے اور اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد کے ''اسلام پسند'' وزیر اعظم بھی اس وطن کے مستقبل کو لبرل ازم سے وابستہ کرنے لگے، وہ حکمران جو قوم تو کیا اپنی پارٹی کے رہنماؤں تک کو میسر نہیں ہوتے وہ دنیا کے سامنے پاکستان کا چہرہ مسخ کر کے پیش کرنے والے فلم میکروں کی پشت پناہی کرنے لگے، وہ ہولی اور دیوالی کی تقریبات میں تو بے تابانہ شریک ہوتے مگر انہیں قومی سیرت کانفرنس اور دیگر اسلامی سرگرمیوں میں شرکت کی توفیق نہ ہوتی، لبرل ازم کے فروغ کے لیے پاکستان میں دینی مدارس پر چھاپے مارے جانے لگے، تبلیغی جماعت پر قدغنیں لگائی گئیں، مساجد پر سے لاؤڈ اسپیکر اتارے جانے لگے، حقوقِ نسواں کے نام سے پاکستان کی تہذیبی شناخت مسخ کرنے اور پاکستان کے خاندانی نظام کو تہہ و بالا کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں، پاکستان میں مذہبی طبقات کے گرد گھیرا تنگ ہونے لگا اور موم بتی مافیا کو کھل کھیلنے کا موقع دیا گیا....ایسے ماحول میں جب پاکستان میں بظاہر اسلام پسند سمجھے جانے والے حکمرانوں نے لبرل ازم اور سیکولرازم کو فروغ دینے کا بیڑہ اٹھا رکھا تھا اور اس حوالے سے کئی علامتی اقدامات اٹھائے جا رہے تھے ایسے میں رات کے اندھیرے میں ممتاز قادری کو اڈیالہ جیل میں پھانسی دے دی گئی۔

؎ سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

ممتاز قادری کو پھانسی دیتے ہوئے شاید یہ سمجھا گیا ہو گا کہ لبرل ازم اور سیکولرازم کی فتوحات کا ایک اور پرچم گاڑھ دیا گیا ہے، جونہی ممتاز قادری کی پھانسی کی خبر منظر عام پر آئی تو موم بتی مافیا بغلیں بجانے لگا، پاکستان میں سیکولرازم اور لبرل ازم کے علم بردار خوشی کے شادیانے بجانے لگے، انہوں نے سمجھا کہ وہ ایک بہت بڑا ''ٹارگٹ اچیو'' کر چکے لیکن اچانک منظر نامہ بدل گیا اور ساری بازی ہی الٹ کر رہ گئی، ممتاز قادری کا جسد خاکی جب ان کے گھر لایا گیا تو راولپنڈی کے ایک بے نام سے محلے کی تنگ و تاریک گلیوں میں واقع ان کا گھر کہکشاں بن کر جگمگ کرنے لگا اور پورے ملک کے مسلمانوں کی دلی تمناؤں اور امیدوں کا مرکز بن گیا، لوگ دیوانہ وار ممتاز قادری کے جسدِ خاکی کو بوسے دینے چلے آئے، مرد عورتیں، بچے بڑے، بوڑھے جوان سب عقیدت و محبت کی تصویر بن گئے، ملا اور مسٹر کی تفریق مٹ گئی، مسلکی جھگڑے بھلا دیئے گئے۔
ممتاز قادری کی نماز جنازہ کی لیاقت باغ میں ادائیگی کا اعلان ہوا تو پورا ملک سراپا اشتیاق بن گیا، دن دو بجے جنازے کا اعلان ہوا لیکن لوگوں نے رات کو ہی آ کر لیاقت باغ میں ڈیرے ڈال دیئے، ملک بھر میں احتجاجی جلوس نکلنے لگے، مساجد میں اعلانات ہونے لگے، ممتاز قادری کے درجات کی بلندی کے لیے دعائیں کی جانے لگیں، یکم مارچ کو راولپنڈی شہر عید کا منظر پیش کر رہا تھا، تعلیمی ادارے اور کاروباری مراکز بند کر دیئے گئے تھے، پورے شہر کی پھولوں کی دکانوں سے پتیاں اور پھول ختم ہو گئے، ممتاز قادری کے جسد خاکی، ان کے جسد خاکی والی ایمبولینس بلکہ ان کے جنازے کی گزر گاہوں پر منوں پتیاں نچھاور کی گئیں، لیاقت باغ اور اس سے ملحقہ سڑکوں اور بازاروں میں سر ہی سر نظر آ رہے تھے، وارث خان سے لے کر مریڑ چوک تک اور فوارہ چوک سے لے کر موتی محل تک ہر گلی کوچے میں عاشقان مصطفی دکھائی دے رہے تھے، اولیائے کرام ممتاز قادری کی میت کو کندھا

دینے کے لئے بے تاب تھے ، شیوخ الحدیث ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے مضطرب تھے،ایسے لوگ جو عام حالت میں مسجد جانے سے کتراتے ہیں وہ بھی جنازے کے لئے کھنچے چلے آتے تھے، بڑے بڑے رئیس زادے سڑکوں پر پڑے تھے ،لوگوں کا جوش و خروش دیدنی تھا،ایسا والہانہ پن،ایسے ایمان افروز مناظر ،ایسے روح پرور لمحات....اللہ اللہ.... کبھی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے.... کبھی بڑوں سے سنا کرتے تھے.... کبھی تصور بھی نہ کیا تھا کہ زندگی میں ایسے مناظر بھی دیکھنے کو ملیں گے۔

پورا دن مجسمہ حیرت بنے بے بسی سے سوچتا رہا کہ اس جنازے کی رپورٹ کیسے لکھوں گا؟ آنے والی نسلوں کے لیے ان تاریخی لمحات کو کیسے قلمبند کروں گا؟اس پر مضمون کیا باندھوں گا؟پریس ریلیز کے الفاظ کیا ہوں گے؟کالم کا عنوان کیا ہو گا؟ خبر کا انٹرو کیا بنے گا؟اخبار کی سرخی کیا نکلے گی؟ لکھتے ہوئے کبھی ایسی بے بسی کا سامنا نہیں کرنا پڑا جس مشکل کا اس دن سامنا تھا ....لکھنے بیٹھا تو برادر عزیز عبدالرؤف کو ساتھ بٹھایا.... برسوں سے نیوز ڈیسک پر سرخیاں نکالنے اور لوگوں کی بنائی ہوئی خبروں اور رپورٹوں کی نوک پلک سنوارنے والے فاضل نوجواں نے بھی ہاتھ کھڑے کر دیئے، بار بار پوچھا کیا کروں؟کیا لکھوں؟مگر جواب میں صرف خاموشی....

پھر یکا یک میرے رب نے کرم فرمایا،ذہن میں ایک روشنی سی کوندی اور دن بھر کے سارے مناظر ،سارے ولولے،سارے جذبے ، سارے نقشے ، سارے نعرے ایک لفظ میں سمٹ کر رہ گئے اور وہ لفظ تھا"ریفرنڈم" .... ممتاز قادری کی نماز جنازہ کا اجتماع سچ مچ ریفرنڈم تھا۔سیکولرازم اور لبرل ازم کے علمبرداروں اور پشتیبانوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں،جی ہاں! وہ صرف ایک جنازہ نہیں تھا، وہ ایک پولیس کانسٹیبل کا سفر آخرت نہیں تھا بلکہ ایک سچے عاشق رسول کو الوداع کہنے کا مرحلہ تھا۔ جنازے کی شکل میں ہونے والے اس ریفرنڈم نے پاکستان کے حال اور مستقبل کا ناک نقشہ واضح کر دیا تھا،اس جنازے کی وجہ سے جس جس کو تکلیف ہوئی وہ مسلسل کراہ رہے ہیں اور سدا کراہتے رہیں گے۔ایمان اور غیرت کی دولت سے مالا مال پاکستانیوں کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ ان فلسفوں میں الجھیں کہ ممتاز قادری نے کس قانون کے تحت یہ قدم اٹھایا؟کس سے فتویٰ لیا؟کس سے مشورہ کیا؟کس سے شہ پائی؟

یہ سب سوال اب بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں کیونکہ وہ ریاست جس کو کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا،جہاں اسلام کے نفاذ کے خواب دکھائے گئے تھے، جس منزل کے حصول کے لئے لوگوں نے آگ اور خون کے دریا عبور کئے تھے اور جس عمارت کی بنیادوں میں ہزاروں بہنوں کی عصمتوں اور لاکھوں لوگوں کا لہو شامل ہو وہاں جب اسلامیانِ پاکستان کو کسی قانون اور قاعدے کی رو سے دینی معاملات میں اطمینان حاصل نہ ہو پائے ،ایسی ریاست کے باسی بھی اگر اپنی جانیں اور اولاد ہی نہیں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے معاملے میں بھی عدم تحفظ کا شکار ہوں تو پھر وہ نہ کسی دارالافتاء کا رخ کریں گے اور نہ کسی قانون دان سے رہنمائی لیں گے ،وہ کسی دانش ور کی دانش کو خاطر میں لائیں گے نہ کسی واعظ کی مصلحتوں کا منجن خریدیں گے،وہ کسی مداہنت کی لوری پر آنکھیں موندیں گے اور نہ ہی مفادات کے کسی جال میں الجھیں گے۔ان کے پاس صرف ایک ہی راستہ بچ جاتا ہے اور وہ ممتاز قادری والا راستہ ہوتا ہے!

لوگ پوچھتے ہیں ریمنڈ ڈیوس کو پروٹوکول کے ساتھ الوداع کیا جا سکتا ہے تو ممتاز قادری کی ریلیف کیوں نہیں دیا جا سکتا؟گستاخان رسالت پر آج تک کوئی قانون لاگو نہیں ہوا تو ممتاز قادریوں کو کیوں پھانسی کا پھندا چومنا پڑتا ہے؟اس دوہرے معیار کا لوگوں کو جواب چاہیے؟لوگ ان دوغلی پالیسیوں کی "لاجک" جاننا چاہتے ہیں اگر انہیں ان سوالات کا جواب نہیں ملے گا تو بات نہیں بنے گی۔الیکٹرانک میڈیا پر بلیک آؤٹ کروائیں گے تو سوشل میڈیا میں قادری قادری ہو جائے گی، سوشل میڈیا چھین لیں گے تو سینہ گزٹ بروئے کار آئے گا،مولوی نہیں ہو گا تو پولیس والا اٹھ کھڑا ہو گا.... علما کو فورتھ شیڈول میں ڈال دیں، مدارس کے باہر پہرے لگادیں، تبلیغی جماعت کی مشکیں کس ڈالیں، ہونٹوں پر تالے چڑھادیں، قلم کو زنجیروں میں جکڑ دیں جو مرضی کریں اگر جبر کا یہی ماحول برقرار رہا اور لوگوں کو کوئی "وے آوٹ" نہ دیا گیا تو کوئی بھی کسی بھی وقت اچانک ممتاز

قادری بن سکتا ہے ....ایسا ممتاز قادری جس کا دارالافتاءاس کا سینہ ہوتا ہے اور جس کا مفتی اس کا دل ہوتا ہے۔

رہنے دیجیے ان سارے جھمیلوں کو کہ ترکھان کا بچہ بازی لے گیا یا پولیس کی وردی جیت گئی؟ یہ مقدر کے قصے اور نصیبے کی باتیں ہیں جو محض نصیب والوں کے حصے میں آتی ہیں۔ فتویٰ کس نے دیا؟ دوسروں کو قتل کرنے اور ان کا لہو بہانے کے سرٹیفکیٹ کس نے بانٹے؟.... کسی مستند دارالافتاءاور کسی معتمد ہستی نے نہیں.. کبھی نہیں .... لیکن کیا کیجیے کہ منظر نامہ ایسا بدل سا گیا ہے کہ جب بھی کوئی خطیب کسی منبر پر بیٹھ کر فرد اور ریاست کی بحث چھیڑتا ہے، جب برداشت، برداشت کے بھاشن دینے کی کوشش کی جاتی ہے، جب یہ تلقین کی جاتی ہے کہ کسی کو کسی دوسرے کی جان لینے کا کوئی حق نہیں، اشتعال اچھی بات نہیں، غیرت کا کوئی وجود نہیں تو لوگ پوچھتے ہیں اپنے ماں باپ کے لیے، اپنی ذات کے لیے اور اپنے مفادات کے لیے تو سب چلتا ہے لیکن دین اور پیغمبر اسلام کی جب بات آئے تو پھر کیوں کچھ نہیں؟

اور ہاں! اب وہ زمانے لد گئے جب لوگ سرنیہوڑائے ہر بات سنتے اور بلا دلیل مانتے چلے جاتے تھے، لفاظی اور شعلہ بیانی کے سحر میں مبتلا ہو جایا کرتے تھے.... اب پرانا دور نہیں رہا اب لوگ سوال اٹھاتے ہیں آخر ہم کریں تو کیا کریں ؟.... جائیں تو کہاں جائیں ؟ .... کوئی قانونی راستہ ؟.... کوئی سبیل ؟.... شر انگیزی اور گستاخی کی کوئی بریک ؟.... کوئی حل ؟.... اور جب لوگوں کو کوئی قانونی حل دکھائی نہیں دیتا، ریاست ان کو اطمینان نہیں دلاتی تب وہ ممتاز قادری بنتے ہیں.... ممتاز قادری پر تبرا نہیں شکستہ دل نوجوان کو کوئی قانونی راستہ، کوئی آئینی حل دلوانے کی بات کیجیے! یاد رکھیے! ممتاز ی قادری اور غازی علم دین ایسے لوگ فیس بک کی پوسٹیں پڑھتے ہیں نہ ٹوئٹس کو سامنے رکھ کر اپنے راستے تراشتے ہیں .... براہ مہربانی ملا کو الزام اور دشنام مت دیجیے ممتاز قادری ایسے لوگوں کا نہ کوئی مسلک ہوتا ہے اور نہ ان کا کوئی امام....

یہ دل کی باتیں ہیں اور انہیں دل والے ہی جانتے ہیں.... اب کسی تقریر اور تحریر سے جذبات کے اس طلاطم کو قابو کرنا ممکن نہیں کیونکہ ممتاز قادری اب ایک شخص نہیں رہا وہ ایک استعارہ بن گیا....ایک عنوان جس نے پاکستان میں اہانت رسول کی تحریک کا سوئچ آف کر دیا.... جس نے پاکستان میں اسلام کے مستقبل کے حوالے سے فکر مند لوگوں کے دلوں کو اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیا.... جس نے پاکستان میں لبرل ازم اور سیکولر ازم کے خواب دیکھنے والوں کے چہروں پر کالک مل دی.... جس نے پاکستان کے ملا اور مسٹر کو ایک صف میں لا کھڑا کیا.... ممتاز قادری ایک ایسی تحریک بن گیا جس نے تمام مسلکی دوریاں مٹاڈالیں.... جس نے پاکستانی مسلمانوں کی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کو اور پختہ کر دیا.. جس نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق و محبت اور عقیدت کے اتنے دیپ جلادیے ہیں جنہیں اب کوئی آندھی نہیں بجھاسکے گی ....لاکھوں تقریریں، کروڑوں تحریریں، ہزاروں تحریکیں وہ کام نہ کر پائیں جو ممتاز قادری کے جنازے اور ان کی شہادت نے کر دکھایا۔

ہم نے رسم محبت کو زندہ کیا، زخم دل جیت کر، نقد جاں ہار کر
ہم سے بزم شہادت کو رونق ملی، جانے کتنی تمناؤں کو مار کر
قید جان سے گزرنے لگے جس سمے، عقل کہنے لگی اک ذرا سوچ لے
اس کی رحمت میں پہنچے تو دل بول اٹھا، تونے جو کچھ کیا اس کو سو بار کر
کچھ نے دعوے محبت کے دائر کیے اور متاع دل و جان بچالے گئے
کوئی لایا دلیل محبت مگر خون کی اک اک بوند کو وار کر

☆☆☆☆☆

''ہمیں اللہ کے احکام کو بجالانا ہے، اس بات سے قطع نظر کے ان کے نتائج کیسے ہوں گے۔ آج بہت سے لوگ جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف دلائل کے انبار لے کر آتے ہیں کیونکہ ''نتائج'' اچھے نہیں ہوں گے۔ ہمارا جواب یہ ہونا چاہئے ''ہم نتیجے کے مکلف نہیں، جہاد فرضِ عین ہے، پس ہمیں جہاد کرنا ہے چاہے کتنے ہم سے ہمارے خاندان ہی کیوں نا چھین لے جائیں''۔

شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ

عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

پاکستان نے یہ دن بھی دیکھنے تھے۔؟ہر آنے والا دن پشت بمنزل بگٹٹ، بے لگام غلامی کی منزلوں پر منزلیں مارتا دوڑا چلا جا رہا ہے۔ابھی تحفظِ خواتین بل ہی سے بھر نہ پائے تھے کہ پوری قوم کی شرمساری کا سامان لیے شرمین عبید چلی آئی۔ قوم کی عزت بیچ کر آسکر ایوارڈ کمانے پر حکمرانوں کی شاباش کو ہر ذی شعور نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے دیکھا!خواتین کی ذلت و بربادی کی لا متناہی داستانیں جو مغرب کے چپے چپے پر بکھری ہیں انہیں چھوڑ کر خاندانوں کے تحفظ میں پلتی ذی عزت و وقات مسلمان عورت کی بدنامی کا یہ سامان؟حیف صد حیف!

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

شرمین نے اپنے چچا کو گل ہی سے اعداد و شمار مغرب کی عورت کی کسمپرسی کے وچھ لیے ہوتے تو چودہ طبق روشن کرنے کو کافی ہوتے۔ مغرب میں ٹوٹے برباد گھر، رُلی پٹی عورتیں، نہ ماں باپ کا آسرا، نہ شوہر نما کوئی مرد، نہ چچا نہ ماموں، نہ خالہ نہ پھوپھی، اندر گھٹ گھٹ کر سسکتا ممتا کا جذبہ کتے بلیوں چوہوں چھپکلیوں کی نذر! جب شام سے دربدر لوگ یورپ پہنچے تو خبروں کے مطابق اس میں بشار الاسدی فوج کے بھگوڑے بھی تھے۔وہاں راتوں کو نیم عریاں یورپی عورتیں مٹر گشت کرتی دیکھیں تو انہیں فاحشہ عورتیں سمجھ کر بے تکلفی دکھا دی۔ مصیبت کھڑی ہوگئی کہ یہ رُلی کھلی تو مغرب کی 'شریف زادیاں' تھیں! یہ تو دیگ کا ایک دانہ ہے۔ایسی کہانیاں تو گلی گلی موجود ہیں! نجانے پاکستان کے 'شریفوں' کو کیا ہوا! جو کچھ اس وقت ملک میں جاری و ساری ہے اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہوتے تو کوڑے برسا دیتے! غلامانہ دیوانگی، وارفتگی کی ساری حدیں توڑی جا رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں پوچھا ہے:

"بھلا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں؟اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیے)؟(یہ چیزیں بھی دیں)اور اس کو (خیر اور شر کے) دونور بھی دکھا دیے"(البلد:8-10)

اللہ تعالیٰ نے تو دو آنکھیں دی تھیں مگر وژن قائدانہ تو کیا ہوتی کانی بھینگی ہو کر آسکر ایوارڈ اور مغربی بہکی پھٹکی معاشرت کے مات مارے قوانین میں جا اٹکی۔ زبان اور ہونٹ دیے تو اللہ تعالیٰ نے تھے مگر....ڈالر کی دنیا پر دل آگیا۔ کرسی پر بیٹھنے کی دیر تھی کہ....

انہی کے مطلب کہ کہہ رہا ہوں

زبان میری ہے بات اُن کی

انہی کی محفل سجا رہا ہوں

چراغ میرا ہے رات ان کی!

اللہ تعالیٰ نے راستے تو دونوں نیکی بدی، دنیا آخرت، رحمن شیطان کے واضح کر دیے تھے۔ مگر کیا کیجیے! برادران گرامی شریف و دیگر ذی مقتدران امریکی کمبل سے جا لپٹے۔ "طویل المدت شراکت داری پر پاکستان اور امریکہ کا اتفاق"۔ یہ شہ سرخی جو تازہ ترین ہے سارے راز کھولے دے رہی ہے! شراکت داری میں ہمارے تعاون کا یہ عالم ہے کہ ہم نے وہ کچھ کر دکھایا جس پر اکڑ فوں جان کیری حیرت آمیز سرخوشی میں بیانات جاری کرتا ہے۔قرآن نے پول کھولا تھا کہ

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی۔ یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو"(البقرۃ:120)

یعنی ان کے رنگ ڈھنگ اختیار نہ کر لو(آسکر ایوارڈ، وعورت کو گھر سے نکال کر بورڈ، شیلٹر، ریمپ برائے کیٹ ڈاگ واک) دین کے ساتھ تم بھی وہی معاملہ نہ کرنے لگو جو یہ خود کرتے ہیں(لبرل ازم، سیکولرازم)انہی گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ جن میں یہ مبتلا ہیں(توہین انبیاء ورسل، اخلاقی گراوٹ)۔ سواندازہ کر لیجیے کہ کیری نے اپنی رضا کا پروانہ تھما دیا ہے! امریکی، مغربی وارفتگی میں تازہ ترین حصہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ممتاز قادریؒ کو پھانسی دینے کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والی آسیہ سے صرفِ نظر کرنے والے، قاتل ریمنڈ ڈیوس کو بچانے والے، اہانت کے ہر مرتکب کے پشت پناہیوں، محافظوں نے محافظ حرمت رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم کے لیے فیصلہ صادر کرنے اور عمل درآمد میں جو پھرتی دکھائی ہے وہ پورے ملک کو ششدر کر گئی۔ نوگیارہ سے آج تک حالیہ صلیبی جنگ اور اہانت رسول وتوہین شعائر اسلام مسلسل ساتھ ساتھ چلے

ہیں۔تاآنکہ پوری دنیا کو رواداری، برداشت، باہمی افہام تفہیم کی کہانیاں سنانے والے مغرب نے گستاخ رسول چارلی کی آواز میں آواز ملائی!

پوری دنیا کے قائدین نے یہ کہا: آئی ایم چارلی (میں بھی گستاخ چارلی ہوں)۔ ہمارے حکمرانوں نے ممتاز قادریؒ پر پھانسی لاگو کر کے ببانگ دہل یہی پکار لگائی ہے۔ایک طرف چارلی قطار اندر قطار ہیں، تو دوسری طرف قادری! میڈیا نے چارلی ہونا پسند کیا۔ گڑھے میں پھنسے گدھے کی بریکنگ نیوز دینے والا میڈیا گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھا رہا۔ یوم فحشِ عاق (ویلنٹائن) پر پورا دن شرم ناک رپورٹنگ کرنے والا میڈیا ملک بھر سے امڈنے والے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سیل پر اندھا گونگا بہرا بنا رہا۔ شرمین عبید کی بریکنگ نیوز سے دھیان بٹانے کا کام لیا گیا۔ پاکیزہ ملک کو (میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے) اہانت رسول کے تپتے پیاسے صحراؤں میں دھکیل دیا گیا۔ پیمرا نے چارلی بن کر دھمکایا: سنسنی خیزی نہ پھیلائی جائے"۔ جنازے کی کوریج سے روک دیا گیا۔ اُدھر منظر یہ تھا کہ ملک بھر سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ ان کہا خوف پھیلانے والے منہ دیکھتے رہ گئے۔ الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں۔ لیاقت باغ نے تاریخی جلسے جلوس مظاہرے دیکھے مگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیگے دل، بہتی آنکھیں، درود بہ لب بے مثل نظم وضبط کا ایسا منظر کہاں دیکھا ہوگا! پرویز رشید کو توجوتوں کا منہ دیکھنا پڑا (ایئرپورٹ پر ناراض مظاہرین کے ہاتھوں)۔ 30 سالہ ممتاز، ممتاز ترین ہوگیا!

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ

عشق ہے اصل حیات، موت ہے اس پر حرام!

اور پھر پھانسی کا پھندا لے کر عشق اور بھی تابناک ہوگیا!

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گل تابناک! جسے دیکھ کر پورا لیاقت باغ، شہر راولپنڈی کا منظر یہ تھا کہ دل میں صلوۃ و درود لب پہ صلوۃ و درود۔ یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے کہ جس قوم سے 78 ٹی وی چینلوں نے حیا، غیرت، عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکال پھینکنے کا ہر جتن کر ڈالا.... ایک چھینٹا خونِ شہادت کا پڑنے کی دیر تھی کہ مردے زندہ ہوگئے! شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے! اس جذبے کی گہرائی، گیرائی کا یہ عالم ہے کہ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے! شہادت کی خبر ملتے ہی زیر لب امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول رواں ہوگیا تھا: بیننی وبینکم الجنائز... ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ موت کے دن جنازے کی کیفیت سے ہوگا! شایانِ شان جنازہ دراصل قوم کی زندگی موت کا بھی فیصلہ کرنے کو تھا۔ بلیک آؤٹ کرنے والوں کو اپنے بلیک آؤٹ ہونے کے لالے پڑ گئے! میڈیا کے منہ پر قوم نے ایک خاموش طمانچہ جڑ دیا۔ جنگ یرموک میں ایک نوجوان مجاہد کے شوقِ شہادت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے بےتابی کے واقعے کو اقبال نے نظم کیا ہے۔ امیر لشکر سے (رومیوں/عیسائیوں سے برسرجہاد) اجازت لیتے ہوئے کہتا ہے بہ زبانِ ممتاز!

اے بوعبیدہ! رخصت پیکار دے مجھے

لبریز ہوگیا مرے صبر وسکوں کو جام

بے تاب ہو رہا ہوں فراق رسول میں

اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں

لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

اور ہم عاصیوں کی دنیا کا حال جان کر حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ممتاز ترین شہیدؒ نے کیا سنایا ہوگا؟ بہ زبانِ حالی اس کے سوا کیا کہ

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے!

کر حق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں

خطرے میں بہت جس کا جہاز آ کے کھڑا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی

ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے!

لبرل ازم کا خمار توڑنے کو جنازے کا خاموش پیغام کافی ہونا چاہیے۔ پتھر پھینک کر لہریں گن رہے تھے یہ۔ سولاکھوں لہریں گن لی ہوں گی۔

(بقیہ صفحہ 50 پر)

آخر شبِ دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ

ممتاز قادری رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد "شبِ دیدار" کے احوال ایک قلبِ مضطر کی زبانی

شہید کے دیدار کے لیے ہجوم شدید تھا اور چند رضاکار اس طرح بانس پکڑے کھڑے تھے کہ لوگ ان کے نیچے سے ہی گزر سکیں، بصورتِ دیگر ہجوم عاشقاں سب کچھ بہالے جاتا۔ شہید کی ایک جھلک کرواتے ہی وہاں موجود رضاکار آگے کو دھکیل دیتے....انتظامیہ کے نام پر بمشکل دس سے پندرہ لوگ تھے اور ہجوم عاشقاں تھا کہ اس کی جھلکیاں سب دیکھ ہی چکے ہیں....میں خیمۂ شہید میں داخل ہوا تو عینک کا ایک شیشہ ہجوم میں گر چکا تھا۔ تیز تیز گزرتے لوگوں میں میں ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکا...

ایسے میں جب کسی نے مجھے باہر جانے کو کہا تو میں نے ایک ادھیڑ عمر صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا، اپنی محرومی کے دو لفظ کہے اور ٹوٹی عینک کی طرف اشارہ کیا، الفاظ سے زیادہ چہرے پر برستی بے بسی کی کیفیت نے انہیں ترس دلا دیا۔ کچھ دیر کھڑا ہونے کو کہا اور پھر ہاتھ پکڑ لے چلے اور دیدار کروا دیا....پر ایک نظر میں سیری کہاں ہوتی ہے....محبت کی بے خودی بھی ایک سمندر ہے جو رستہ ڈھونڈ لیتا ہے....سو نظر بچا کر دیدار کروانے والے رضاکاروں میں شامل ہو گیا، رات پھر کتنے ہی لوگ اپنی دیوانگی کو رضاکاری کے لبادے میں چھپائے دوسروں کو دیدار کرواتے اور خود ہر دم شہید کے سامنے کھڑے اس چوکھٹ کی 'رضاکاری' اور چوکیداری پر خود کو نصیب والا شمار کرتے.... یہ جذبات پُرنم چہروں اور تمتماتے چہروں سے ہویدا تھے....وقاص، شہزاد، ہاشم تین کے نام مجھے یاد رہ گئے!

یہ ایک حویلی نما جگہ تھی، ایک طرف جمعہ بازار اور بالمقابل سرکاری پرائمری سکول اور درمیان میں مختصر سا میدان۔ اس میدان میں ہجوم عاشقاں تھا۔ جمعہ بازار کے ایک طرف سے دیدار کے لیے داخل کرتے اور دوسری طرف سے نکال دیتے۔ رات دس سے دو بجے تک شدید ہجوم کے ریلے کی کیفیت یہی تھی کہ شہید کے دیدار کے لیے جو قناتیں لگائی گئی تھیں، کئی بار اُکھڑنے کا خدشہ پیدا ہوا گیا۔ قریباً دو بجے یہ فکر ہوئی کہ پندرہ سے بیس افراد آنے والے بے شمار لوگوں کو کب تک اسی بدنظمی کی حالت میں زور زبردستی سے کنٹرول کر سکیں گے....

چنانچہ کچھ بھائی خیمے سے باہر نکلے، جمعہ بازار کے کونے میں لوہے کے پول اور بانس وغیرہ ڈھیر تھے....پرانی کرسیوں پر انہیں ٹکایا اور یوں کچھ حد بندی کا سامان ہوا۔

کافی تگ و دو کے بعد قطاریں بننا شروع ہو گئیں، کچھ مزید حضرات ہمارے ساتھ مل گئے اور باہر حویلی کے گیٹ تک اور اس سے بھی باہر قطار بنوا کر اس کو قائم رکھنے کی تگ و دو میں مصروف ہو گئے۔ ہر طبقہ فکر کا آدمی ان میں شامل تھا، اونچے شملے کی پگڑیوں والے نیازی بھی تھے اور قبائل و پشاور سے آنے والے گھیرے دار شلواریں پہنے پٹھان بھی.... کراچی کے بنگالی بہاری بھی تھے اور اسلام آباد بے بھی، دیہاتی لنگیوں میں ملبوس بزرگ بھی تھے اور گرد آلود چپلوں میں مزدور بھی تھے اور پینٹ شرٹ اور کوٹ ٹائی والے بابو بھی....ہری پگڑیاں تھیں تو تبلیغی عمامے بھی تھے اور، اونچے ٹخنوں اور ننگے سروں سے پہچانے جانے والے سلفی بھی، سیاہ عماموں والے دیوبندی، ڈبی دار رومال لیے جہادی، اور ہلکی داڑھیوں والے جماعتی سب ہی جمالِ شہید کا نظارہ کرنے وہاں موجود تھے.... بڑی تعداد کسی خاص ٹھپے کے بغیر عام نوجوانوں کی تھی....سب عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے سب امت محمد تھی!

دوست تو واپس جا چکے تھے ادھر گھر والے بھی لاعلم تھے کہ لڑکا کہاں غائب ہے....فون پر فون....کیا بتاتا کہاں ہوں اور کیا کر رہا ہوں!!! ہر دفعہ دماغ 'تھوڑی دیر بعد' کہلواتا اور ہر دفعہ ہی دل اس 'تھوڑی دیر بعد' کو کھرچ کر دور پھینک دیتا....لوگوں کے عجیب جذبات دیکھے....عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تحریریں لکھنا، تقریریں کرنا، نعرے لگانا اور چیز ہے....لیکن لوگوں کی انکھوں سے زیادہ بلیغ کوئی چیز نہ تھی جن کے سامنے اظہار کا ہر ذریعہ پیمانہ ہیچ تھا! کوئی کسی سے کچھ نہ کہہ رہا تھا.... عشق میں کہنے کو ویسے ہوتا بھی کیا....اور پھر حرف و صوت تو دل کی کہنے کے ذرائع ہیں اور جہاں آنکھیں اور چہرے خود سراپا دل ہو چکے ہوں وہاں کلام کی حاجت کہاں رہتی ہے!!!

جسدِ خاکی پر ایلیٹ فورس کے جوان متعین تھے....ایک مجھ سے کہنے لگا وہ جو پگڑی والے بزرگ آ رہے ہیں ان کو میں تین دفعہ پہلے دیکھ چکا ہوں لائن میں آتے ہوئے....قریب آئے تو 'پکڑے' گئے....کہنے لگے میں نفی نہیں کرتا لیکن اتنا دیکھ لو کہ میں تو مجبور ہوں رہا نہیں جاتا....بس آخری دفعہ دیکھ لینے دو بیٹا....!!! لوگوں کو روکتے سخت الفاظ کہتے ڈر بھی لگتا تھا کہ خود اپنا حال بھی لوگوں سے مختلف

تو نہ تھا....رات کے تیسرے پہر بھی لوگ کئی کلومیٹر کی قطار میں دھیرے دھیرے آگے سرکتے چلے آتے تھے....بہر حال اس نظم و ضبط سے بہت بڑی تعداد کا دیدار کرنا ممکن ہو گیا۔

تصاویر سے عام حالات میں بچنے کی کوشش ہی ہوتی ہے لیکن یہ عام حالات تو نہ تھے۔حافظ وقاص سے کہا دو تین تصاویر میری بھی لے لو بھائی! کبھی ہم بھی کہہ سکیں گے عشق کی انتہا کرنے والوں کو بچشم سر دیکھ رکھا ہے....ایک بار بڑی مشکل سے ہمت جمع کی اور شہید کی میت کے ساتھ جا کر کھڑا ہوا، نگاہیں اٹھانا محال تھا کہ ایک نام کا عاشق کام کے عاشق کے سامنے تھا....راضی برضا سراپا اطمینان چہرہ تو کس نے نہیں دیکھا لیکن براہ راست رخ روشن کے سامنے کھڑے رہنا....یہ آسان نہ تھا!!!میں تو ایک نظر دیکھنے گیا تھا لیکن شہید کے پاؤں میں بیٹھنا اور پاؤں چومنے کی سعادت بھی اللہ نے نصیب فرمادی....والحمدللہ!

درحقیقت اس رات کے تذکرے اقلیمِ سخن سے ماوراہیں....بس تب بھی اور اب بھی اور جب کبھی بھی یہ ذکر چھڑے گا ذریعہِ اظہار اشکوں کا امڈتا سیلاب اور سسکیوں بھری دعاؤں کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا!!!کاش میرے پاس کسی ابوالکلام یا شورش کا قلم ہوتا جس سے اس مبارک رات کے ذکر کا کچھ تو حق ادا ہو سکتا....کاش!

☆☆☆☆☆

بقیہ: غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی شہادت اور نظام شریعت کا احیا

جہاں جہاں یہ اہل سنت یا اہل سنت کے کسی مخلص گروہ کے خلاف صف آرا ہوں ان سے دفاع کیا جائے، ورنہ ان کا بھرپور نظریاتی رد کیا جائے اور ان کی صفوں میں موجود جہلا کو ان مکروہ عقائد سے بچنے کی تلقین کی جائے۔خبردار رہیے! کہ آنے والے دنوں میں پاکستان میں اہل سنت کے خلاف روافض کے سازشی منصوبے اپنے عروج کو پہنچنے والے ہیں، عسکری، جمہوری اور ذرائع ابلاغ کے اداروں پر مکمل تسلط کے بعد اہل سنت کے خلاف شام و یمن کی طرح ایک بھرپور محاذ گرم کرنے کی کوششوں میں مصروف شیعہ قوتوں کے منصوبوں کا بروقت سدباب نہ کیا گیا تو خاکم بدہن شام و عراق کی تاریخ یہاں بھی دہرائی جا سکتی ہے۔اس لیے مسلمانوں کے لیے ان تمام سازشی طبقات اور اداروں کے خلاف متحد ہو کر کھڑے ہونا اور دفاعی اقدامات کرنا ضروری ہیں۔

آخری گزارش

آخر میں تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے کسی جمہوری و سیاسی یا پرامن احتجاجی طریقے پر چلنے کی بجائے نبوی طریقے پر چلا جائے، اب بھی پرامن رہنا ہر گز کوئی خوبی نہیں بلکہ اب تو بات ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس تک پہنچ چکی ہے! کیا ہم اب بھی اس کفریہ نظام اور اس کے خائن، بے دین اور ظالم محافظوں کو اکھاڑ نہ پھینکیں! جب کہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ انہوں نے عملاً اس ملک کی باگ دوڑ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے، فلمیں اور کارٹوں بنانے والی قوموں کے سپرد کر دی ہے۔اب بھی گھروں میں پرسکون بیٹھے رہنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی اور ان کی ناموس سے غداری کرنے کے مترادف ہے۔اس لیے اپنے آپ کو اس بابرکت نظام یعنی نظام خلافت کی دعوت، اس کے عملی نفاذ کے نبوی طریقے یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں کھپایئے اور اس میں افراط و تفریط، شخصیت و جماعت پرستی سے بچتے ہوئے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شریعت یا شہادت کی راہ پر گامزن ہوں۔اللہ جل شانہ ہم سب کو اس پاکیزہ نظام کے نفاذ کی محنت کے لیے قبول فرمالیں، آمین!

☆☆☆☆☆☆

پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ!

ایک بین الاقوامی نشریاتی ادارے کی پاکستان میں ترجمانی کرنے والے دوست نے پوچھا کہ تمہارے خیال میں شرکا کی تعداد کیا ہو گی۔ عرض کیا کہ سیاسی جماعتوں کے جلسوں میں جتنے افراد کی تعداد کو میڈیا ایک ملین بتایا کرتا ہے، یہ اُس سے کم از کم چھ گنا زیادہ شرکا تھے۔

میں دن بارہ بجے راولپنڈی کے راجہ بازار میں داخل ہوا تو جانا پہچانا منظر بلکل بدلا ہوا تھا۔ سب سے بڑا تجارتی مرکز جہاں دن کے اوقات میں پیدل چلنا بھی دشوار ہوتا ہے اس وقت خالی پڑا تھا۔ تمام لوگ صرف ایک ہی سمت رواں دواں تھے۔ کسی کو راستہ پوچھنے کی حاجت تھی نہ کسی سے منزل کا پتہ پوچھنے کی ضرورت تھی۔ دیسی لبرلز کی دلیلوں جیسی پیچیدہ گلیاں بھی آج صراط مستقیم بنی ہوئی تھیں۔ ہر جانب سے لوگ امڈ رہے تھے اور ایک جانب کو رواں ہو جاتے۔ جس طرح بہار کے موسم میں چھوٹی چھوٹی ندیاں اور نالے دریا میں شامل ہو کر آگے کی جانب رواں ہو جاتے ہیں۔

تاریخی فوارہ چوک سے آگے کا منظر واقعی ایک انسانی دریا کا منظر پیش کر رہا تھا۔ باڑہ مارکیٹ کی گلی سے آگے نکل کر جب موتی مسجد تک پہنچے تو انسانی دریا کا پاٹ اس قدر بھر چکا تھا کہ رُک رُک کر چلنا پڑ رہا تھا۔ گوالمنڈی چوک پار کرتے ہوئے ایک منظر یہ دیکھا کہ ڈیوٹی پر موجود ایلیٹ فورس اور پولیس کے اہلکار ممتاز قادری کے حق میں نعرے بازی کر رہے ہیں۔ کالی وردی میں ملبوس ایک تنومند جوان باآواز بلند کہہ رہا تھا کہ ممتاز میرا بیچ میٹ تھا، لیکن کیا خبر تھی کہ وہ اتنے نصیبوں والا ہے۔ نیشنل آرٹ کونسل کے دروازے تک لوگ صفیں بنائے بیٹھے تھے۔ نئے آنے والے اس سے آگے بیٹھتے جا رہے تھے۔ میں نے صف میں بیٹھنے کے بجائے جائزہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کئی برسوں کی رپورٹنگ کی مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک طرف سے نکل کر مری روڈ کی طرف آ گیا۔ پہلے فیض آباد کی طرف چلنا شروع کیا، صفیں کمیٹی چوک کے انڈر پاس تک موجود تھیں، میں پلٹ کر لیاقت باغ کے سامنے سے ہوتا ہوا صدر کی جانب نکل گیا۔ جنگ بلڈنگ سے آگے مریڑ چوک کے قریب تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ موتی پلازہ کے پیچھے راولپنڈی میڈیکل کالج تک بھی صفیں نظر آ رہی تھیں۔ یہاں سے واپسی پر ایک بار پھر کالج روڈ پر مڑ گیا۔ جہاں سیور فوڈ سے آگے کرنل مقبول کے امام باڑے تک صفیں بچھی ہوئی تھیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ لیاقت باغ کے ہر اطراف تین کلومیٹر تک انسانی سر ہی دیکھائی دے تھے۔

ان میں بوڑھے، بچے اور جوان سبھی شامل تھے۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کا کوئی امتیاز تو تھا ہی نہیں۔ یہاں تو مذہبی اور غیر مذہبی کی بھی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ کلین شیوڈ ٹائی اور کورٹ پہنے ہزاروں افراد بھی موجود تھے اور جینز شرٹ میں بالوں اور داڑھی کے عجیب ڈیزائن بنائے کھلنڈرے بھی موجود تھے۔ پولیس کی وردیاں پہنے سیکروں اہل کار بھی صفوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وکلا بھی کالے کوٹوں میں ملبوس موجود تھے۔ اور تو اور میڈیا کے مکمل بلیک آوٹ کے باوجود درجنوں رپورٹرز، کیمرہ مین اور فوٹو گرافر بغیر کیمروں کے موجود تھے۔ یہاں تک کے اخبارات اور چینلز کے دفاتر کے اندر کام کرنے والے عملے کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔

یہ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہی نہ تھا، یہاں موجود ہر شخص کا سینہ بھی جذبات کا خزینہ تھا۔ ایسے جذبات کہ جو اس سے پہلے سُنے نہ دیکھے، بلکہ جن کا گمان تک نہ کیا جا سکتا تھا۔ ممتاز قادری کے حق میں نعرے لگانے والے پولیس اہلکاروں کا تذکرہ تو پہلے کر آیا ہوں۔ لیکن مجمعے میں نون لیگ کا ایک نومنتخب ناظم فٹ پاتھ پر چڑھ کر نواز شریف اور شہباز شریف کے خلاف نعرے لگوا رہا تھا۔ گُستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سزا..... سر تن سے جدا، سر تن سے جدا، کی صدا ہر سمت سے بلند ہو رہی تھی۔

جنازے میں نوٹ کی گئی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس میں شریک ہونے والوں میں کئی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی اعلیٰ قیادت بھی شامل تھی۔ جس میں خود نون لیگ کے کئی سینئر ورکرز بھی شامل تھے۔ لیکن کسی بھی لیڈر نے پروٹوکول اور روایتی کروفر کا مظاہرہ نہیں کیا۔ سیاسی اور مذہبی رہنماوں میں سے کسی نے بھی سٹیج پر جانے کی کوشش نہیں کی۔ سب کے سب نے عوام میں شامل ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ جماعت اسلامی کے امیر سراج الحق صاحب بھی تشریف لائے۔ اور انہوں نے بھی سڑک پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ نماز جنازہ کے اختتام پر جب لوگ واپسی کے لئے نکلنا شروع ہوئے تو بالکل حج کے موقعہ پر عرفات سے روانگی کا سا منظر تھا۔ لاکھوں افراد کا مجمع حکومت اور اُس کے مغربی آقاؤں کو یہ پیغام دے گیا کہ پاکستان محمد عربی صل اللہ علیہ وسلم کی امت کا ملک ہے۔ یہاں تم میڈیا کے زور پر لاکھ ملالہ اور شرمین جیسے جعلی ہیرو بناڈالو۔ یہ قوم انہیں جوتے کی نوک پر رکھتی ہے۔

اس قوم کا اصلی ہیرو غازی ممتاز قادری جیسا غیرت مند ہے، اور اس کو ہیرو تسلیم کروانے کے لئے کسی میڈیا کی ضرورت نہیں ہے۔

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا!

غازی ممتاز قادری رحمہ اللہ کی شہادت اور بعد ازاں تاریخ رقم کرتے جنازے کے اجتماع کے حوالے سے سوشل میڈیا پر غیرت دینی سے سرشار اہل ایمان نے شان دار و جان دار الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کیا اور غازی ممتاز رحمہ اللہ کی قربانی کو خراج تحسین پیش کیا۔ان میں سے چند احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں!

زبیر منصوری لکھتے ہیں:

"یہ ساری باتیں، جملے، الفاظ، احساس اور انداز کچھ بھی نہیں اگر کچھ ہے تو آقا کی نظروں میں آجانے کی ایک معمولی سی کوشش ہے۔ مجھے ان لبرل گستاخوں سے کیا لینا دینا میرا کونسا ممتاز قادری سے کوئی خونی رشتہ ؟ سچ تو بس اتنا ہے کی بورڈ گھسنے، وقت لگانے، بات کو مثر اور خوب تر بنانے اور بنا کر پھر سنوارنے اور نوک پلک درست کرنے کے سارے جتن بس اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو منانے اور ایک جام کوثر کی بھیک کے لئے ہیں!

ہم کیا ہماری اوقات کیا ہماری مجال کیا ہمارا قلم کیا، کمال کیا؟

اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال کیا!

بس نوکری پکی ہو جائے، غلاموں کی لسٹ میں کہیں دور پرے ہی سہی نام آ جائے، بس ان حقیر لفظوں کے صدقے اللہ معاملات کو ڈھکے رکھے، اور رحم کی بس ایک نظر ڈال دے تو اپنے پیسے پورے، اپنی دیہاڑی پکی!!!

باقی رہے نام سائیں کا....."

مزید کہتے ہیں:

"مسئلہ دو بندوں کا.... نہیں دو علامتوں کا ہے!

مسئلہ یہ نہیں قادری غلط تھا اور آسیہ کو سزا ٹھیک ہے یا غلط؟ مسئلہ یہ ہے کہ قادری اس وقت علامت ہے اس کیمپ کی جو اللہ اور اس کے رسول سے وفادار ہیں اور آسیہ کے پیچھے سارا کفر اور نفاق آن جمع ہوا ہے ان کے دلائل اور خیر خواہی ظلم کے خلاف ہوتی تو کھیت مزدور مظلوم عورتیں تو لاکھوں ہیں کبھی انہیں تو فرانس نے شہریت آفر نہیں کی؟ کبھی ان کے لئے تو کسی تاثیر کی زبان تر نہیں ہوئی کیا آسیہ ہی واحد مظلوم ہے؟

ماڈرن دشمن کا طریقہ واردات ہی یہی ہے کہ وہ آئی کون (علامتیں) بناتا ہے یا کسی اتفاق سے بن جانے والی علامت کو لیتا ہے اپنے میڈیا، اپنے بھاڑے ٹٹوؤں، اور بھٹہ مزدور دانش وروں سے ان علامتوں کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے اور پھر ان کو خوبصورتی سے ٹشو پیپر بناتا اور پھر ڈسٹ بن میں ڈال دیتا ہے۔

یاد رہے ہم..... ہم قادری نہیں خدا بیزاری کے مقابلہ میں خدا کے ساتھ کھڑے ہیں..... ہم قادری نہیں حق اور باطل کے مقابلے میں حق کے ساتھ ہیں..... ہم قادری نہیں سچ اور جھوٹ کے مقابلے میں سچ کے ساتھ ہیں۔ اور رہیں گے!

ہاں تم یہ سوچ لو کہ مرنے کے بعد تمہاری بات ٹھیک ہوئی تو ہمارا تو کوئی نقصان نہیں ہوا اور اگر ہماری بات ٹھیک ہوئی تو۔۔۔

"تیرا کیا بنے گا کالئیے ؟"

ایک اور سٹیٹس میں لکھتے ہیں

ممتاز کون ہے؟ اور سلمان کون؟.... یہ محض نام نہیں.... علامتیں ہیں .... استعارے ہیں.... الگ الگ کیمپوں کی ٹیگ لائنیں ہیں.... دیکھنے کے زاویئے ہیں.... سوچ کے انداز ہیں.... نفرت اور محبت کسی فرد اور شخص سے نہیں ان کرداروں سے ہے جو کوئی ادا کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہے۔

حیرت ہے لوگوں کو ایسے مواقع پر بھی دلائل درکار ہوتے ہیں جب خرد کا "عاجز" ہونا اس کے "عاقل" ہونے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ حیرت ہے ایسے لوگ جذباتیت کا طعنہ دیتے ہیں جن کے معمولی سے باپ کی شان میں گستاخی کر دی جائے تو وہ آپے ہی نہیں جامے سے باہر نکل آتے ہیں۔ یاد رکھو! جب قانون اور اس پر تیز رفتار عمل نہیں ہوتا تو منصب اور عہدوں کی پگڑیاں بازاروں میں لوٹ کا مال بن جاتی ہیں....

کمال ہے.... وہ میرے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر روتے تھے.... میرے لئے ان کی ایڑیاں سنگ زنی سے ایسی زخمی ہوئیں کہ خون سے جوتے بھر گئے، غشی طاری ہو گئی.... وہ اس روز بھی میرے لئے آہیں بھر رہے ہوں گے جب موسیٰ عیسیٰ اور ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام ہی نہیں جبرائیل و عزرائیل بھی خوف سے کانپ کر نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے....

تم جذباتی کہو یا اوندھے سیدھے دلائل دو (ویسے دلائل شیطان کے بھی بڑے مضبوط تھے) بات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر آئے گی تو مومنوں کے سروں کو گردنوں پر رہنے کا شوق ختم ہو جائے گا....

ظالمو! ایک ہی توٹوٹا پھوٹا اثاثہ ہے،
ذرا سی پونجی ہے
یہ بھی لٹادیں تو کیا منہ لے کر جائیں؟
تمہارے دلائل تمہیں مبارک
دیکھیں گے یہ محمد سے محبت کرنے والے رب کے میزان میں کیا مول چکاتے ہیں
...."

محمد وقاص خان لکھتے ہیں:

ایک نیم خواندہ پولیس کانسٹیبل (ممتاز قادری شہید) نے تن تنہا سیکولرازم کے طوفان کارخ موڑ دیا....

مادر پدر آزاد میڈیا کا پول کھول دیا....

ناموس رسالت کی طرف بڑھنے والے منہ زور گھوڑوں کو لگام دی۔ فرقہ پرستی کی لعنت میں مبتلا امت کو اتحاد و یگانگت کا ماحول فراہم کر دیا۔ اسے کہتے ہیں....نیت کا اخلاص....قربانی کی تاثیر....خون کی رنگت....

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام....

اور

بیچاری عقل ابھی محو تماشائے لب بام ہے....

زاہد صدیق مغل لکھتے ہیں:

ممتاز قادری کے اقدام کا "فوری قانونی" اور "تہذیبی اقداری" پہلو:

ممتاز قادری کے عمل کو محض کسی فوری و قتی واقعے کے طور پر دیکھنا تصویر کا مکمل رخ نہیں۔ وقتی و فوری قانونی پہلو کے لحاظ سے تو تقریباً سب ہی علماء اس پر متفق ہیں کہ اس کا عمل قانونی معیار پر پورا نہیں اترتا تھا، یعنی بغیر عدالتی کاروائی کسی کو اپنی ذاتی رائے کی بناپر یوں کسی جرم میں قتل کر دینا قانوناً و فقہی اعتبار سے غلط عمل ہے۔ جو علما اس کی پھانسی کے خلاف سراپا احتجاج ہیں ان کا موقف بھی یہ ہے کہ ان کے نزدیک سلمان تاثیر کا گستاخ رسول ہونا ثابت ہے لہٰذا اسے یوں ماورائے عدالت قتل کرنے والے کو ازروئے فقہ قصاص میں قتل کرنا جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو تعزیراً کوئی دوسری سزا دی جانی چاہیے تھی۔

یہ تو تھا اس عمل کا فوری واقعاتی پہلو۔ اس کا تہذیبی پہلو اس ماحول میں پنہاں ہے جس میں یہ انتہائی اقدام اٹھایا گیا۔ کیا یہ سمجھتے ہو کہ یورپ میں حضرت عیسی و موسی علیہما السلام کا کھلے عام مذاق بنانے کی روش ایک دن میں عام ہو گئی تھی؟ نہیں، اس کے پیچھے ایک طویل نظریاتی کشمکش ہے جو آزادی کے نام پر آسمان والے کو زمین والے جیسا معمولی، بلکہ اس سے بھی کمتر، بنا کر دکھانا چاہتی ہے، اور ہمارے یہاں ایسوں کی کچھ کمی نہیں جن کے قلوب کے اندر "اس حق کے حصول" کی تمنا بہت مچلتی ہے اور کبھی کبھار یہ ان کی زبانوں سے بھی جھلکنے لگتی ہے۔ سلمان تاثیر کے قتل سے چند روز قبل کے ٹی وی ٹاک شوز دیکھ لیں کہ ان میں کس بے باکانہ انداز میں ناموس رسالت کے قانون کے خلاف گفتگو ہونے لگی تھی۔ وہ ٹی وی پروگرامز بھی اس اقدام کا ایک سبب تھے۔ ایسے حساس، بلکہ بہت ہی زیادہ حساس، موضوع کو ٹی وی پر بیٹھ کر 'رائے عامہ ہموار کرنے' کے لئے 'مختلف سٹیک ھولڈرز' کو ایک ساتھ بٹھا کر 'فری ڈسکشن' کا شغل بنانا حماقت ہی نہیں بلکہ پرلے درجے کی حماقت ہے۔ ممتاز قادری کے اس عمل نے ایسے بے باک تجزیہ نگاروں، اینکر پرسنز اور سماجی و سیاسی شخصیات کی زبانوں پر لمبے، بلکہ بہت لمبے، عرصے کے لئے تالے ڈال دیئے۔ یوں سمجھئے کہ آسمان والے کو زمین والے کے مساوی بنانے کا عمل ہمارے یہاں بہت سی دہائیوں کے لئے کھٹائی میں پڑ گیا۔ ممتاز قادری کے عمل کا یہی وہ پہلو ہے جس نے اسے شہرت بخشی ہے۔ جو "نرے زمین والے" ہیں انہیں بھلا اس کی کیا خبر!

عائشہ غازی نے لکھا:

کوئی مجھے اچھا سمجھے یا برا، فلسفی سمجھے یا جاہل ....میں خود بھی اپنے حق میں ہوں یا اپنے خلاف ....جب حُب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات ہو تو مجھے کسی کی اپنے بارے میں رائے کی کوئی پرواہ نہیں....الحمد للہ....

کچھ ایسے ہیں، جو اس عدالت میں بظاہر جیت کر خوش ہیں اور اللہ کی عدالت میں رسوا ہوں گے ....کچھ وہ ہیں جو اس عدالت میں ہار کر اللہ کی عدالت میں باعزت قرار پائیں گے ....کیونکہ؟

اللہ کی عدالت میں فیصلے کے وقت واقعات کی ظاہری شکل، حکومتوں کا "رجحان" اور فیصلے کے "بین الاقوامی اثرات" نہیں دیکھے جاتے.... صرف نیتیں دیکھی جاتی ہیں....
تاثیر کی نیت اور ممتاز قادری کی "نیت" ہم پر واضح ہے.... قابل رحم ہیں وہ جنہوں نے دنیا کی زندگی کے بدلے اپنی آخرت خراب کی....

اسرار خان لکھتے ہیں:

"سیکولر، لبرل طبقے منہ کھولے حیران وپریشان مسلمانوں کو دیکھ رہا ہے کہ ان پر کس آسیب کا سایہ ہے کہ ممتاز قادری کے غم میں پاگل ہو رہے ہیں اور ایک عام مسلمان لبرلوں کی خوشیاں دیکھ کر حیران و پریشان ہے کہ کہتے تو یہ بھی خود کو مسلمان ہیں پر آج اتنے خوش کیوں ہیں؟ ایک عام آدمی سمجھتا ہے نبی سے جذباتی لگاؤ سے ہٹ کر بھی آیا کسی مسلمانی کا تصّور ہو سکتا ہے، مزید حیران ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کل تک تو یہ کسی بھی پھانسی کے مخالف تھے اور آج وہی پھانسی کا جشن منا رہے ہیں، عام آدمی سوچتا ہے منافق کا لفظ تو صرف مذہبی لوگوں کے لیے خاص ہے تو انہیں کیا کہیں؟
عام آدمی یہ نہیں سمجھتا کہ نہ غم منانے والے کسی قادری کا غم منا رہے ہیں نہ خوشیاں منانے والے قادری کی موت کی خوشی منا رہے ہیں - یہ نظریے، عقیدے اور علامت کی لڑائی تھی جسے سلمان تاثیر, راحیل شریف لبرل گروپ نے اپنے خیال میں فی الحال جیت لیا اسی لئے اس پھانسی پر نہ یورپی یونین کو اعتراض ہے، نہ پھانسی مخالف لبرلز، سیکولرز کو بلکہ لبرلز اس پر جشن منا رہے ہیں، وہ جشن ممتاز قادری کی موت کا نہیں اپنی جیت کا منا رہے ہیں کیونکہ انھیں بھی معلوم ہے کہ یہ لڑائی نظریے، عقیدے اور علامات کی ہے اور اگر انھوں نے لڑائی جیتنی ہے تو یہیں سے شروع کرنا ہو گا بس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کیسے بھی ہلکہ کرنا ہے تو سمجھو جیت ہماری مگر

ے نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا"۔

ایک اور سٹیٹس میں لکھتے ہیں:

"جب کوئی واقعی ہیرو کی موت مرتا ہے تو میڈیا کو ان کی فیملیاں روتے دیکھا کر زبردستی ہمدردیاں نہیں بنانی پڑتی، میڈیا کو دکھی گانے چلا چلا کر لوگوں کو دکھی نہیں کرنا پڑتا، میڈیا کو شہید شہید بار بار دھرانا نہیں پڑتا، میڈیا کو بتانا نہیں پڑتا کہ خدا کی قسم یہ ہیرو ہے، یہ شہید ہے...دنیا کو خود صاف نظر آہ جاتا ہے کہ کن کی لاشیں "؟" کا نشان منہ پر لے کر جا رہی ہیں اور کون سے امن سے مر رہے ہیں، question mark والوں کے ماں باپ بھی شک میں ہوتے ہیں کہ راحیل شریف نے تو بتایا ہے شہید ہے پر پتا نہیں ہے بھی یا نہیں اور ممتاز قادری جیسوں کے بارے میں کسی کو کچھ کہنا نہیں پڑتا، ان کا دکھ منانے والوں کو ان پر اتنا ہی رشک ہوتا ہے
مورخ ٹی وی دیکھ کر ہنس رہا ہو گا کہ وہ جس ہیرو کا ذکر لکھ رہا جس نے رہتی دنیا تک کا کردار بن جانا ہے اس کا ٹی وی پر کوئی ذکر نہیں"

نور اللہ نے لکھا:

کہا حضور نے اے عندلیب حجاز!
کلی کلی ہے تری گرمیٔ نوا سے گداز

یارب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سوز و گداز سے معمور و بے تاب ان بے قرار دلوں میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی محب کا وہ چراغ روشن فرمادے کہ جسوے کوئی مسلکی، فقہی، گروہی، سیاسی آندھی کبھی نہ بجھا پائے۔ یارب! جس سوختہ جاں و دیوانہ وار جذبات سے لبریز ہو کر ترے یہ دیوانے و فرزانے فقط تجھ سے، ترے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے صدقے دنیا کی ہر رکاوٹ عبور کرکے یہاں تک پہنچے، اے رب! اس مقام سے لوٹ کر جانے کے بعد شمع عشق کی اس چمکیلی ورو پہلی لو کو مدھم نہ ہونے دینا....اے اللہ! اس امت کے افتراق انتشار کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موسلا دھار بارش سے مٹا دے، ہٹا دے....
اے مولائے کریم! اتحاد امت کے اس عظیم خواب کو حقیقی ودائمی تعبیر عطا فرما، آمین یارب العالمین!

☆☆☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاتمین کے نام اور ان کو جہنم واصل کرنے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ

مولانا ولی اللہ شاہ بخاری فک اللہ اسرہ

گستاخ رسول ''بشر منافق''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں 3ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''اروہام جمیل(ابو لہب کی بیوی)''کا فرشتے نے گلا گھونٹ دیا۔

گستاخ رسول ''ابو جہل''دونوجوان صحابہ معاذ ومعوذ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''امیہ بن خلف''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں 2ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''نصر بن حارث''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں 2ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''عصما(یہودی عورت)'' نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۲ ہجری میں قتل ہوئی۔

گستاخ رسول ''خالد بن سفیان ھذلی'' کا سر حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا۔

گستاخِ رسول ''ابو عفک'' حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول''کعب بن اشرف'' حضرت محمد بن سلمہ اورحضرت ابو نائلہ رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ابورافع'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''ابوعزہ جمع'' حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۳ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''حارث بن طلال '' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''عقبہ بن ابی معیط'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں۲ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''مالک بن نویرہ''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''ابن خطل'' حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول''حویرث نقید'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ۸ ہجری میں قتل ہوا۔

گستاخِ رسول ''قریبہ (گستاخ باندی)'' فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی۔

گستاخ رسول خسرو پرویزشیرویہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ شخص (نام معلوم نہیں) خلیفہ ہادی نے قتل کروا دیا۔

گستاخِ رسول '' ریجی فالڈ (عیسائی گورنر)'' سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

گستاخ رسول ''ابراہیم فرازی شاعر''قاضی ابن عمرو کے حکم پر قتل کیا گیا۔

گستاخ رسول ''فلو را''(عیسائی عورت)کو۸۵۱ھ حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''میری'' (عیسائی عورت)۸۵۱ھ حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''پادری پر ٹیکٹس ''کو۸۵۱ھ قاضی اندلس نے قتل کر وا دیا۔

گستاخ رسول ''یو حنا''قاضی اندلس نے قتل کر وا دیا

گستاخ رسول ''اسحاق پادری'' کو۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''سانکو پادری'' کو۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''جر میا س پا دری '' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''جانتبو س پادری'' کو۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''سیسی نند پادری''کو۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''پولو س پادری'' کو۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''تھیوڈومیر پادری '' کو ۸۵۱ھ میں حاکم اندلس عبدالرحمن نے قتل کر وایا۔

گستاخ رسول ''یو لو جیئس پادری'' کو۸۵۹ھ میں فرزند عبدالرحمن حاکم اندلس نے قتل کروایا۔
گستاخ رسول ''آئیزک پادری''کو قاضی اندلس نے قتل کروا دیا۔
گستاخِ رسول ''راج پال'' غازی علم دین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول''نتھورام'' غازی عبدالقیوم شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول''شردھا نند'' غازی قاضی عبدالرشید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۲۶ ء میں قتل ہوا۔
گستاخ رسول ''پالامل زر گر'' کو ۱۹۳۴ء میں غازی حافظ محمد صدیق شہیدرحمہ اللہ نے قتل کیا۔
گستاخ رسول ''کپل سنگھ'' کو غازی غلام محمد شہیدرحمہ اللہ نے ۱۹۳۵ ء میں قتل کیا۔
گستاخِ رسول ''ڈاکٹر رام گوپال'' غازی مرید حسین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۶ء میں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''چرن داس'' میاں محمد شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۷ء قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''چنچل سنگھ'' صوفی عبداللہ شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۳۸ءمیں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''میجر ہردیال سنگھ'' بابو معراج دین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں۱۹۴۲ءمیں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''عبدالحق قادیانی''حاجی محمد مانک رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۶۷ءمیں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''بھوشن عرف بھوشو''بابا عبد المنان کے ہاتھوں ۱۹۳۷ءمیں قتل ہوا۔
گستاخ رسول ''چوہدری کھیم چند''منظورحسین شہید رحمہ اللہ کے ہاتھوں ۱۹۴۱ء میں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول ''نینو مہاراج'' عبد الخالق قریشی کے ہاتھوں ۱۹۴۶ءمیں ہاتھوں قتل ہوا۔

''لیکھرام آریہ سماجی'' کسی نامعلوم مسلمان مجاہد کے ہاتھوں قتل ہوا۔
گستاخِ رسول''ویر بھان'' بھی کسی نامعلوم مسلمان مجاہد کے ہاتھوں ۱۹۳۵ءمیں قتل ہوا۔
گستاخ رسول ''ہری چند ڈوگر''(سپاہی)کو غازی میا ں محمد شہید رحمہ اللہ نے ۱۹۳۷ءمیں قتل کیا۔
گستاخ رسول ''بھوشن عرف بھوشو'' کوغازی بابا عبدالمنان ۱۹۳۷ءمیں قتل کیا۔
گستاخ رسول ''چنچل سنگھ'' کو۱۹۳۸ءمیں غازی صوفی عبداللہ شہیدرحمہ اللہ نے قتل کیا۔
۱۹۳۸ءمیں کلکتہ میں ایک گستاخ غازی امیر احمدشہیداورعبداللہ شہید رحمہااللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔
گستاخ رسول''چوہدری کھیم چند'' کو۱۹۴۱ءمیں غازی منظور حسین شہیداور غازی عبدالعزیز شہیدرحمہااللہ نے قتل کیا۔
غازی عبد الرحمن شہیدرحمہ اللہ نے ایک گستاخ سکھ کومانسہرہ شہر میں قتل کیا۔
گستاخ رسول ''رام داس'' کوغازی مہر محمد امین اور غازی چوہدری محمداعظم رحمہااللہ نے ۱۹۴۶ءمیں قتل کیا۔
گستاخ رسول ''نینوں مہاراج''کو۱۹۴۶ءمیں غازی عبد الخالق قریشی رحمہ اللہ نے قتل کیا۔
گستاخ رسول ''لیکھر ام آریہ سماجی'' کو گمنام مسلمان مجاہد نے قتل کیا۔
گستاخ رسول ''پادری سیموئیل'' کو۱۹۶۱ءمیں غازی زاہد حسین نے قتل کیا۔
گستاخ رسول''یوسف کذاب''۲۰۰۰ءمیں کوٹ لکھپت جیل لاہور میں انجام کو پہنچا۔
گستاخ رسول ''ہیزرک بروڈر ایڈیٹر''کو جرمنی میں عامر چیمہ شہید رحمہ اللہ نے قاتلانہ حملے میں زخمی کیا،جو بعدازاں جہنم واصل ہوگیا۔
گستاخ رسول ''سلمان تاثیر '' کو۴جنوری۲۰۱۱ءمیں غازی ممتاز قادری نے قتل کیا۔

☆☆☆☆☆☆

آقا! او نجھ تے غریب آں پر دل تے امیر اے!

جیل میانوالی کی ہے!!!
میرا غازی علم الدین شہید ہے
آدھی رات ہے
مدینہ طیبہ کی طرف منہ ہے
عاشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا گونجتی ہے
آقا او نجھ تے غریب آں پر دل تے امیر اے!

....

جیل جہلم دی اے
عشق کا اک قیدی اے
غازی مرید حسین شہید اے
چکوال کی بستی کا رہنے والا ہے، مدینے کی طرف منہ ہے
اور دل عشقِ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا ہے
اور صدا بلند کرتا ہے
آقا او نجھ تے غریب آں پر دل تا امیر اے

....

جیل قصور کی ہے
اور قیدی غازی صدیق شہید ہے
رات کا سناٹا ہے اور عاشق کا تنہا قید خانہ ہے
لب پر درود کا نغمہ ہے اور دلِ بے قرار سے
اک صدا بلند ہوتی ہے
آقا او نجھ دے غریب آں پر دل تا امیر اے!

....

سات سمندر پار
اپنے وطن سے ہزاروں میل دور
اک قید خانہ ہے، جیل جرمنی کی ہے
اور آقا علیہ سلام کا ایک عاشق قید تنہائی میں ہے

نام عامر چیمہ ہے
بے انتہا ظلم و بربریت برداشت کر رہا ہے
رات کا وقت ہے کچھ لمحے کے لئے
آرام کا موقع ملتا ہے مگر عاشق کو آرام کہاں
دل میں گنبد خضرا کو بساتا ہے
اور فریاد کرتا ہے
سوہنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم او نجھ تے میں غریب آں
غریب الوطن آں پر دل تے امیر اے

....

کسی کو کیا پتہ تھا کہ چشم فلق اک بار یہ نظارہ دوبارہ دیکھے گی
آج جیل اڈیالہ کی ہے
اور عشق مصطفی صل اللہ علیہ وسلم کا ایک اور قیدی غازی ممتاز حسین قادری ہے
ہاتھوں میں ہتھ کڑی ہے، پاؤں میں بیڑیاں ہیں
اور گلے میں پھانسی کا پھندا
تصور میں مدینہ، زیر لب درود و سلام کے نغمے ہیں
اپنے دل کے قبلے گنبد خضریٰ کی طرف رخ ہے عشق کی آگ دل میں موجزن
آواز آتی ہے
سوہنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم!
او نجھ تے میں غریب آں پر دل تا امیر اے!

....

اور گستاخان رسول صل اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کی اصحابہ کرام کی سنت قیامت تک جاری رہے گی
جب جب کسی شیطان کی اولاد نے ایسی ناپاک جسارت کی تو کوئی نہ کوئی غازی سامنے ضرور آیا بلکہ یہ تو ہر مسلمان کی اولین خواہش ہے کہ وہ ناموس رسالت کے تحفظ اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے لئے اپنی جان قربان کرے

☆☆☆☆☆☆

ممتاز قادری کا عمل 'راہِ عمل' دِکھا رہا ہے

سلسبیل مجاہد

جنوری 2011ء میں سلمان تاثیر کو ہلاک کرنے کی غازی ممتاز قادریؒ کو سعادت ملی۔ فروری 2011ء کے نوائے افغان جہاد میں ممتاز قادریؒ کے اس حمیت دینی، غیرت ایمانی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گندھے عظیم عمل کو "راہ عمل" قرار دیتے ہوں مذکورہ ذیل مضمون شائع ہوا تھا، اُس وقت کے حالات کو سمجھنے اور "راہ عمل" کو از سر نو ذہن نشین کروانے کے لیے یہ مضمون دوبارہ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تاریخ اپنا آپ دہراتی ہے! بصیرت والوں کی عبرت کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے اور اندھے، گمراہ لوگ مزید بہک جاتے ہیں! ابو لہب کے نام سے کون واقف نہیں! جس نے سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑر کھی تھی۔ ذوالمجاز کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہتے "لوگو، کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، فلاح پا جاؤ گے" تو ابو لہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کر رہا ہوتا اور لوگوں سے برابر کہتا "لوگو یہ جھوٹا ہے، اپنے آبائی دین سے پھر گیا ہے"....

پھر اسی ابو لہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے لیے تم سے ملنا حرام ہے اگر تم دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا عتیبہ نے نا صرف طلاق دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کیا۔ مجسم رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے لب حرکت میں آئے۔ "اے میرے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے" پھر ایسا ہی ہوا۔ ابو لہب اپنے بیٹے عتیبہ کے ساتھ شام کے سفر پر تھا، بیاباں میں قافلے کا قیام ہوا۔ ابو لہب 'محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے خائف تھا، بیٹے کی حفاظت کا خوب انتظام کیا مگر رات کو ایک شیر آیا اور بدبخت، توہین رسالت کے مرتکب عتیبہ کو پھاڑ کھایا۔ اسے خدا کے غضب سے کوئی نہ بچا سکا۔ خود ابو لہب کا انجام بد بھی "تاریخ حرمت رسول" کا حصہ ہے۔

اس بدبخت نے ایک موقع پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (نقل کفر کفر نا باشد!) "ترے ہاتھ ٹوٹ جائیں" جواب آسمان والے نے دیا۔ پوری سورت نازل کی، سورہ لہب..... ابو لہب اور اس کی بیوی کے جواب میں اللہ تعالی کی تنبیہ کی صورت میں نازل کی گئی!

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ امْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

"ٹوٹ گئے ابو لہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ، اس کا مال و منال اس کے کچھ کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی بیوی بھی جو لگائی بجھائی کرنے والی تھی، اس کی گردن میں مونج کی رسی ہو گی"۔

ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹے، یعنی وہ اپنے مقصد میں قطعاً ناکام ٹھہرا۔ کفر و اسلام کے پہلے معرکے 'غزوہء بدر میں اس کے کئی نامور ساتھی جہنم رسید ہوئے تو زمین پر گر گیا، سات دن کے اندر اندر عدسہ (Pustule Malignant) نامی بیماری سے مر گیا۔ گھر والوں نے باہر پھینک دیا۔ لاش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ اتنے بڑے سردار کی لاش کو اجرتی حبشیوں نے دھکے دے دے کر ایک گڑھے میں پھینکا۔ یہ شاتم رسول کی سزا تھی جو رب العالمین کی طرف سے تھی۔ ساری سیکورٹی ناکام ہو گئی اور و رفعنالك ذکرك کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

تاریخ نے پھر اپنے آپ کو دہرایا۔ جب بدبخت گز گز بھر کی ناپاک زبانیں نکالے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی حمایت و معاونت کا علم بلند کرتا رہا، سر عام ناموس رسالت کی بے حرمتی کرنے والوں کی عزت و تکریم کا اعلان کرتا تھا، جس کو شریعت نے واجب القتل قرار دیا ہے اس کو بے گناہ و مظلوم ثابت کرنے پر تلا بیٹھا تھا تو بھول گیا اپنی گمراہی میں کہ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (الممتحنة: ۱)

اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو"۔

سلمان تاثیر تو اس بات کو فخریہ بیان کرتا رہا کہ اس نے ناموس رسالت کی ملزمہ کو بغیر ضمانت کے جیل سے نکالا و راپنے غیر ملکی آقاؤں کی دلجوئی کے لیے اس کی مدد کی غرض سے بیوی اور بیٹی سمیت اس کی عزت افزائی کے لیے گیا۔ وہ برملا کہتا رہا کہ وہ گورنر ہاؤس میں محفوظ ہے۔ اس کی سیکورٹی مضبوط ہے، کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ سیکورٹی گارڈز کے ہجوم میں، بلٹ پروف گاڑیوں اور کالے شیشوں والی گاڑیوں میں بیٹھے شاتم رسول تک رسائی ناممکن بنا دی گئی تھی۔ حفاظتی انتظامات ناقص تھے نہ کوئی کسر باقی تھی!

لیکن قانونِ الٰہی حرکت میں آ چکا تھا۔آسمانوں سے سزا سنا دی گئی تھی اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فرد کا انتخاب بھی ہو چکا تھا۔ جن دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہو وہ کیسے گوارا کر لیں کہ گستاخانِ رسول کے حمایتی دندناتے پھرتے رہیں اور عاشقانِ رسول تڑپتے ہی رہ جائیں کہ کب عدالتیں شاتم رسول کو سزائیں سنا کر ان پر عمل درآمد بھی کریں گی۔ معاملہ انتظار کا نہیں بلکہ ایمان کا تھا! یوم آخرت قانون پاکستان کی پاسداری جاں بخشی نہیں کرا سکتی تھی بلکہ اللہ کے قانون کے تحت اپنے مضطرب و بے قرار دل کی پکار پر لبیک کہنا باعث نجات ہو گا اور اگر حکومتِ وقت اس امر عظیم کو انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ طاقت بشری کے مطابق کوشش کرکے اللہ کی زمین کو شاتم رسول سے پاک وصاف کر دے کیونکہ یہ اظہار دین خداوندی کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے، جب تک زمین سے شاتم رسول کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مکمل دین اللہ کے لیے نہیں ہوتا ہے جو اللہ تعالی نے دیا ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال:39)

"اور ان سے اس حد تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ تعالی کے لیے ہو جائے"۔

سلمان تاثیر جیسے شخص کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔ قتل کے بعد اظہار یکجہتی کرنے والے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس شخص نے بارہا کتاب وسنت کے فیصلوں کا مذاق اڑایا تھا، اس کا بیٹا اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ میرا ابا سور کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتا ہے، اس کی بیٹی کہتی ہے کہ میرا باپ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے خلاف ہے۔ جو شخص مسلمان کا نکاح مشرکہ عورت سے جائز سمجھتا ہو بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہو، شرعی قوانین کو کالا قرار دیتا ہو، اس کی حمایت چہ معنی! سورہ لہب کا درس یہی ہے کہ تعلق اور حمایت ایمان کی بنیاد پر ہے۔ ورنہ کسی رشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے! مردانِ خدا ہمیشہ منحرف، جبار اور سرکش لوگوں کے خلاف برسرپیکار رہے ہیں۔ کفر، گستاخی اور بدی دریا کی جھاگ کی طرح ابھرتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔ سورہ لہب ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ گستاخانِ رسول کے ساتھ مداہنت برتنے کی تمام رسیاں کاٹ دی گئی ہیں۔

سرکار کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم پیغام یہ کفار کو سب مل کے سنائیں جو کوئی بھی مجرم ہے توہین رسالت کا عبرت کی اسے تصویر بنائیں۔ فدائیانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ رکا نہیں تھما نہیں ہر دور میں اللہ نے اپنے منتخب کردہ بندوں سے شاتم رسول اور ایسے بدبختوں کی حمایت کرنے والوں کو جہنم واصل کرنے کا کام لیا ہے۔ اسی لیے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان درازی کرتا تھا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، یہود یہ عورت اور قبیلہ خطمہ کی عورت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرنے کی وجہ سے اور اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

تاریخ برصغیر کو دیکھیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے سات شاتمین رسول کو سات عظیم شہدا (غازی علم دین شہید، غازی عبدالقیوم شہید، غازی محمد صدیق شہید، غازی عبداللہ شاہ شہید، غازی عبد الرّشید شہید، غازی میاں محمد شہید، غازی مرید حسین شہید) نے محبت رسول سے سرشار ہو کر جہنم واصل کیا۔ شہدائے ناموس رسالت میں غازی علم الدین شہید کا تذکرہ زبان زد عام ہے۔ جو صرف اکیس سال کی عمر میں ایک گستاخ رسول کو قتل کرکے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے فخر کا نشان بن گئے۔ فدائیانِ ناموس رسالت کا ایک گلشن ہے جس کا ہر پھول رنگ وخوشبو میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ رتبہ بلند جس کو ملا! سو یہ قافلہ اپنے جانثاروں میں اضافہ کرتا ہی چلا آیا ہے کبھی اس کا راہی غازی علم دین، کبھی عامر چیمہ اور کبھی ممتاز قادری ہوتا ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو کسی کسی کے نصیب کی بات ہے۔

یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں:

سلمان تاثیر کے قتل پر افسوس کرنے والوں میں صلیبی امریکہ کی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن سے لے کر دنیا بھر کے عیسائی بھی شامل تھے۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ تمام گرجا گھروں میں سلمان تاثیر کے لیے دعائیہ تقریبات کا انعقاد کیا گیا، نصرانی اُسے "شہید حق" قرار دیتے رہے، جب کہ نماز جنازہ کے لیے کسی محلے کی مسجد کے امام کا حصول بھی ممکن نہیں رہا۔ اخبارات کی خبر کا یہ حصہ بھی عبرت بنا رہا کہ پہلی مرتبہ پاکستان کے تمام علما نے متفقہ طور پر نماز جنازہ پڑھانے سے لاتعلقی کا اعلان کیا یہ عمل قابل تحسین

ہے۔ بادشاہی مسجد، سید علی ہجویری مسجد کے خطیب، جامع حنفیہ کے خطیب، حتیٰ کہ گورنر ہاؤس کی مسجد کے خطیب تک نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ دین سے علی الاعلان اظہار بیزاری کرنے والے کو مرنے کے بعد عجلت میں دفنا دیا گیا یعنی موت کے بعد بھی کوئی کام طریق مسلمانی کے مطابق نہ ہو سکا۔ کسی غیر معروف افضل چشتی نے 40 سیکنڈ کے قلیل وقت میں نماز جنازہ کی تکبیریں نمٹادیں۔ یہ عبرت کی جا ہے!

نصاریٰ کی تنظیمیں واویلا کر رہی ہیں کہ "تاثیر نے مسیحیوں کے لیے جان دی"۔ عیسائیوں کا اظہار یکجہتی اور عامتہ المسلمین کا اعلان برات! اللہ ہم سب کو اس عبرت ناک انجام سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔ سورہ اخلاص اور بسم اللہ بھی صحیح تلفظ سے ادا نہ کرنے والے "اکابرین" کے لیے یہ صورت حال شاید اتنی اہم نہیں لیکن امت مسلمہ کے لیے یہ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب سیکولر اور لادین مادہ پرست اپنی زبانوں کو لگام دینا ہو گی اور شرعی معاملات میں دخل اندازی کرتے وقت 'جان کی امان' سے ہاتھ دھونے کا فیصلہ کرنا ہو گا۔

فوج و پولیس کے لیے راہ نجات:

پولیس جیسے بدنام اور ایمانی جذبات سے عاری محکمہ کا ایک فرد اتنا بڑا کام کر جائے یہ روشن خیالوں کے لیے تو انتہائی اچھنبے کی بات ہے لیکن صاحب ایمان کے لیے نہیں۔ یہ وہ روشن مثال ہے جو ان اداروں سے وابستہ افراد کے لیے راہ نجات کا پتہ دیتی ہے۔ فوج اور پولیس میں موجود افراد کے لیے اگر اب اللہ کے دربار میں نجات کی کوئی امید ہے تو انہیں اسی راستے کا راہی بننا ہو گا، قوم پرستی کے بتوں کو ڈھا کر کلمہ لاالہ الااللہ بلند کرنا ہو گا۔ ممتاز غازی کا عمل ہر فوجی اور پولیس اہلکار کے لیے لائحہ عمل ہے کہ وہ اپنے افسروں 'جو اللہ کے باغی اور کفار کے ایجنٹ ہیں کو چُن چُن کر ڈھیر کر دے۔ ورنہ سرکاری سرپرستی میں جس طرح عامتہ المسلمین کا قتل ان لوگوں کے ذریعے کروایا جا رہا ہے وہ دونوں جہانوں کی ذلت و خواری کا سودا ہے۔ لبیک کہنے والے نے رب کی صدا پر لبیک کہہ کر نشان راہ دکھا دیا ہے۔ یہ مثال علامت ہے، استعارہ ہے 'جرات کا، ہمت کا، حریت کا، غیرت کا، صداقت اور شجاعت کا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن پر آزمائشوں کی ایسی جان لیوا گھڑیاں آتی ہیں اور وہ ان گھڑیوں میں سے کامیاب و کامران گزر کر ضمیرِ کائنات کو زندہ کر جاتے ہیں۔ فیصلہ تراتیرے ہاتھوں میں ہے 'دل یا شکم'! تاہم حکومت کی بوکھلاہٹ دیکھ کر ہم تو یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ سیکورٹی میں بھرتی ہونے والوں کے دل و دماغ کی سکیننگ کے لیے مشینیں درآمد کی جائیں تاکہ آئندہ مذہبی حمیت اور وفاداری سے عاری افراد کو جانچ کر علیحدہ کیا جا سکے اور اللہ کے باغی "فول پروف سیکورٹی" کے حصار مین رہیں لیکن یاد رکھو! کہ جب اللہ کی پکڑ آجاتی ہے تو "فول پروف سیکورٹی" کی دیواریں ڈھے جاتی ہیں، اُسی سیکورٹی کی چھت سر پر آپڑتی ہے اور اللہ کے دشمنوں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

صلیبی میڈیا کی پیروی میں مصروف پاکستانی میڈیا:

مغربی میڈیا نے اپنے تبصروں میں کہا ہے کہ سلمان تاثیر کی موت پاکستان میں روشن خیالی کے لیے شدید ترین دھچکا ہے۔ برطانوی اخبار گارجین لکھتا ہے کہ "سلمان تاثیر کی قبر میں روشن خیالی کا خواب بھی دفن ہو گیا۔ پاکستان کے لبرل عناصر کی آواز کمزور تر ہوتی جا رہی ہے"۔ بی بی سی کے مطابق "یہ قتل روشن خیالوں کے لیے شدت پسندوں کی جانب سے شٹ اپ کال ہے"۔ امریکی اور بھارتی میڈیا نے سلمان تاثیر کو ہیرو قرار دیا ہے۔ پاکستانی میڈیا کا رد عمل تذبذب اور ناپختگی کی طرف مائل تھا۔ میڈیا ایک واضح طرز فکر سامنے لانے سے گریزاں ہے۔ میڈیا نے علمائے کرام کے جنازہ نہ پڑھانے اور اس میں شرکت سے گریز کو کیوں ہائی لائٹ نہیں کیا۔ آزادی اظہار کا دم بھرنے والے تمام ذرائع ابلاغ نے متفقہ طور پر ہر ہر فرد سے اس قتل کی مذمت کا اقرار کروانے کی بھرپور کوشش کی ہے جبکہ عامتہ المسلمین اس قتل پر خوش تھے۔ اس خوشی و حمایت کو میڈیا میں مکمل طور پر بلیک آوٹ کر دیا گیا، لوگوں کی رائے اور ان کے جذبات کی عکاسی نہ کر کے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کی کوشش میں تمام اینکر پرسن ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ دینی مفلسی کا شکار یہ بے چارے اپنی نوکریوں کو پکا کرنے اور اپنی تنخواہوں میں اضافے میں مشغول ہیں، انجام سے بے خبر ہیں کہ قتل ہونے والا جس کردار کا مالک ہے اس کی حمایت میں کیا کما رہے ہیں۔ آزادی اظہار کا ڈھول پیٹنے والے 'عامتہ المسلمین کی رائے برداشت کرنے کا حوصلہ بھی نہیں رکھتے!

عامتہ المسلمین کے ایمانی جذبات!

حکومتیں کتنی بھی سر توڑ کوششیں کریں جذبہ ایمانی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا نہیں سکتی۔ سلمان تاثیر کے قتل پر جس طرح عامتہ المسلمین نے اپنے جذبہ ایمانی کا اظہار کیا ہے وہ امت مسلمہ کی زندگی کی رمق کی نشانی ہے۔ (بقیہ صفحہ 50 پر)

اسلامی موسم بہار!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل ''الربیع الاسلامی'' [اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے کہ شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا اُس وقت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔ [ادارہ]

امر خامس: اس سلسلہ کو شروع کرنے سے قبل یہ کہنا چاہوں گا کہ جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر کو پاکستانی اور امریکی بحریہ پر کارروائی کی مبارک ہو۔ انہوں نے اپنے بیانات میں واضح کیا کہ اس کارروئی میں انہوں نے امریکہ کو ہدف بنایا ہے۔ کیونکہ امریکہ سوریا، عراق، یمن، مالی، برما، بنگلادیش، افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور تمام مسلم ممالک پر مسلمانوں کے خون بہانے کا ذمہ دار ہے۔ میں اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ ان کی کوششوں میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کارروائی کو برصغیر میں موجود مسلمانوں قہر وذلت اور غلامی سے آزادی کا سبب بنائے۔

امر سادس: میں یہ کہنا چاہوں گا کہ امارت اسلامیہ قوقاز کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ ابو محمد داغستانی کا ان کے عزت و شرف والے پیغام پر میں ان کا بہت مشکور ہوں۔ اس پیغام میں انہوں نے علمائے امت کو بالعموم اور خاص طور پر مجھے اور اصحاب فضیلت مشائخ یعنی ابو محمد مقدسی، ابو قتادہ فلسطینی، ھانی سباعی، طارق عبد الحلیم اور ابو منذر شنقیطی حفظہم اللہ کو توجہ دلائی۔ انہوں نے اس پیغام میں مجھے دو مرتبہ عزت و تکریم سے نوازا۔ پہلی مرتبہ میرے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا جب کہ دوسری دفعہ انہوں نے میرا ذکر ان جلیل القدر علمائے کرام کے ساتھ کیا۔ میں تو صرف علم اور علمائے کرام سے بہت زیادہ محبت کرنے والوں میں سے ہوں۔ میں عالم بھی نہیں اور نہ ہی متعلم۔ میں نے اس پہلے بھی شامی بھائیوں کے بارے میں ان کے مبارک کلمات سنے تھے جس میں انہوں نے ان بھائیوں کو فتنوں سے محتاط رہنے کو کہا اور مسلمانوں کے خون اور ان کے عزتوں کے درپے ہونے سے بھی ڈرا یا تھا۔ انہوں نے اپنے ان مبارک کلمات کے ذریعے شامی بھائیوں کو منع کیا کہ

"تم لوگ یہ بات خوب اچھے طریقہ سے جان لو کہ بے شک فتنہ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو پاتی یہاں تک کہ تم باہم لڑائی اور مقابلہ کے لیے میدان میں آمنے سامنے ہو جاؤ گے۔ آپ لوگ بات چیت کی میز کے گرد بیٹھ جاؤ۔ اوپر کی قیادت اور محکمہ شرعیہ کی سمع وطاعت کرو۔"

میں فضیلۃ الشیخ ابو محمد سے کہنا چاہوں گا کہ آپ کی قیمتی نصیحت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہترین جزا عطا فرمائیں اور میں امید کرتا ہوں کہ میں خود اس کا اہل ہوں گا۔ ہمارے معزز ومکرم شامی مجاہدین کو قیمتی نصائح کرنے پر اللہ پاک آپ کو بہترین جزا عطا فرمائیں۔ بیشک اس فتنہ کی بابت مجاہدین کی اصلاح کے متعلق آپ کا موقف نہایت قابل عزت وشرف والا ہے۔ یہ قابل اتباع اسوہ ہے اور آپ پر محض اللہ جل وعلا کی توفیق ہے۔ اس توفیق ربانی پر اللہ پاک کی کثرت سے تعریف کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے میں آپ سے اور مسلم قوقاز کے مجاہدین سے محبت کرتا ہوں اور اس محبت پر اللہ پاک کو گواہ بناتا ہوں۔ اللہ جل وعلا میرے دل میں موجود مسلم قوقاز کی قدر ومنزلت خوب جانتے ہیں۔ آپ لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ میں نے چھے ماہ کے قریب داغستان میں گزارے ہیں جن میں بیشتر وقت سیز و ادین کے قلعہ کی جیل میں گزرا۔ اللہ تعالیٰ سے پوری امید کرتا ہوں کہ وہ قوقاز کے تمام مسلمانوں کو اسلامی سلطنت پھر سے لوٹا دے۔ یہ معاملہ شیشان کے راستے میں میری گرفتاری کی وجہ سے پیش آیا۔ اس عرصہ میں بہت سے فاضل بھائیوں کی شخصیت سے متعارف ہوا۔ اللہ پاک میری جانب سے ان کو جزائے خیر دیں اور ان کو میرا اسلام ودعا پہنچائیں۔ میں نے مسلم قوقاز کے اپنے شیشانی بھائیوں کی محبت میں کچھ اشعار فرسان تحت رایۃ النبی کی فصل داغستان بعد انقطاع السبب میں ذکر کیے ہیں۔ اللہ پاک کی مشیت سے میں اپنا یہ سفر مکمل نہ کر سکا۔ جیل سے رہائی کے بعد افغانستان منتقل ہو گیا، جہاں امام ومجدد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے ہمارا بھرپور استقبال کیا اور لمبہ عرصہ تک اپنی صحبت سے عزت وتکریم دی۔

آپ کا عزت و شرف سے پُر پیغام، جس میں آپ نے میرا نام ذکر کے میری تکریم کی، یہ ایک واضح دلیل ہے کہ ہماری امت ایک ہے اور ہماری خوشی اور درد والم ایک ہے۔ اسلام دشمنوں کا ہماری تقسیم و تفریق کی مسلسل کوششوں کے باوجود اسلامی اخوت باقی ہے۔ اللہ پاک نے ہمیں اس کا مکلف بنایا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا احسان جتلایا ہے۔ وان یریدو ان یخدعوك

مجھے آپ سے امید ہے کہ میری اور میرے بھائیوں کو نصیحت وارشاد کرنے میں بخل نہیں کریں گے اور اپنی نیک دعاوں میں یاد رکھیں گے۔ میں آپ کو اس بات کی خوشخبری دیتا ہوں کہ یقیناً ہم ایک عظیم فتح کے دھانے پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کے لیے آسانی پیدا فرمائیں گے تاکہ میں آپ کے علم اور حکمت سے مستفید ہو سکوں۔ وماذلک علی اللہ بعزیز

امر سابع: میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں اپنے مسلمانوں اور مجاہدین کو قیدی بھائیوں کے حق کی یاددہانی کرانا چاہوں گا جو قید تنہائی کی سلاخوں کے پیچھے اور بندشوں و رکاوٹوں اور پابندیوں کے بوجھ تلے بہت زیادہ صبر کرنے والے ہیں۔ دین متین اور امت کی نصرت کی خاطر ذلت کی سختیاں جھیلنے والے ہیں۔ ان صبر کرنے والوں میں سر فہرست پوری دنیا کی ہماری قیدی بہنیں ہیں۔ بالخصوص ہماری بہن شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ کی بیوہ حسناء، صفوی امریکی حکومت کی جیلوں میں موجود ان کی بہنیں، امریکی جیل میں ہماری بہن عافیہ صدیقی، ہماری بہن ھیلہ القصیر اور جزیرۃ العرب میں ان کی بہنیں اور ہر جگہ میں موجود ہماری قیدی بہنیں۔

جن بھائیوں کے پاس یرغمالی موجود ہوں، میں ان بھائیوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان کے تبادلہ کی کوشش کریں۔ اپنے مطالبوں میں قیدی بہنوں کو مقدم رکھیں اور جتنا ممکن ہو سکے اس سے کم کی بات نہیں کریں سوائے اس کے کہ آپ کو کوئی ضرورت و حاجت مجبور کر دے۔ اگرچہ یرغمالی ان کے پاس ہزار سال گزار دیں یا وہ رہائی پانے والی قیدی بہنوں کے مقابل ہماری ہزاروں بہنوں کو قید کر لیں۔

اپنے خراسان کے بھائیوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے وارن سٹائن کے تبادلہ میں امریکہ کی جیل میں موجود قیدیوں کا مطالبہ رکھا اور ان میں ہماری بہن عافیہ صدیقی اور شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ کی بیوہ حسناء شامل ہیں۔

اسی طرح اپنے قابل احترام جبہۃ النصرہ کے بھائیوں کو بھی سلام پیش کرتا ہوں اور ان کا انتہائی مشکور و ممدوح ہوں کہ اللہ پاک نے ان کے ذریعے سے دین کی نصرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے جہاد اور ان کے بھائی اسلام کے شیروں کے جہاد سے پوری دنیا میں خلافت علی منہاج النبوۃ کا احیاء فرمائیں گے۔ ایسی خلافت جو شریعت کی حاکمیت و بالادستی قوی و ضعیف اور امیر و مامور پر قائم کرے گی۔ ایسی خلافت جو شوریٰ، مسلمانوں کی رضامندی، مسلم عوام کی عزت و آبرو کی حفاظت، عہدوں اور سچائی کو پورا کرنے والی ہو۔ افراط و تفریط سے منزہ پاک وصاف عقیدہ کی حامل، تکفیری سوچ کے تسلط، حکومت کی لالچ سے پاک اور حاکم بننے کی خواہش سے منزہ خلافت ہو۔ اللہ تعالیٰ جبہۃ النصرہ کے شیروں کی زندگیوں میں برکت دیں جنہوں نے راھبات کے بدلہ میں ایک سو باون قیدی بہنوں کا تبادلہ کیا۔ ان اسیرات میں رہائی پانے والی ایک ماں بھی اپنے چار بچوں کے ساتھ مجرم بشار کی جیل میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ جبہۃ النصرہ کے شیروں کی حیات میں ڈھیروں برکتیں نازل فرمائیں کہ انہوں نے اب لبنانی حکومت سے بھی ہماری قیدی بہنوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ اللہ پاک ان بھائیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو مزید قیدی بھائی اور بہنوں کو رہا کروانے کی توفیق دیں۔ انہوں نے قابل اتباع پاکیزہ نمونہ واسوہ کی بہترین مثال قائم کی۔ اللہ پاک سے دعا گو ہوں کہ ان کے قول و عمل میں اخلاص اور ان کی کاوشوں کو قبولیت عطا فرمائیں۔

پوری دنیا کے مسلمان اور مجاہدین بھائیوں کو امریکی جیلوں میں موجود قیدیوں کے متعلق یاددہانی کرواتا ہوں۔ ان میں سر فہرست ہمارے بیڑیوں میں مقید شیر ہمارے استاذ شیخ و قائد عمر عبدالرحمن حفظ اللہ ہیں۔ اللہ پاک ان کی رہائی کی جلد سبیل عطا فرمائیں۔ پوری طاقت سے جھپٹنے والے یہ شیر اپنی پھانسی کی موت کے مطالبہ کے وقت جج کے سامنے کھڑا تھا، ان کے پاوں ڈگمگائے نہیں، نہ ہی متزلزل ہوئے اور نہ ہی پیچھے ہٹے۔ انہوں نے طواغیت کی کرسیوں کو ہلا دینے والی اپنی بلند آواز میں کہا کہ

"اے سپریم کورٹ برائے ریاستی سیکورٹی کے مشیر یقیناً حجت پوری ہو گئی، حق ظاہر ہو گیا اور دو آنکھوں والی صبح طلوع ہو گئی۔ تیرے اوپر فرض ہے کہ تو اللہ جل و علا کی شریعت کے مطابق فیصلہ صادر کرے

اور اس کے احکامات کی عملی تنفیذ کرے۔ اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو کافر و ظالم اور فاسق آدمی ہے۔"

پینٹاگون، تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنسلوانیا پر تاریخی فدائی حملوں کے مدیر ہمارے اسیر بھائی شیخ خالد فک اللہ اسرہ کی بھی یاد دہانی کرواؤں گا۔ رافضی صفیوں کی قید میں موجود بھائیوں اور افغانستان، جزیرۃ العرب، روس، مغرب اسلامی، شام، عراق اور صومال میں طواغیت کی جیلوں میں موجود تمام قیدی بھائیوں کی بابت یاد دہانی کرواتا ہوں۔

اے اسلامی جہادی بھائیو! ہمارے قیدی بھائی اور بہنوں کی رہائی کا واحد راستہ قوت ہے۔ اللہ ہی سے مدد و نصرت طلب کرو اور کسی قسم کی کمزوری مت دکھاؤ۔ میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔۔ ان شاءاللہ آنے والی مجلس میں ملاقات ہو گی۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

یہ وقت ہے ایک مضبوط دوٹوک موقف کا! گروہی، مسلکی، جماعتی تنازعات بالائے طاق رکھ کر اتاترک فارمولے آزمانے پر کمربستہ حکمرانوں کو کماحقہ باور کروانا ہوگا۔ یہ پاکستان ہے جس کی ولدیت (بقول ڈاکٹر اسرار) اسلام ہے۔ مٹھی بھر ڈالر پسند طبقے کے ہاتھوں اسے لبرل ازم کی بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکتا۔ نوجوان نسل اور عورت کے حوالے سے کیے جانے والے خلاف قرآن وسنت، خلاف آئین اقدامات ٹھنڈے پیٹوں قبول نہیں کیے جاسکتے! جذباتی، دیوانی قوم ہے۔ اگر اٹھ گئی تو ساری لبرل ازم سیکولرازم ہوا ہو جائے گی! کہاں اسیر زلف ورخسار بنائے جانے کی مہمات.... کہاں ممتاز عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم! جو حیات جاوداں سے ہم کنار کر دے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے جنگ مول لے رکھی ہے۔ قرآن، سود خوری پر اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ سناتا ہے۔ اللہ کے ولیوں سے دشمنی پر حدیث میں اعلان جنگ ہے۔ ممتاز قادری، جید علمائے کرام، اہل دین کا قتل اور ان سے دشمنی کر کے ہم یہ جنگ چھیڑے بیٹھے ہیں!

اللھم احفظنا!

(یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ممتاز قادریؒ کا عمل، راہِ عمل دکھا رہا ہے!

یہ جذبہ قابل تحسین ہے، لیکن صرف یہی کافی نہیں! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے تو ہر محاذ میں صلیبیوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف تلوار اٹھانی ہو گی۔ اس جہاد میں مصروف مجاہدین اسلام کی نصرت و حمایت کے لیے اپنا حصہ ڈالنا ضروری ہے۔ دامے درمے قدمے سخنے اس جنگ میں مجاہدین کا ساتھ ہی راہ نجات ہے اور صلیبیوں کی ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔ یہی جدوجہد ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ووقار کے تحفظ کے لیے ہے۔

اے میرے الہ! تو نے جیسے ابولہب کو گستاخیوں کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں جھونکا..... آج بھی ہر رشدی ملعون کے لیے آگ کے شعلے بھڑکا..... وہ قوم جو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر تیری قدرت کا مذاق اڑائے اس پر آگ برسا..... شعلے بپا کر..... انہیں دوزخ کا ایندھن بنا.......... ! یا عشاق کے بازوؤں میں توانائی پیدا کر..... کہ وہ اس طبقہ مترفین احتساب خود کر سکیں

ہمارے رب! تو نے ام جمیل کی گندی گردن میں رسے ڈالے! تیرے جلال کا تجھے واسطہ! ہر تسلیمہ نسرین کی گردن میں بٹے ہوئے رسے ڈال! مسلمانوں کو شعور عطا فرما کہ وہ سمجھیں..... وہ جانیں..... ان کا عقیدہ ہو..... محکم ایمان..... مضبوط نظریہ ..... ناقابل شکست تصدیق

آبروئے ما زنام مصطفےٰ است

☆☆☆☆☆

نظام آل سعود کے ہاتھوں مجاہدین کا قتل

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ والحمدللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم، اما بعد

دنیا بھر میں موجود میرے میں مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ! امابعد:

ذرائع ابلاغ نے نظام آل سعود کے ہاتھوں قتل ہونے والے چالیس سے زائد مجاہدین کی خبر کو چھپایا جن کو نمر النمر کے ہمراہ قتل کی گیا۔ جہاں تک اس (نمر النمر) کا تعلق ہے تو وہ سعودی عرب کے مشرقی حصے سے تعلق رکھنے والا ایک ایرانی ایجنٹ تھااور اس کا قتل نظام آل سعود اور ایرانی روافض کے درمیان عرب خطے میں طاقت کے حصول کے لیے کشمکش کی ایک شکل ہے۔ لیکن یہ سب کچھ بھی باقاعدہ امریکہ کے مکمل فرمانبرداری اور اجازت سے ہو رہا ہے۔

جب اہل عرب نے ظالموں کے خلاف شدید بغاوت برپا کی تو نظام آل سعود نے زین العابدین کو پناہ دی اور سیسی کی مدد کی، جبکہ ایران نے ایک ڈاکو کے بیٹے ڈاکو بشارالاسد کی پشت پناہی کی۔ اسی دوران، یمن میں انہوں نے لٹیروں کے خلاف برپا انقلاب کے خلاف خفیہ طور پر مشترکہ منصوبہ بندی کی۔ پس ایران نے مسترد شدہ صدر کی پشت مضبوط کی جبکہ نظام آل سعود نے اسکے کے نائب کی۔

اور جہاں تک شام کی بات ہے تو وہاں یہ دونوں مجاہدین کے خلاف ایک شدید قسم کی جنگ میں مصروف ہیں: آل سعود امریکہ کے ہمراہ جبکہ ایران اپنے روسی اتحادیوں کے ساتھ۔ درحقیقت یہ سب مجاہدین کی تباہی اور ان کے ہاتھوں سے قائم ہونے والی کسی بھی اسلامی ریاست کے خاتمے کے لیے متفق ہو چکے ہیں۔

ایران نے نمر النمر کے اوپر دنیا بھر میں ماتم کا اہتمام کیا۔ اور وہ کہ جن پر کوئی آنکھ نہ روئی، وہ مجاہدین تھے، امریکہ کے حقیقی دشمن، جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پکار پر لبیک کہا کہ "جزیرۃ العرب سے مشرکین کو نکال دو"۔ اور وہ اللہ سے کیے گئے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے اس عہد پر قائم رہے کہ: "میں اللہ کی قسم کھاتا ہو جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے اونچا کیا، کہ امریکہ اور امریکہ میں بسنے والے اس وقت تک امن نہیں دیکھ پائیں گے جب تک کہ ہم اسے فلسطین میں نہ دیکھ لیں، اور جب تک تمام کفری افواج سرزمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ نکل جائیں"۔

پس میں اللہ سے امت کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہوں اور اللہ ان کے جہاد، اسلام کو فتح دلانے کے لیے دی گئی قربانیوں اور بلاد الحرمین سے مشرکین، ان کے مددگاروں، مرتدین اور خائنین کو نکالنے کے لیے کی جانے والی کوششوں کو قبول فرمائے۔

میں ان کے خاندانوں، پیاروں اور ان کے بھائیوں سے تعزیت بھی کرتا ہوں اور عرش عظیم کے مالک اللہ رحمان ورحیم سے ان کے لیے صبر واستقامت، معاملات کی درستگی، ایمان سے لگاؤ اور ان کے لیے جزائے خیر کی دعا کرتا ہوں۔

مختصراً میں تین پیغامات دینا چاہتا ہوں:

پہلا پیغام مجاہدین کے لیے ہے: میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا بہترین انتقام صلیبی صیہونی اتحاد کو ذبح کرنا ہے۔ جہاں تک ہو سکے ان کے مفادات کا پیچھا کریں۔ آل سعود کو جو چیز سب سے زیادہ تکلیف دیتی ہے وہ ان کے آقاؤں کو تکلیف پہنچنا ہے کیونکہ پھر وہ اپنے موجودہ نگہبان چوکیداروں کو چھوڑ کر کسی اور کا بندوبست کریں گے۔

دوسرا پیغام: جزیرۃ العرب میں ہمارے لوگوں، ان کے علماء، امراء اور قبائلی بزرگوں کے لیے ہے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ آپ اس متعفن نظام سے چھٹکارا حاصل کر لیں جس نے آپ کی دین و دنیا اجاڑ دی ہے اور جو کبھی بھی صفوی یا امریکی خطرے سے آپ کا دفاع کرنے کے قابل نہیں، مگر ان کے مجرم اسی طرح آزاد ہوتے رہیں گے جیسا کہ الصباح؟

اسی طرح میں جزیرۃ العرب میں موجود مخلص علما کو ان کا وہ کردار یاد دلانا چاہوں گا جو اس مسلم کش، مرتد اور مسلمانوں کے وسائل لوٹنے والی مغرب کے محافظ نظام کے مقابلے میں اچھائی کی دعوت اور برائی سے منع کرنے کی ہے۔

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "کونسا جہاد سب سے اعلی ہے؟"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا"۔ (بقیہ صفحہ 56 پر)

شام تمہارے پاس امانت ہے!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ و آلہ و صحبہ و من والاہ۔

ایھا المسلمون فی کل مکان! السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد!

میرا یہ بیان ریاض کانفرنس کے حوالے سے ہے لیکن سب سے پہلے میں تمام روئے زمین پر برسرپیکار مجاہدینِ اسلام کے حضور ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں جو قید وبند کی صعوبتیں جھیلتے مرد وخواتین کی رہائی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

اس حوالے سے خاص طور سے بلادِ شام میں اللہ کے شیروں اور بیت المقدس کے پہرے دار مجاہدینِ جبہۃ النصرۃ کا ذکر کرنا چاہوں گا جنھوں نے لبنانی حکومت سے اسیروں کی رہائی کو ممکن بنایا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو فرحت بخشی اور آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت پر انہیں دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائیں اور روزِ قیامت کے لیے میزانِ حسنات میں جمع فرمالیں۔ آمین

عزیز بھائیو! قیدیوں کا تبادلے کا یہ مبارک عمل در حقیقت اللہ کی طرف سے سے عطا کردہ فتح تھی جس میں آپ نے اسیر بھائیوں اور بہنوں کو رہائی دلائی اور علاج و دوا کی صورت میں مہاجرین کی امداد کی، اس عمل نے ثابت کیا کہ آپ امت کے دفاع کے لیے سرگرم ہیں، اس پر ہونے والے ظلم اور ان کی تکالیف کے خاتمے کے لیے مصروف عمل اور عزتوں کے رکھوالے ہیں۔ اللہ اس پر آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ جبہۃ النصرۃ کے عزیزو! آپ نے دنیا بھر کے مجاہدین کے لیے نمونہ پیش کیا ہے۔ اسی نہج پر قائم رہیے! نیکیوں میں مزید آگے بڑھنے، برائیوں کو ہر ممکن طریقہ سے دور کرنے کی کوشش جاری رکھیں اور کلمہ توحید پر جہادی صفوں کو اکٹھا کرنے کی مبارک کوششوں میں مصروف رہیں اس لیے کہ اتحاد ہی نصرت کا دروازہ ہے۔ غالیوں اور تکفیریوں میں سے جو بھی خیر کی طرف بڑھنا چاہیے اُس کے لیے اپنے سینوں کو کشادہ رکھیں!

میرے مسلم اور مجاہد بھائیو! ریاض کانفرنس اور اس کے ساتھ ساتھ سعودی عرب کا امریکی مفادات کی تکمیل کے لیے نام نہاد 'دہشت گردی کے خلاف اتحاد' کا اعلان .... دونوں ہی سعودیہ اور اس کے حواریوں کے حربے ہیں جن کا مقصد تحریکِ جہاد اور بالخصوص جہادِ شام کو صراطِ مستقیم سے منحرف کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اقدامات شام کی تحریکِ جہاد کو قومیت و وطنیت کی دلدل میں دھنسانے اور ناکامیوں کی بھینٹ چڑھانے کا منصوبہ ہیں بالکل اسی طرح جیسے بہارِ عرب کو بالآخر بے اثر کرکے رکھ دیا گیا۔

اس صورتحال میں محاذِ شام پر موجود مجاہدین و مرابطین کو میری بار بار نصیحت ہوگی کہ اس خبیث حکومت سے خبردار رہیں اور اِس کی سیاہ تاریخ کو فراموش نہ کریں جو دشمنانِ اسلام کی مسلسل خدمت گزاری پر مشتمل ہے! یہ عبدالعزیز بن سعود ہی تھا جس نے برطانیہ کے ساتھ 1915ء میں معاہدۂ عقیر کیا، یہ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف پہلی جنگِ عظیم میں شرکت کا معاہدہ تھا۔ معاہدے میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ برطانیہ آل سعود کی حمایت کرے گا اور اس کے بدلے آل سعود برطانیہ کے علاوہ کسی دوسری حکومت سے اتحاد نہیں کریں گے، یہاں 'دوسری حکومت' سے مراد سب سے پہلے خلافتِ عثمانیہ تھی۔

1937ء میں جب فلسطین میں (برطانوی قبضے کے خلاف) تحریک اٹھی تو عبدالعزیز نے تحریک کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنے دو بیٹوں کو روانہ کیا اور ملک غازی اور امیر عبداللہ کے ہمراہ اپنا مشہور بیان جاری کیا: "ہم فلسطین کی موجودہ صورتحال پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اپنے برادر عرب بادشاہوں اور امیر عبداللہ کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ آپ خون ریزی سے ہٹ کر امن و سلامتی کا راستہ اختیار کریں اور اس بارے میں برطانوی حکومت کی اچھی ساکھ کو مدنظر رکھتے ہوئے عدل و انصاف کی برطانوی یقین دہانیوں پر اعتماد کریں۔ آپ یقین رکھیں کہ آپ ہمیں اپنی کوششوں میں مددگار پائیں گے۔" اس طرح فلسطینیوں کو فریب دلا کر تحریک کو کمزور کر دیا گیا۔ دوسری جنگ عظم کے اختتام کے بعد 1945ء میں عبدالعزیز آل سعود نے امریکی صدر روزویلٹ سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات اپنا قبلہ برطانیہ سے امریکہ تبدیل کرنے کے لیے تھی۔ اس طرح جزیرۃ العرب کے بحر و بر اور قیمتی ذخائر پر امریکہ کی اجارہ داری قائم ہو گئی اور بدلے میں ضمانت دی گئی کہ امریکہ عبدالعزیز کی آل اولاد کو جزیرہ نمائے عرب پر حاکم باقی رکھے گا۔ اس کے بعد خیانتوں کی داستان طویل تر ہے۔ روس کے خلاف جہاد جب فتح کے قریب پہنچا تو پاکستان اور سعودیہ کی مداخلت سے

امریکی پٹھو مجددی کی حکومت تشکیل دی گئی، پھر سعودی حکومت نے پاکستان میں شیخ اسامہؒ کو قتل کروانے کی منصوبہ بندی کی تو انہیں سوڈان جانا پڑا۔ یہاں بھی سوڈانی حکومت پر آل سعود نے پورا دباؤ ڈالا کہ وہ شیخ اسامہؒ اور ان کے ساتھیوں کو ملک بدر کر دیں ، پھر جب وہ مولوی یونس خالصؒ کے پاس جلال آباد پہنچے تو سعودیہ نے ان سے بھی شیخؒ کو نکال باہر کرنے پر اصرار کیا۔امارت اسلامیہ افغانستان سے شیخ رحمہ اللہ کی حوالگی کا مطالبہ تو اتنا شدت سے کیا گیا کہ ترکی الفیصل ' ملا عمرؒ سے شیخ اسامہؒ کا مطالبہ کرنے خود قندھار پہنچ گیا جس پر امیر المومنین رحمہ اللہ نے اسے کافی وشافی جواب دے کر واپس پلٹا دیا۔ سوڈان کی خانہ جنگی میں سعودیہ نے جان گرینج کو ہتھیار دیے اور جنوبی یمن میں کمیونسٹوں کو اسلحہ فراہم کیا۔

اسرائیل کے حوالے سے فہد اور عبداللہ دونوں نے 1967ء سے پہلے کے اسرائیلی قبضے کو قبول کرنے کا اعلامیہ جاری کیا۔

سعودیہ ہی سے افغانستان اور عراق پر صلیبی حملے کرنے والے طیارے پروازیں بھرتے رہے اور یہ سلسلہ آج بھی عراق و شام کے لیے جاری ہے۔اس کے بعد جب عرب عوام نے انقلاب برپا کیے تو سعودیہ نے تیونس کے فرار ہونے والے حاکم زین العابدین کو پناہ دی، یمن کے معزول حکمران علی عبداللہ صالح کی جگہ عبدربہ منصور کو لا بٹھایا اور اخوان کے مقابل سیسی کی حمایت میں پورا زور صرف کر دیا۔

آج بھی جہاد اور مجاہدین کے خلاف سعودی عرب کا مکروہ کردار اسی تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔

آج سعودیہ مجاہدین شام کے مابین اختلافات کو ہوا دے کر افغان جہاد اول میں اپنے خبیث کردار کا اعادہ کر رہا ہے جس کا مقصد جہادی صفوں کو تقسیم کرکے شام پر کسی مجددی، عبدربہ منصور، سیسی یا باجی قاید السبسی کو مسلط کرنا ہے تاکہ امریکی مفادات اور اسرائیل کی سلامتی کا تحفظ کیا جا سکے۔

اے مجاہدینِ شام! ماضی کے تلخ تجربات تمہارے سامنے ہیں اور تاریخ تمہیں خبردار کر رہی ہے کہ شام میں سعودی عرب کا کردار فتنہ وفساد، اسرائیل کی حمایت اور اسلامی حکومت کی راہ روکنے کے سوا کچھ نہیں۔اس لیے ان کی سازشوں اور ان کی کانفرنسوں دونوں سے خبردار رہیں! آپ اُس سے زیادہ انہیں نہیں دے سکتے جو مرسی نے دیا لیکن اِس کے باجود انہوں نے مرسی کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سعودیہ آپ کو عزت وعظمت دے سکتا ہے نہ حریت وآزادی سے ہمکنار کر سکتا ہے، جو ایک چیز سے خود ہی محروم ہو اور کسی دوسرے کو کس طرح وہ چیز دے سکتا ہے! سعودیہ اور اس کے حواری مغربی صلیبی جنگ کے مہرے ہیں جن کا مقصد عالم اسلام اور وعرب دنیا میں وطن پرست قوانین کے تحت ایک سیکولر ریاست قائم کرنا ہے۔چنانچہ ہر مجاہد پر لازم ہے کہ وہ "وسیع البنیاد حکومت" یا "سول سٹیٹ" جیسی اصطلاحات سے ہرصورت پرہیز کرے جن کامفہوم سیکولرز کے ہاں متعین ہے اور ان اصطلاحات سے سیکولرز کا مقصد اللہ کے دین کو پس پشت ڈال کر انسانی خواہشات کو راسخ کرنا اور اس کے بالتبع حصولِ لذت اور مادی فوائد کو دنیا کا معیار بنانا ہے۔عراق وشام میں میرے مجاہد بھائیو! قرآن کریم نے جہاد کا ہدف ان الفاظ میں متعین کر دیا ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ (الانفال:39)

"اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ شرک کا غلبہ نہ رہنے پائے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔"

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے واضح فرما دیا ہے:

من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا فهو فی سبیل الله

"جس نے اللہ کے جھنڈے کی سربلندی کے لیے قتال کیا تو یہ ہے اللہ کی راہ میں ہونا"۔

اس لیے لازم ہے کہ ہمارا جہاد اور ہماری جدوجہد اسلامی ریاست کے قیام کے لیے ہو جس کا سپریم لاء اسلامی شریعت ہو گی، وطنیت کی حدبندیاں اور قومیت کے فرق اس کے نزدیک کالعدم ہوں گے اور اُس کا ایمان صرف دارالاسلام کی وحدت اور اخوت ایمانی پر ہو گا۔

چنانچہ شام میں کسی بھی جہادی تنظیم کے ہاں موجود مہاجرین کو 'اجنبی' کے زمرے میں ڈالنا ممکن نہیں بلکہ وہ ایمان وعقیدہ کے بھائی ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کی مدد ونصرت کے لیے اپنا خون بہایا ہے۔

ان مہاجرین کو کسی بھی صورت میں شام سے نکالنا اسلام کے احکامات کی صریح خلاف ورزی ہوگی، بھلا یہ کیونکر ممکن ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو مومنین کا مرکز قرار دیا ہے۔

شام اور دنیا بھر کے مجاہد بھائیو! آپ کو بار بار یہی نصیحت ہے کہ اپنی ہجرت و اسیری اور جان ومال کی عظیم قربانیوں کے ثمرات کو سیاست کے بازی گروں کی سودے بازی کے نتیجے میں چند بے کار سیکولرز کے حوالے نہ کر دینا۔ یہ شریعت کے اصولوں سے علیحدگی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اس طرح وہی المیہ دہرایا جائے گا جو ایک زمانہ پہلے دہرایا جا چکا ہے اور اس بات کا ثبوت ہوگا کہ ہم نے بہارِ عرب کے افسوسناک اختتام سے کچھ نہیں سیکھا۔

جہادِ شام میں شریک دنیا بھر کے مجاہدو! شام تمہارے پاس ایک امانت ہے۔ اس امانت کو نصیریوں، سیکولروں اور صفویوں سے بچائے رکھنا اور صلیبی حملوں سے اِس کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہنا۔ اس امانت کو غالی تکفیریوں کے حوالے بھی نہ کر دینا جنہوں نے القاعدہ کی قیادت کی تکفیر کی، جن کا دعویٰ ہے کہ حوثیوں کے مقابل کوئی موحد اُنہیں للکارنے والا نہیں ہے (القاعدہ فی الیمن انصار الشریعۃ کی طرف اشارہ ہے جو حوثیوں سے برسرپیکار ہیں) جنہوں نے امارت اسلامیہ کے سرفروشوں کو رکیک حملوں کا نشانہ بنایا، اُنہیں آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دیا اور اکثر مجاہدینِ شام کی تکفیر کی۔

جب شام کے اکثر مجاہدین نے شرعی عدالتوں کے قیام کی تائید کی تو ان لوگوں نے شرعی عدالتوں کے قیام سے فرار کی راہ اختیار کی اور اپنے اس فرار کے باوجود اُن مجاہدین کے عقیدے کو نشانہ بنانے میں راحت محسوس کرتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں شریعت کی حاکمیت کے لیے کھپا دیں۔ کیا اس کے بعد بھی ان لوگوں کو شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کی امانت سونپی جاسکتی ہے؟ پھر انہوں نے نامعلوم مقام اور نامعلوم تاریخ میں نامعلوم لوگوں کی بیعت پر ایک ایسے شخص کی خلافت کا 'اعلان فرمایا' جو خلافت کا مستحق ہی نہیں ہے بلکہ اس کی تو اپنی گردن میں امارت اسلامیہ کی بیعت کا قلادہ ہے! اس پر مستزاد 'خلافت' کی خبر دینے والا وہ (عدنانی) ہے جس کی بات جھوٹ اور لعن طعن کی بنا پر ویسے ہی قبول ہی نہیں کی جاتی.... اس طرح یہ فساد در فساد آپ کے سامنے ہے!

ان کا دعویٰ ہے کہ القاعدہ اپنے اسلاف کی غلطی پر مُصر ہے۔ جبکہ شیخ اسامہؒ کے مقابل تو یہ خود کھڑے ہیں کیونکہ شیخ رحمہ اللہ تو اعلان کر چکے تھے کہ ملا محمد عمرؒ کے لیے ان کی بیعت 'بیعتِ عظمیٰ' ہے اور وہ تو اس سے بھی آگے بڑھ کر مسلمانوں کو بھی اس بیعت کی طرف دعوت دیتے رہے ہیں۔ یہ تکفیری شیخ ابو حمزہ المہاجرؒ کے مقابل کھڑے ہیں جو ملا محمد عمرؒ کی بیعت توڑنے والے کو شراب اور زنا سے بڑے گناہ کا مرتکب سمجھتے تھے اور اس بیعت کو خلافت کی بیعت قرار دیتے تھے، جیسا کہ دستاویزات سے واضح کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ شیخ ابو حمزہؒ اپنے بیانات میں ملا محمد عمرؒ کو "الیٰ ولی امرنا ملا محمد عمر" یعنی ہمارے ولی الامر ملا محمد عمرؒ کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔

پھر ان کا تکفیری جنون اور غلو اس قدر بڑھا کہ انہوں نے مجاہدین جبہۃ النصرۃ اور دیگر مجاہدین کی بیویوں کو زانیہ قرار دے دیا۔ اس سے پہلے یہ القاعدہ کو اس زانیہ سے تشبیہ دے چکے ہیں جو عفت وعصمت کا دعویٰ کرتی ہے۔ یہ ہے ان کا حقیقی معیار اور یہ ہے پستیوں کا سفر جس میں یہ اور نیچے گرتے جا رہے ہیں!

جیسا کہ اس سے پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں، شیخ ابو خالد السوریؒ کی شہادت مجھے الجزائر میں شیخ محمد السعیدؒ اور شیخ عبدالرزاق الرجامؒ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی یاد دلاتی ہے۔ ان دو حضرات کا قتل الجزائر میں جماعۃ الجیا کی اخلاقی شکست کی علامت تھی جس کے بعد وہ میدانِ معرکہ میں بھی شکست سے دوچار ہوئے۔ اسی طرح شام میں شیخ ابو خالد السوریؒ کی شہادت ان کے قاتلوں کی اخلاقی ہزیمت کا پتہ دیتی ہے جس کے بعد میدانِ عمل میں ان کی شکست دور کی بات نہیں۔ ابو خالد! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

شیخ ابو خالد السوریؒ کے قتل نے غالی تکفیریوں کی جدید نسل اور قدیم خوارج کے درمیان ایک واضح فرق ہمارے سامنے رکھ دیا ہے: خوارجِ اول جو کرتے تھے اُس

کا فخریہ اظہار کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا تو چیخا: "حکم اللہ ہی کے لیے ہے تمہارے اور تمہارے اصحاب کے لیے نہیں!" آج کے تکفیری چھپ کر قتل کرتے ہیں اور چونکہ بزدل ہیں اس لیے اپنے اندر اتنی اخلاقی جرات نہیں پاتے کہ قدیم خوارج کی طرح اپنے کرتوت کو سرعام قبول کر سکیں۔ اپنے کیے کا اعلان کرنے سے ڈرتے ہیں مبادا ان حقیقی چہرہ نہ کھل جائے۔ ابو خالد السوریؒ کو ان بزدلوں نے شہید کیا لیکن اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کی۔

اس کے ساتھ ساتھ جدید اور قدیم خوارج میں اور بھی ایسے فرق موجود ہیں: مثلاً قدیم خوارج جھوٹ کو کفر سمجھتے تھے جبکہ جھوٹ آج کے غالی تکفیریوں کا وطیرہ ہے۔ ان کے رہنما جھوٹ بولتے ہوئے ذرہ برابر نہیں شرماتے، آج ایک چیز کا اقرار کریں گے اور کل سب کے سامنے ڈھٹائی کے ساتھ اس کا انکار کر دیں گے۔ اولین خوارج عہد شکنی کو کفر قرار دیتے تھے، آج کے غالی تکفیریوں کے ہاں اقتدار کے چکر میں ایک سے دوسری بیعت کی طرف چھلانگ لگانے کو 'سیاسی مہارت' سمجھا جاتا ہے! قدیم خوارج تو گناہوں پر تکفیر کرتے تھے، آج کے غالی تکفیری جھوٹ اور بہتان باندھ کر تکفیر کرتے ہیں بلکہ شریعت کی اطاعت پر بھی تکفیر کر دیتے ہیں!! اسی طرح اولین خوارج کی تکفیر ان کے عقیدے کا حصہ تھا جبکہ آج کے غالی تکفیری سیاسی مصلحتوں اور فوائد کی بنا پر تکفیر کرتے پھرتے ہیں۔ جو ان کی حمایت کرے یا اُس کی طرف نسبت کرنے میں یہ خود کوئی فائدہ محسوس کریں وہ قابل تعریف قرار پاتا ہے اور اُس سے اپنی حمایت اور تعریف کی گزارش کی جاتی ہے تاکہ عوام الناس میں اپنا مقام بنایا جا سکے۔ البتہ جو کوئی ان کے مخالفت کرتا ہے تکفیر و تفجیر اور ابعاد و استبداد کے منہج کے تحت اُس کو جھٹلانا اور لعن طعن کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کی تکفیر کر دیتے ہیں۔

مجلہ دابق (Dabiq) مجھے عبدالرحمٰن امین کے رسالہ (ھدایۃ رب العالمین) یاد دلاتا ہے، (یہ رسالہ الجزائر کے تکفیریوں کا منشور تھا!) یہ زوال کی علامت ہے۔ اسی طرح ادلب میں فتح کے بعد مسجد اریحا (ادلب، شام) میں دھماکہ اور روزہ داروں کے قتل سے عبدالرحمٰن الخلیفی وغیرہ کا مسجد انصار السنہ ام درمان (سوڈان) پر حملہ اور نمازیوں کا قتلِ عام نظروں میں گھوم جاتا ہے۔ اِس کے بعد ان تکفیریوں نے شیخ اسامہؒ کے مہمان خانے پر بھی حملہ کر دیا۔ جب الخلیفی سے مسجد پر حملے کا پوچھا گیا تو کہنے لگا کہ یہ مشرکین کی عبادت گاہیں ہیں۔ اور شیخ اسامہؒ کے مہمان خانے پر حملہ کیوں؟ جواب تھا "اس لیے کہ اسامہؒ سب سے بڑھ کر گمراہ ہے چنانچہ میں نے سوچا کیوں نہ اسی سے آغاز کروں!"۔ پشاور میں غالیوں نے میری تکفیر اس لیے کی کہ میں افغان مجاہدین کو کافر قرار نہیں دیتا تھا اور شیخ ابو محمد المقدسی حفظہ اللہ کی تکفیر اس لیے کر دی کہ وہ میری تکفیر نہیں کرتے تھے۔

یہ لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ اہل سنت والجماعت کے منہج پر ہیں اور گناہ پر تکفیر نہیں کرتے۔ یہ عین وہی دعویٰ ہے جو جماعۃ البغدادی کیا کرتی ہے کہ وہ اہل سنت کے مذہب پر ہے لیکن لوگوں پر جھوٹے الزامات لگا کر ان کی تکفیر کرتے پھرتے ہیں بلکہ اتباع کتاب و سنت پر بھی تکفیر کر دیتے ہیں۔ مثلاً ابو سعد الحضرمیؒ کی تکفیر اس لیے کی کہ وہ جیش الحر سے جہاد پر بیعت لیتے تھے۔ جب میں نے مظلوم مسلمانوں کے انقلابات کی تائید کی تھی اور کتاب و سنت کی ہدایات کے مطابق اسیر مرسی کے لیے دعوتی بیان جاری کیا تھا تو اس ٹولے نے اس گمان پر میری تکفیر کر دی کہ میں اکثریت کا پیروکار ہو چکا ہوں اور کفر بالطاغوت سے عاری ہوں۔ درحقیقت اس کا سبب یہ ہے کہ میں ان کی خونِ مسلم بہانے کی خواہشات کی راہ میں حائل تھا۔ میں مصر میں انواع و اقسام کے تکفیریوں کے درمیان رہ چکا ہوں، ستر کی دہائی میں میں نے ایک قلمی رسالہ بھی ان کے رد میں لکھا تھا۔ یہ لوگ نوجوانوں کی نیک فطرت اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کے جذبے سے غلط فائدہ اٹھاتے تھے چنانچہ بہت سے نیک طینت اور حق کے متلاشی افراد بھی ان میں شامل ہو گئے تھے۔ اس میں خوشخبری یہ تھی کہ تکفیری گروہوں میں شمولیت اختیار کرنے والوں میں سے اکثر لوگ حق واضح ہونے کے بعد ان سے نکل گئے۔ یہ لوگ اپنے سابقہ تجربے کی روشنی میں منہج اہل سنت پر پہلے سے زیادہ سختی سے کاربند اور مسلمانوں کے مال جان کی حرمت کے حوالے سے پہلے سے کہیں زیادہ محتاط ہو گئے۔

یہ چیزیں ہمیں ابھارتی ہیں کہ ہم مسلسل ان تکفیریوں کو دعوت دیتے رہیں، ان پر حقائق کو واضح کرتے رہیں اور ان کے پروپیگنڈے کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے

رہیں کیونکہ ذرائع ابلاغ جتنا بھی صورتحال کو مسخ کر کے دکھادیں اصل حقیقت حال کو بدلنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔اس لیے کہ سچ اور جھوٹ اپنی جگہ نہیں بدلتے ،وفا ہمیشہ وفا اور غداری بدستور غداری ہی رہتی ہے۔

محاذ شام کے مجاہد بھائیو! روافض، نصیریوں، سیکولرز اور صلیبیوں کا شیطانی اتحاد تمہارے گرد تانے بانے بُن رہا ہے اور اس کی کوشش ہے کہ مجاہدین کی صفوں کو توڑ دیا جائے اور سب ایک دوسرے سے لڑنے لگیں۔اس لیے اپنے عقیدے پر سختی سے جم جاؤ! اپنے رب پر توکل کرو اور اُس ذات پاک کے بعد اپنے آپ اور اپنی امت پر اعتماد رکھو اور پٹرول کی خلیجی منڈیوں کے مغرب کے دلالوں سے خبردار رہو جو حقیر لالچ دے کر تمہیں عقیدہ وایمان اور تمہارے بھائیوں سے الگ کرنے کے درپے ہیں۔اللہ تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے اور ان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھے۔اللہ سے مدد طلب کرو! تم ہی اس دور میں امت کی امیدوں کا محور ہو،اِس امت مایوس مت کرنا کہ اِس کی پریشانی کے لیے غالی تکفیریوں کی مصیبت ہی بہت ہے جو مسلمانوں کے خون، عزت اور وحدت کو اپنے اقتدار کی ہوس پر قربان کرتے چلے جا رہے ہیں۔مغرب کے گماشتے تمہیں وطنیت اور قومیت کے حصار میں قید کرنے کی کوشش کریں گے جو انہوں نے خلافت کے سقوط کے بعد ہم پر لازم کر رکھے ہیں۔اُن کی فریب کاریوں سے خبردار رہو! تم ہی امت کا ہراول دستہ اور مسجد اقصیٰ کی فتح کے لیے مقدمۃ الجیش ہو۔اللہ کے بعد تمہاری قوت امت مسلمہ ہی ہے،اس لیے تمہیں اپنی امت کو معرکہ شام اور اُس کے بعد بیت المقدس کی فتح میں اپنے ساتھ رکھنا ہے۔

شام کے مجاہد بھائیو! شام تمہارے پاس امانت ہے۔اس امانت کو سیکولرز، روافض، صفویوں اور نصیریوں اور غالی تکفیریوں کے حوالے نہ کرنا اور نہ اسلامی حکومت کے قیام تک جہاد کو مت چھوڑنا یہاں تک کہ شریعت کا حکم نافذ کر دیا جائے اور جہاد کا علم سربلند ہو جائے۔اے مجاہدو! بیت المقدس کی طرف بڑھنے والا ہراول دستہ بن جاؤ!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ و صحبہ و سلم۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: نظامِ آلِ سعود کے ہاتھوں مجاہدین کا قتل

اور یہاں شہید عالم کی صورت میں ان کے لیے ایک نمونہ ہونا چاہئے، شیخ فارس بن احمد الشویل الزہرانی (جیسا کہ ہم ان کے بارے میں گمان کرتے ہیں)۔ یقیناً شیخ کی قربانی اور شہادت نے ان کے الفاظ کو زندہ کر دیا ہے اور ان کے الفاظ یقیناً طاقتور ظالموں، سرکشوں اور بڑے مجرموں پر بھاری رہیں گے۔ان شاءاللہ

یقیناً شیخ کی قربانی اور شہادت نے ان کے الفاظ کو زندہ کر دیا ہے اور ان کے الفاظ یقیناً طاقتور ظالموں، سرکشوں اور بڑے مجرموں پر بھاری رہیں گے۔ان شاءاللہ

میں ان کی علماء سوء کو بے نقاب کرنے والی ذمہ داری کی طرف بھی متوجہ کروں گا جنہوں نے بڑے مجرموں کی مجاہدین اور مسلمانوں کے خلاف جرائم پر پردہ ڈال رکھا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سن لو! کہ میرے بعد حکمران آئیں گے، جو بھی ان کے پاس جائے گا،ان کے کذب پر یقین کرے گا اور ان کے غلط کاموں پر ان کی مدد کرے گا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، اور وہ حوض کوثر پر میرے قریب بھی نہیں آئے گا"۔

اور تیسرا پیغام شام میں موجود شیران جہاد کے لیے ہے۔میں ان کو بتانا چاہتا ہوں: اے میرے محبوب بھائیو! یہ نظام آل سعود ہے، مجاہد کا قاتل۔یقیناً وہ جہاد او ر مجاہدین کے خلاف اور امریکہ اور اسرائیل کے مفاد میں کیے گئے حالیہ جرائم کی وجہ سے مزید بے نقاب ہو چکے ہیں۔آل سعود تمہیں ان جیسا بنانا چاہتے ہیں جو کل افغانستان میں روسیوں سے لڑے اور آج امریکہ کے ایجنٹ بن گئے۔

پس آپ میں سے کون اس پر راضی ہو گا؟

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆

مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کی مجاہدین کو چند نصیحتیں

ترتیب: عبدالرحیم ثاقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ، والعاقبة للمتقین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد!

میرے عزیز مجاہدین ساتھیو! جہاد وہ تعلیمی مدرسہ ہے، جس میں انسان جنگ اور مجاہدے کی زندگی کی بہت سی اونچ نیچ سیکھتا ہے۔ جہادی مدرسے کے شاگردوں کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔ ان خصوصیات کو عین مجسم طور پر صرف فرشتوں کے اخلاق میں دیکھا جا سکتا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ اس قابل فخر مدرسے میں اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب کرتا ہے اور انہیں اس خطاب سے نوازتا ہے

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ۔ التوبۃ: 112

میرے مجاہد بھائیو! چوں کہ میری زندگی کا بڑا حصہ اسی مدرسے میں طالب علم اور استاد کی حیثیت سے گزرا ہے۔ یہاں بہت سے ایسے شاگردوں کے ساتھ زندگی گزاری ہے، جو واقعتاً اللہ تعالیٰ کے اس مبارک قول کے مصداق تھے

وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۔ ال عمران: 140

جہادی جوانوں کے ساتھ میں نے زندگی کا بڑا عرصہ گزارا ہے۔ ان کے نیک اخلاق سے متاثر ہوا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک نے نیک اخلاق کی وجہ سے میرے دل میں خاص مقام پیدا کیا ہے۔ اگرچہ ان کا تعلق جغرافیائی لحاظ سے مختلف ممالک اور اقوام سے تھا، مگر مجھے ایسا لگتا تھا کہ یہ میرے بھائی، میرے خاندان کے ہی لوگ اور میرے ہی دل کے ٹکڑے ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان ایمانی تعلق اور اسلامی اخوت قائم ہوئی تھی۔ ابھی عمر کے گزرنے کے ساتھ میں بہت کچھ بھول چکا ہوں، مگر ان جہادی جوانوں کے اخلاق، جہادی غیرت اور قربانی میں کبھی نہیں بھولا۔ ان جوانوں میں سے شاید کوئی بھی زندہ نہ بچا ہو، مگر ان کے خوب صورت چہرے اور جہادی کارنامے اب بھی میرے دل میں نقش ہیں۔ ان لوگوں میں مولوی احمد گل کی شجاعت، مولوی فتح اللہ شہید کا ایثار، مولوی نظام الدین کا تدبر و حوصلہ، محمد اسماعیل حقانی شہید کی سرفروشی، عبداللہ عزام شہید کی فقاہت، شیخ اسامہ بن لادن شہید کی سخاوت، ابو مصعب الزرقاوی کی غیرت، خطاب کی عبقریت، شامل بسایوف کی بہادری، ابو حارث کی فداکاری اور ابوالولید المصری کی وفا... یہ سب کچھ اب میرے حافظے میں خوب صورت یادوں کے نام سے محفوظ ہے۔ میرے دل و دماغ میں جب بھی ان جہادی محاذوں کی یادیں تازہ ہوتی ہیں، مجھے لگتا ہے میں اب بھی ان مجاہدین کے ساتھ ژوری، بڑی اور تورغر کے مورچوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خوست شہر میں جارحیت پسندوں کے نقل و حرکت کی نگرانی کر رہا ہوں۔ ابھی اس وقت بھی ان سب میں سے ایک ایک کی تصویر ذہن میں موجود ہے اور ان میں سے ہر ایک کی جدائی کے دردناک لمحات شدید اذیت دے رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں اب تک شہادت سے کیوں محروم ہوں۔ وہ جسے میرے راہ جہاد کے رفقا مجھ سے بہت پہلے حاصل کر کے حیات ابدی پا گئے ہیں۔ میں اپنی زندگی میں کسی چیز پر اتنا رشک نہیں کرتا، جتنا میں نے اپنے شہید ہونے والے ساتھیوں کے اچھے اخلاق اور راہ خدا میں ان کی سرفروشی پر کیا ہے۔ مجاہدین بھائیو! میں نے پہلے بھی کہا کہ جہاد ایک مدرسہ ہے، جہاں انسان اپنی زندگی کی سعادت کا درس حاصل کرتا ہے۔ دیگر مدارس میں یہ تعلیم نظری اور فکری، جب کہ جہادی مدرسے میں یہ سب کچھ عملی طور پر ہوتا ہے۔ تقویٰ عملی طور پر ہوتا ہے۔ صداقت عملی طور پر ہوتی ہے۔ سرفروشی عملی طور پر سکھائی جاتی ہے۔ ایثار عملی طور پر ہوتا ہے۔ جہادی زندگی اور تعلیمات میں عملی پہلو اتنا قوی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی سورۃ الانفال، التوبہ یا الاحزاب کی تلاوت کرتے ہیں یا صحیح البخاری کی کتاب المغازی پڑھتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ احد، بدر، خندق اور حنین کے محاذوں میں گھوم رہے ہیں۔ آپ دیکھیں غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کتنی تاریخی فتح عطا فرمائی۔ کیا آپ جانتے ہیں اس بڑی فتح کی وجہ کیا تھی؟ صرف اپنے رب کے حضور میں مجاہدین کی نہایت عجز و انکساری۔ غزوہ بدر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز و انکساری سے ہاتھ اٹھائے اور کہا:

اللھم ان تھزم ھذہ العصابة فلن تعبد في الأرض بعد ھذا الیوم

"اے اللہ! اگر آپ ان سب (مسلمانوں) کو مغلوب کر دیں گے تو روئے زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا"۔

یہ وجہ تھی کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں الٰہی تسلی بھیجی:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ آل عمران:123

سبحان اللہ! غزوہ بدر میں مجاہدین کے قائد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاجزانہ سوال اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نصرت کی اس آیت مبارکہ میں کتنی واضح تصویر کشی کی گئی ہے۔ آیئے اس مبارک نصرت پر مزید غور کریں:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ آل عمران: 9۔10

اللہ تعالیٰ نے جہاد کے محاذوں میں عاجز اور بے کس مجاہدین کی دعا قبول کی۔ ان کی نصرت کے لیے ایک ہزار فرشتے بھیجے اور مزید بھی یہ اطمینان دلایا کہ اگر آپ اس کمزور حالت میں صبر کریں، اپنی جہادی زندگی میں تقویٰ پسند کریں تو

بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ۔ ال عمران: 125

یہ سب کچھ آپ کے لیے بشارت ہے آپ کی حقانیت پر، آپ کو مطمئن کرنا ہے اور آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔ آل عمران: 126

دیکھو بھائیو! جہاد میں کامیابی اور غلبے کا تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہے۔ مادی وسائل اور انسانی لشکروں سے نہیں۔ غزوہ حنین میں دیکھیں، مجاہدین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی کثرت کا فخر ہو گیا۔ اس کثرت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ مشرکین کے حملے سے ان کا بارہ ہزار کا لشکر منتشر اور گھبراہٹ کا شکار ہو گیا۔ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ مشرکین کو پوری قوت سے للکارا: انا النبی لاکذب، انا بن عبدالمطلب

اللہ تعالیٰ نے ڈانٹنے کے ساتھ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ۔ التوبة: 25

بے تقویٰ اسلامی لشکر کی کثرت، مادی وسائل کی کثرت، ان کی مادی اور تکنیکی ترقی وغیرہ کبھی بھی ان کے غلبے اور کامیابی کا سبب نہیں بن سکتی۔ میرے بھائیو! جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ جہادی مدرسے کی تعلیم و تربیت سب عملی ہوتا ہے۔ نصرت ہو تو بھی ایسی کہ عینی اور عملی ہوتی ہے۔ ہزیمت ہوتی ہے تو بھی عملی۔ اسی طرح نصرت اور ہزیمت کے عوامل اور وجوہات بھی عملی ہوتے ہیں۔ غزوہ احد کی جنگ کو دیکھیں، وہاں غلبہ بھی نظر آیا اور شکست بھی۔ اور ان کے دونوں کے عینی عوامل بھی۔

ان يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۔ آل عمران: 140

مجاہد بھائیو! ہم اور آپ ابھی ایک انتہائی طاقت ور دشمن سے مقابلے میں ہیں۔ اس مقابلے میں روئے زمین پر اللہ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی حامی ہے۔ ایسے حالات میں جب ہمارا دشمن بہت طاقت ور ہے، بہت مسلح، بہت فریبی اور مادی لحاظ سے بہت مضبوط ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم بہت کمزور ہیں۔ ہمارے وسائل بہت پرانے اور پسماندہ ہیں۔ ہم پروپیگنڈے کے میدان میں بہت کمزور ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اپنی اس ساری کمزوری کے باجود اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت اسی قوی دشمن پر فتح حاصل کریں گے۔ کیوں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود مؤمنوں کی نصرت حتمی کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ الروم: 47

مجاہد بھائیو! میں چاہتا ہوں جہادی امور کے چند خاص نکات پر آپ سے بات کروں۔ آج ہم عالم کفر کے خلاف میدان میں کھڑے ہیں۔ اس مقابلے کے بہت سے پہلو ہیں۔ عسکری مقابلہ، سیاسی مقابلہ، فکری مقابلہ، ثقافتی اور میڈیائی مقابلہ، علمی مقابلہ۔ ہمیں چاہیے اس کے تمام پہلوؤں کے مقابلے کے لیے تیاری کریں۔ اس مقابلے کو جیتنے کے لیے پہلی اور بنیادی شرط ہماری صف کا اتحاد ہے۔ دشمن کے مقابلے میں اگر ہماری صف، ہمارا محاذ، ہمارا مورچہ اور ہمارا ہدف ایک ہوگا تو ضرور ہمارا وار دشمن پر مؤثر ہوگا۔ اس حوالے سے اللہ تعالی نے متعدد آیتوں میں مجاہدین کو اتحاد و اتفاق کا حکم دیا ہے اور داخلی اختلافات سے بہت شدت سے منع کیا ہے۔ اتحاد کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے مجاہدین کو ایسا حکم دیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۔ الصف: 4

اختلافات اور آپس کے تنازعات سے درج ذیل وعید کے ذریعے منع فرمایا ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ الانفال: 47

بھائیو! عالم کفر کے خلاف ہمارا محاذ بہت وسیع اور ہمارے وسائل بہت محدود ہیں۔ اس لیے پہلے ہم اس محاذ پر اپنے اہم ترین اور اولین ہدف کا تعین کریں۔ پھر اپنی کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لیے ان خاص اہداف پر اپنے حملے مرکوز کر دیں۔ اس سے دشمن کو شدید نقصان ہوگا اور دشمن کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ کیوں کہ ہماری حالیہ جنگ کی مثال ایک ایسے مجاہد کی ہے، جو بہت محدود وسائل کے ساتھ انتہائی طاقت ور دشمن کے محاصرے میں آ جائے۔ دشمن کا اسلحہ زیادہ ہو اور محصور مجاہد کی گولیاں ضائع کرنے کے لیے دشمن نے بہت سے مصنوعی اہداف بنا رکھے ہوں۔ اس طرح کے حساس حالات میں مجاہد کو اپنی جان کی حفاظت کے لیے چاہیے کہ اپنے تمام تر محدود وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مصنوعی اہداف پر توجہ دینے کے بجائے اصلی اہداف پہچان کر ان کا خاتمہ کرے۔ آج ہم اپنے محاذوں پر دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ ہمارے بہت سے ساتھی اصل دشمن کو نشانہ بنانے کے بجائے مصنوعی دشمن کو نشانہ بنانے میں مصروف ہیں۔ جس کی وجہ سے مجاہدین کی صفیں کمزور، قوت منتشر اور مقابل ہدف نامعلوم رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مجاہدین کو فقاتلوا أئمة الکفر کا حکم دیا ہے۔ امریکہ اور صہیونیت مسلمانوں کے مقابلے میں آج ائمۃ الکفر ہیں۔ لہٰذا مجاہدین کو چاہیے اپنی پوری قوت ان ائمۃ الکفر کے خاتمے پر جمع کر دیں۔ میرے بھائیو! جہاں بھی مجاہدین نے دشمن کو تباہ کرنے کے لیے مختلف مصنوعی اہداف کو نشانہ بنایا، وہاں اپنا اصل ہدف بھول گئے ہیں۔ جہاں مجاہدین نے اصل ہدف پر توجہ دی، وہاں کارکردگی کا اچھا نتیجہ نکلا ہے۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکا کی قیادت میں 49 ممالک کے صلیبی اتحاد نے عسکری جارحیت کی۔ اس جارحیت کی پشت پر عالم کفر کی پوری عسکری، سیاسی، اقتصادی اور میڈیائی قوت کھڑی ہوگئی تھی۔ مجاہدین نے انتہائی پسماندگی اور کسمپرسی کے ساتھ کفریہ جارحیت کے خلاف مقابلے کا آغاز کیا۔ ایسا مقابلہ، جس کا جیتنا انسانی عقل کے مطابق ناممکنات میں سے تھا۔ یہ غیر متوازن تاریخی مقابلہ 14 سال تک جاری رہا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کی نصرت سے وہی مغرور امریکی اور ان کے 49 اتحادی شکست سے دوچار ہیں اور افغانستان سے فرار ہونے لگے ہیں۔

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (٤) بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (٥) وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ الروم: 60

جارح دشمن نے افغانستان میں عسکری کوششوں کے ساتھ ساتھ اور بہت سے فرقہ وارانہ جھگڑے شروع کیے۔ مگر مجاہدین کو اللہ تعالی نے ان تمام سازشوں سے نجات دلا دی۔ اس نجات کا ذریعہ بھی اللہ کی مدد، قیادت کا اتحاد اور دشمن کے مرکزی اہداف تک رسائی تھا۔ مکار دشمن نے مجاہدین کی قوت کو منتشر کرنے کے لیے یہاں بھی جہادی محاذ پر بہت سے مصنوعی اہداف کھڑے کیے۔ مگر مجاہدین نے اللہ کی نصرت کی بدولت اپنی پوری قوت اصل دشمن پر مرکوز رکھی، جس کی وجہ سے اسی فرعونی مجسمے کو گرانے میں کامیاب رہے اور عن قریب یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ دنیا بھر کے مظلوم مسلمان اس کے شر سے نجات پالیں گے۔

مجاہد بھائیو! جہاد میں قیادت کے اتحاد کے بعد قائد اور امیر کی اطاعت وہ اہم ترین نکتہ ہے، جس کے بغیر کسی صورت میں جہادی صف کی کامیابی ممکن

نہیں۔ اسلامی ارشادات میں امیر کی اطاعت پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ کیوں کہ امیر کی نافرمانی سے مسلمان تباہی اور بربادی کا شکار ہو جائیں گے۔ ہم نے افغانستان میں کمیونسٹ استعمار کو تباہ ہوتے دیکھا ہے۔ یہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سرخ لشکروں نے کیسے مجاہدین کے حملوں سے شکست کھائی؟ مگر پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ افغانستان میں جہادی قائدین کی کثرت تعداد اور ان کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے مجاہدین کی حاصل کردہ کامیابیاں اور قابل فخر اعزازات پے در پے کس طرح ختم ہوتے گئے؟ قرآنی ارشادات کے مطابق مسلمان ہر حالت میں آپس کے اتحاد اور یگانگت کے مکلف اور اس پر مامور ہیں۔ مجاہدین خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس بنیادی فرض یعنی اتحاد اور امیر کی اطاعت کی جانب بہت زیادہ متوجہ رہیں۔ وہ لوگ، جنہوں نے خود کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وقف کر دیا ہے، وہ دوسرے لوگوں سے پہلے خود اپنے آپ میں الٰہی احکام کا عملی نفاذ کریں۔ مجاہدین کی جانب سے الٰہی احکامات کی تعمیل عملی طور پر ہونی چاہیے۔ محض نعرے اور دکھلاوا نہیں ہونا چاہیے۔ مجاہدین زیادہ پڑھنے کے بجائے عمل پر توجہ دیں۔ مجاہدین اپنی کارائیوں سے دشمن کو ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ اپنے اعمال کے باعث مسلمانوں کے درمیان خود کو تقسیم کر دیں۔

مجاہدین اپنے اعمال کے اچھے برے کا فیصلہ اپنے معاشرے کے مسلمانوں کے حوالے کریں۔ کیوں کہ ان کا جہاد اسی خطے کے مسلمانوں کی خوش حالی اور سُکھ کے لیے ہی ہے۔ اس لیے یہ فیصلہ بھی مسلمانوں کے سپرد کریں کہ وہ ان کے افعال و کردار کی حمایت کرتے ہیں یا ان کی مخالفت؟ عوام ہماری جہادی فعالیت کا اہم حصہ ہیں۔ اپنی جہادی کارکردگی میں عوام کی تائید اور حمایت اپنے ساتھ رکھیں۔ ہماری ساری جہادی پیش رفت اپنے مسلمان عوام کی حمایت، تائید اور مشورے سے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے مصداق اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلے میں عاجزی، جھکاؤ، عفو اور آسانی سے مسائل کا نمٹانا جہادی زندگی کی خصوصیات ہیں۔ چوں کہ جارح دشمن نے ہمارے مسلمان عوام پر بہت زیادہ مظالم ڈھائے ہیں، اس لیے ہم اپنے عوام کی خوش حالی اور جارحیت پسندوں سے ان کا انتقام لینے کے جذبے سے کام کریں۔ نہ یہ کہ مسلمان عوام کو ہمارے افعال و کردار سے اَور بھی تکلیف پہنچے۔ مسلمانوں پر تنگی کرنے سے بچیں۔ اپنے افعال، اقوال اور حرکات کے لیے قرآن کریم اور سنت کو معیار بنائیں۔ ان کے اتباع میں مقدس دین کی پیروی کی کوشش کریں۔

مجاہد بھائیو! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ سے بہت سی باتیں کروں۔ اپنے دل کی نیک تمنائیں اور آرزوئیں آپ بتاؤں۔ مگر ایک جانب آپ کے قیمتی وقت کا احساس ہے اور دوسری طرف میری جسمانی صحت بھی ابھی بس اتنی ہی باتوں کی طاقت رکھتی ہے۔ میرا دل آئندہ ایک بار پھر آپ سے مخاطب ہونے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے کو چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہادی امور میں آپ کو توفیق بخشے اور کامیاب و کامران رکھے۔ آمین

بشکریہ ماہنامہ شریعت

☆☆☆☆☆☆

آج بہت کم لوگ جانتے ہیں امارت اسلامیہ کے وہ لوگ جن لوگوں نے امریکہ آنے کے فوری بعد جہاد شروع کیا اُس وقت اُن کے پاس نہ تو وسائل تھے نہ افراد اور نہ ہی کوئی ٹیکنالوجی، بس اللہ پر فقط ایمان کی دولت تھی، ایک ساتھی نے بتایا کہ ہم چھے بھائی تھے سب مل کر مزدوری کرتے اور پھر جب کچھ پیسے جمع ہو جاتے تو تین بھائی سامان خرید کر مائن بناتے، پھر ایک بھائی سارا دن ڈیوٹی دیتا کہ جب قافلہ آئے گا تو بلاسٹ کریں گے۔ باقی ساتھی مزدوری کرتے جب ایک دن گزرتا تو دوسرا بھائی آجاتا اور پہلا مزدوری کرتا، اس طرح وہ جس کے نصیب میں امریکی کی موت ہوتی وہ ڈریکٹ ٹچ دے کر مائن چلاتا، اس طرح ہمارا ایک ساتھی شہید بھی ہوا، ہمارے پاس ریموٹ وغیرہ کچھ نہ تھا بس بیٹری ٹچ دے کر امریکیوں کی گاڑیاں اڑاتے۔۔ آج الحمد اللہ رب کی رحمت سے دنیا دیکھ رہی کہ قربانی دینے والے دنیا کے کفر کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔۔ اور باتیں بنانے والے اپنی آگ میں خود جل رہے ہیں امارت اسلامیہ ستر کافروں کو شکست فاش دے چکی ہے، اللہ کی مدد سے!

پاکستان پر قابض جرنیلوں اور حکمرانوں سے چند باتیں!

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ

اہل دین کی ملک گیر گرفتاریوں و گمشدگیوں، خفیہ ایجنسیوں کے غنڈوں کے ہاتھوں عفت مآب بہنوں کے اغوا، مجاہدین کی پھانسی اور جعلی مقابلوں میں نہتے قیدیوں کی شہادت جیسے واقعات پر جماعۃ القاعدۃ الجہاد برصغیر کے مرکزی ترجمان استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ کا بیان

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی امام المجاھدین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین، اما بعد!

بزدل بن کر چھپاتے کیوں ہو؟

ہم نے جو کچھ کیا ہے، جو کچھ کرتے ہیں اور جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں، وہ سب کچھ کہتے ہیں، چھپایا کبھی نہیں ہے، ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتے ہیں، قوم کے سامنے بتانے سے ہچکچائے کبھی نہیں بلکہ اپنی قوم کو باخبر رکھنے سے ہی فرحت ہوتی ہے، جب تمہارا میڈیا چھپاتا ہے، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بتاتا ہے تو ہم خود اعلان کرتے ہیں۔ اپنے کام کی تفصیل پوری ذمہ داری کے ساتھ بتا دیتے ہیں، کوئی ایک واقعہ، کوئی ایک کارروائی ایسی نہیں جو ہم مجاہدین نے کی ہو اور اسے ظاہر نہ کیا ہو یا اس پر شرمندہ ہو کر کسی اور کے سر تھوپا ہو! جس افسر اور تمہارے جس اجرتی قاتل کو بھی مارا من و عن تمہیں اور اپنی قوم کو اس سے باخبر کر دیا، اعلانیہ بتاتے آئے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں، کس مقصد کے لیے میدان میں ہیں اور کون ہمارا ہدف ہے۔ مگر تم سچ کا ڈھنڈورا پیٹ کر سچ بولنے سے شرماتے کیوں ہو؟ قوم کی حفاظت کے نام پر خون بہا کر قوم ہی کے سامنے اس کی ذمہ داری لینے سے جھجکتے کیوں ہو؟ حقائق کو چھپانے اور جھوٹ کو سچ کا لبادہ پہنانے میں ہی تمہیں اپنی عزت اور تنخواہ کی حفاظت کیوں نظر آتی ہے؟

پنجروں میں عرصے سے بند نہتے صالح نوجوانوں کو اگر رسیوں سے باندھ کر گولیوں سے چھلنی کرتے ہو اور شہید کر کے ان کی لاشیں پھینک دیتے ہو.... تو پھر بہادر بن کر بتا بھی دیا کرو! اصول قانون، عدالتیں اور آئین نامی کھلونے تمہارے اپنے ہاتھ ہی کے تو بنے ہوئے ہیں! اگر اپنے ہی ہاتھوں سے ان کی توڑ پھوڑ اور پامالی ہو تو اس میں شرم کیسی اور عار کیوں؟ ڈالر ہے، قوت اور میڈیا ہے پھر بزدلی کے ساتھ جھوٹ، فریب اور دھوکہ کیوں؟ جھوٹی جھڑپوں اور جعلی مقابلوں کے ڈرامے بنا کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کیوں پیش کرتے ہو؟ جن ماؤں بہنوں کا دوپٹہ تک کسی غیر مرد نے نہیں دیکھا تھا، آج تمہارے بدمعاش اور بدکردار اجرتی غنڈے انہیں پکڑ پکڑ کر اغوا کر رہے ہیں.... قوم کی ترقی کے نام پر اگر فتح کے یہ جھنڈے گاڑے جا رہے ہیں تو پھر قوم کو سچ بتانے اور حقائق سامنے رکھنے سے تمہاری جان کیوں جاتی ہے؟

2013ء میں لاہور کے اندر پانچ نوجوانوں کو ان کے اہل خانہ سمیت تمہارے ایجنسی والوں نے ایک گھر میں محصور کیا، محصور پانچ خواتین میں سے چار حاملہ بھی تھیں، تمہارے کارندوں نے ان سے وعدہ کیا کہ مرد اسلحہ رکھ کر اگر گرفتاری دے دیں تو خواتین اور بچوں کو بحفاظت ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیں گے۔ نوجوانوں نے گرفتاری دے دی، مگر تمہاری ایجنسی کے غنڈے ان خواتین کو دن دہاڑے اپنے ساتھ لے گئے۔ واقعہ میڈیا میں بھی آیا۔ اب ان نوجوانوں میں سے بعض کو شہید کرنے کی اطلاع ہے، رات کے اندھیرے میں سیلوں سے نکال کر ان کے سروں میں گولیاں ماری گئیں جب کہ خواتین کہاں ہیں؟ ڈھائی سال سے ان کا کوئی اتا پتا نہیں! رشتہ داروں نے ڈھائی سال بعد جا کر خاموشی توڑ دی اور اپنی ان بیٹیوں کا پوچھا تو تمہارے ذمہ دار حکام صاف انکاری ہو گئے، مکر گئے، کہ ان خواتین اور بچوں کا انہیں پتہ تک نہیں بلکہ یہ تو گرفتار ہی نہیں ہوئے ہیں! تمہارا آپریشن ضرب عضب امریکی میرین کی سرپرستی میں جاری ہے۔ عرب مجاہدین کو امریکی ڈرون نے شہید کیا، ان کی خواتین اور بچوں پر تمہاری فوج نے شیلنگ جاری رکھی، مجبور ہو کر یہ علاقے سے نکلنے لگے تو تمہاری فوج نے ان نہتے ضعفا پر دو دفعہ کمین (گھات) لگائی، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہاں بھی بچا لیا تو پناہ کی تلاش میں یہ بے چارے وانا سے ٹانک کی طرف نکلے....ڈرون سروں پر تھا، امریکیوں کے حکم پر تمہاری فوج کا خصوصی دستہ جنڈولہ سڑک پر ان "خطرناک" دہشت گردوں کو اٹھانے کے لیے آیا، بس میں سوار وانا کی سواریاں گواہ ہیں کہ ان خواتین اور بچوں کو تمہاری بہادر فوج اغوا کر کے لے گئی.... کس جیل یا کیمپ میں انہیں رکھا گیا؟ کس عدالت میں مقدمہ چلا؟ امریکیوں کے ہاتھوں تم نے انہیں بیچ دیا یا تمہاری فوج کے غنڈوں کی قید میں اب تک یہ خواتین سسک رہی ہیں؟ کس حال اور کس کے رحم و کرم پر ہیں؟ ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں، گرفتاری کی خبر تک میڈیا کے کسی چینل یا کسی اخبار میں نہیں آئی!.... عدنان شکری رحمہ اللہ

امریکہ کو مطلوب عرب مجاہدین تھے،ان کا جرم جہاد تھا اور گناہ امت مظلومہ کا دفاع تھا،امریکی ڈرون کے سائے میں وانا کے اندر تمہاری فوج نے ان پر چھاپہ مارا،عدنان رحمہ اللہ کو شہید کر کے تمہارے افسروں نے امریکیوں سے شاباش اور انعام وصول کیا جب کہ عدنان رحمہ اللہ کی بیوہ اور بچوں کو پکڑ کر تمہارے یہ فوجی ساتھ لے گئے ....یہ مہاجر خاتون کہاں ہیں اور بچے کس حال میں ہیں، کسی کو نہیں پتہ!

کراچی سے پشاور تک پورے پاکستان میں شہر شہر گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے، رات کے اندھیرے میں تمہارے فوجی گھروں کے اندر گھستے ہیں،ایسے نوجوانوں کو گھسیٹ کر لے جاتے ہیں جن کا جرم ان کی دین داری ہے، گناہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل ہے اور خطرناکی کی علامت ان کے چہرے پر موجود سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے! کہاں لے جائے جاتے ہیں؟ کس قانون کے تحت کس عدالت میں پیشی ہوتی ہے؟ کسی کو کوئی علم نہیں! میڈیا میں خبر تک تم آنے نہیں دیتے! والدین اور رشتہ دار بولنا چاہیں تو انہیں بھی خاموش رکھنے کے لیے تمہارے کارندے دھمکیاں دیتے ہیں۔ نوجوانوں کو گرفتار کر کے پھر غائب کرنے کی شرح میں اس قدر اضافہ ہوا کہ اس دوڑ میں 'ہمارے' پاکستان کا ریکارڈ اسرائیل کے برابر پہنچ گیا!

محض پانچ ماہ کے نادر ڈیڑھ سو سے زیادہ مجاہدین کو پھانسی دے دی گئی۔ یہ وہ تعداد ہے جنہیں تم جرنیلوں اور حکمرانوں نے اعلانیہ نام نہاد عدالتوں سے سزائیں دلوائیں جب کہ ماورائے عدالت قتل کی تعداد تو ہزاروں میں پہنچ چکی ہے۔ تمہاری فوج اور ایجنسیوں کے پاس بے شمار نوجوان اور بوڑھے قید ہیں، یہ کب اور کیسے قید ہوئے؟ رشتہ دار، اقربا اور علاقے کے تمام لوگ جانتے ہیں۔ گرفتاری کی تاریخیں تک انہیں یاد ہیں۔ مگر قید میں موجود ان نہتے جوانوں اور بوڑھوں کو قتل کر کے یہ بتا کر ان کی لاشیں گرائی جاتی ہیں کہ یہ مقابلے میں مارے گئے، ہر دوسرے روز پانچ چھ قیدیوں کی شہادت معمول بن چکی ہے، جھوٹی جھڑپوں اور جعلی مقابلوں میں انہیں مارنے کا ڈرامہ ہر چند دن بعد تم میڈیا میں دے دیتے ہو، ان قیدیوں پر کس عدالت اور کس اصول کے تحت مقدمہ چلا؟ ان کا موقف کیا تھا، جرم کیا تھا؟ یہ کسی کو ہیں بتایا جاتا!

تمہاری خفیہ ایجنسیوں کے اہل کاروں کا گھروں میں گھس کر عفت مآب ماؤں اور بہنوں کو اٹھانے کا سلسلہ بھی تیز تر ہو گیا ہے، یہ بہنیں کہاں چلی جاتی ہیں، کسی کو نہیں پتہ.... میڈیا کا کوئی چینل یا اخبار اس موضوع پر بات نہیں کرتا.... ایسی خاموشی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں.... خواتین کے رشتہ دار بولنا چاہیں تو انہیں بھی تم غائب کر دیتے ہو.... ایک نہیں، دو نہیں.... اغواشدہ بہنوں کی تعداد بھی سیکڑوں سے تجاوز کر گئی ہے!

قوم کی خیر خواہی کا اگر دعویٰ ہے تو قوم کے سامنے سچ بول کر دکھاؤ!

قوم کے ساتھ اگر ہمدردی کا زعم ہے،اس کے نقصان پر دکھی اور بھلائی پر خوش ہونے کا اگر دعویٰ ہے تو پھر قوم کے سامنے جھوٹ مت بولو بلکہ سچ سچ بتا کر رکھ دو۔ بتا دو کہ ہم اس ملک میں اسلام نہیں چاہتے، حیا اور ایمان ہمارے لیے یہاں ناقابل برداشت ہے، بدکرداری اور بدفعلی قومی سطح پر رواج دینا ہمارا نصب العین ہے اور کفر ولادینیت کا پرچار ہمارا حکومتی ہدف ہے۔ واضح کر دو کہ قوم کو ہوس اور شہوت کے بندوں کا غلام رکھنا ہماری کوشش ہے، شیطانی اور خود غرضانہ ہوس کی خاطر قوم کا دنیاوی سکون تباہ اور اخروی زندگی برباد کرنا ہماری منزل ہے اور اس کے لیے قوم کے بچے بچے کو نفس اور شیطان کا اسیر بنانا ہی ہماری مہم ہے۔ بتا دو! اور ڈنکے کی چوٹ پر بتا دو کہ اللہ کے دین کے ساتھ دشمنی اور دین داروں کے خلاف جنگ ہمارا منشور ہے!۔ دین کو محض مسجد تک محدود کرنا ہمارا مقصود ہے اور اللہ کی کتاب کو ہوائے نفس کے پجاریوں کے تابع رکھنا ہمارا مقدس آئین ہے.... جہاد انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ ہے، عظیم عبادت ہے، قرآن کی سیکڑوں آیات کا نچوڑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا واضح اور لاینفک حصہ ہے، پھر اللہ کی شریعت کو اللہ کی زمین پر عملاً حاکم بنانے کے لیے قتال کرنا اس جہاد کی بنیادی شرعی تعریف ہے۔ مگر تم اعلان کر دو کہ جہاد کی ان تعلیمات کو مسخ کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ کے اس معنی کو معاشرے سے ختم کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ قوم سے مت چھپاؤ کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسر جنگ دشمنوں کا

دفاع ہی ہمارا 'جہاد' ہے....بلکہ 'جہاد' کا مطلب ہی ظالموں اور کافروں کی غلامی بتا دو، طواغیت کے دفاع کی خاطر اپنی ماؤں اور بہنوں کو اغوا کر کے غائب کرنا یا امریکیوں کو بیچنا ہی 'جہاد' کا جدید مفہوم سمجھا دو! جو اللہ کی شریعت نافذ کرنے کے لیے قدم بڑھائیں، ان کی بستیوں کی بستیاں تباہ کرنا اور ان کے بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کو پکڑ پکڑ کر گولیوں سے چھلنی کرنا اپنے اس بین الاقوامی جہاد کی تعریف پڑھا دو! بتا دو! اور بغیر کسی جھجک کے اعلان کرو کہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ معاشرت ہمارے لیے نمونہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف آج ہمارے لیے مثال نہیں رہا بلکہ نیویارک، واشنگٹن اور پیرس میں قائم حکومت و معاشرت ہماری آئیڈیل ہیں، وہاں کی طرزِ حکومت اور اندازِ معاشرت ہی ہمارے 'اسلامی' اور 'فلاحی' مملکت کا طرز اور انداز ہوگا......اور اس 'اعلیٰ' منزل تک پہنچنے کے راستے میں آنے والی ہر مزاحمت کو بموں اور میزائلوں سے اُڑانا ہمارا اساسی 'ڈاکٹرائن' ہے!

یہ سوفی صد سچ اور واضح حقیقت بتانے کے بعد تمہارے لیے یہ بھی بتانا پھر کوئی مشکل نہیں ہوگا کہ اس ملک میں آئین ہے، قانون ہے، عدالتیں ہیں اور اصول بھی ہیں....یہاں انسان، بچوں اور خواتین کے 'حقوق' بھی ہیں اور 'آزادیِ رائے' کی بھی کھلی چھوٹ ہے! مگر یہ سب حقوق 'ان کے لیے ہیں جو دین بے زار ہوں اور یہ 'آزادی' صرف وہی منائے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کا نفاذ نہیں چاہتے ہوں۔ مگر جو بھی آج کے اس دور میں اسلام کی 'دقیانوسیت' کو غالب رکھنے کا ایجنڈا رکھتا ہو، قرآن پر من وعن عمل کا عزم رکھتا ہو، اس کے لیے مکمل بے اصولی ہی ہمارے ہاں اصول ہیں، ایسے 'خطرناک' شخص کی نہ جان کی عظمت ہے اور نہ عزت کی حرمت ہے۔ ایسے لوگوں کو ختم کرنے، بدنام کرنے اور آئندہ نسلوں کے سامنے عبرت بنانے کے لیے سچ کو جھوٹ بنانا عین سچ ہے اور بدترین ظلم کو عدل دکھایا عین عدل ہے....! یہ بھی کہہ دو کہ چور لٹیرے ڈاکوؤں کے لیے اس ملک میں مقام ہے، حکومت کے ایوانوں تک میں مرتبہ ہے مگر قرآن کے حکم پر جہاد کی عبادت ادا کرنے والوں کے لیے یہاں قول کی آزادی ہے نہ عمل کی! سمجھا دو کہ یہاں طوائفوں کے لیے عزت ہے، ملک دولخت کرنے والوں کے لیے پروٹوکول ہیں، قوم کی بیٹیوں کو بیچ دینے والوں کے لیے انعامات ہیں اور قوم کے دشمنوں کی خاطر اپنوں پر آگ و بارود کی بارشیں برسانے والوں کے لیے ترقیاں اور پلاٹ ہیں مگر مظلوم امت کی خاطر اپنا آج قربان کرنے والے بے لوث مجاہدین کے لیے یہاں 'زیرو ٹالرنس' ہے، ان کے کوئی حقوق نہیں، انہیں خفیہ سیلوں میں گلنے سڑنے کے لیے بند کر کے غائب کر دیا جائے یا قید سے نکال کر گولیوں سے چھلنی کر کے ان کی لاشیں پھینکی جائیں، آگ و بارود کی بارش برسا کر ان کی بستیوں کی بستیاں صفحہ ہستی سے مٹائی جائیں، ان کی مائیں اور بہنیں اغوا کر کے غائب کی جائیں یا ان پر وحشی، دہشت گرد اور غیروں کے ایجنٹ جیسی جھوٹی تہمتیں لگائی جائیں.... یہ سب صرف جائز ہی نہیں ہیں مطلوب ہیں اور ایسے غیر 'منطقی لوگوں' کے خلاف ہماری جنگ کی بنیادی حکمت علمی ہے!

یہ حق ہے جو دبائے دب نہیں سکتا!

لیکن اگر تم قوم کے سامنے حق نہیں بتاتے ہو، جھوٹ بولنے پر بضد اور قوم کو اندھا بہرا رکھنے پر ہی مصر ہو تو پھر ماننا پڑے گا تمہیں کہ نہ اس قوم کے ساتھ تم مخلص ہو اور نہ اس ملک سے تمہیں محبت ہے، تمہیں صرف اپنی عیاشیاں اور شاہ خرچیاں عزیز ہیں۔ تمہیں دین قیمتی نہ ہی تمہارے ہاں یہاں کے مظلوم عوام کی دنیا کی کوئی حیثیت ہے۔ اپنی اولاد کے بھی تم دشمن ہو اور اس قوم کے بچوں کے بھی تم مجرم ہو....! اگر قوم کا رتی برابر بھی خیال ہوتا تو اس کے سامنے سچ بولنے سے خائف نہ ہوتے، جرات و بہادری دکھاتے ہوئے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ بتاتے اور قوم کے دشمنوں کا آلہ کار بن کر اپنے ہی لوگوں کا قتل عام تم نہ کرتے۔ مگر تمہارا یہ جھوٹ، دھوکہ اور فریب کیا حق کو باطل دکھانے میں کامیاب ہو جائے گا؟ قتل وغارت، بم باریوں، گرفتاریوں، اغوا اور غنڈہ گردی سے یہ مبارک جہاد تم کیا دبا سکو گے؟ یہی تو تمہاری غلط فہمی ہے اور یہی خود فریبی! المرء یقیس علی نفسہ۔ اپنا اور اپنی فوج کا گمان ان مجاہدین پر کرنا ہی تمہاری سب سے بڑی بے وقوفی ہے۔ مجاہد قافلہ جہاد میں ترقی، مراعات، تنخواہ اور پلاٹوں کے حصول کے لیے شامل نہیں ہوتا بلکہ میدان جہاد میں اترنے سے پہلے ہی اسے اس راستے کے نشیب وفراز بھی پتہ ہوتے ہیں اور شہادت کی صورت میں اپنی منزل بھی اسے خوب معلوم

ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی رضا اس کا مقصد اور اللہ کے دین کو اللہ کی زمین پر غالب کرنے اور اسے تمہارے ظلم سے پاک کرنے کے اس راستے میں قتل ہو جانا مجاہد کی آرزو ہوتی ہے۔ قتل اور قید و بند جیسے حربوں سے جو تم انہیں ڈراتے ہو،اللہ تعالیٰ کے راستے کی ایسی آزمائشوں کا آنا مجاہد کے لیے اجر کا باعث اور خوش بختی کی علامت سمجھتا ہے۔یہ اس قافلہ جہاد کی ہی برکت ہے کہ اس کا سامنا کرتے ہی تمہاری خباثت کھل کر نکل آئی اور یہ ان مجاہدین کا احسان ہے کہ ان کی قربانیوں کی بدولت تمہاری دین دشمنی ،وحشت،خود غرضی اور رذالت عام مسلمانوں کی نظروں میں واضح ہو گئی۔مجاہد بھائیوں کی اسیری و شہادت ہو یا مظلوم بہنوں کی سسکیاں، یہ سب تمہاری دین دشمنی اور قوم کے ساتھ خیانت کا پردہ چاک کر دیتی ہیں۔جو حقیقت کتابوں میں لکھی گئی ہے اور تقریروں میں بیان ہوئی ہے آج اس کی زندہ اور حقیقی تصویریں قوم خود اپنی آنکھوں سے گلی کوچوں، بازاروں اور تعلیمی درس گاہوں میں چلتی پھرتی دیکھ رہی ہے۔ جتنا تم اس حق کو دباتے ہو اتنا ہی یہ ابھرتا ہے۔ جتنا تم حقائق پر پردہ ڈالتے ہو اتنا ہی یہ حقائق بے پردہ ہو کر تمہارے کفر اور ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی تحریض دلاتے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں۔ کراچی سے خیبر تک ہر وہ مجاہد جسے تم گرفتار کرتے ہو، شہید کر کے اس کی لاش پھینک دیتے ہو یا اپنی عدالتوں سے پھانسی پر لٹکاتے ہو....ان میں سے ہر ایک کی زندگی کھلی اور روشن کتاب ہے،ان کی گزری زندگی شہادت دیتی ہے کہ یہ نوجوان تمہاری طرح قوم کے دشمن اور عوام کے لٹیرے نہیں تھے، یہ خود غرض اور لالچی نہیں تھے....بلکہ ہر ایک کا کردار روشن مینار ہے۔ ہر ایک محبت واخوت، خیر خواہی و ہمدردی اور دین داری وللہیت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔گلی کوچے، رشتہ داروں اور ساتھیوں میں ان عظیم نوجوانوں کا عظیم کردار زندہ رہتا ہے۔

ان کا تقابل جب تمہاری فوجِ خود غرض حکمرانوں اور امریکہ غلام بدعنوان جرنیلوں سے کیا جاتا ہے تو لا محالہ اقبال کے یہ شاہین دلوں کے حکمران بن جاتے ہیں۔یہ محکوم دل بھی پھر میدان جہاد میں کودنے اور تمہارے ظلم و کفر کے خلاف صف آرا ہونے کے لیے تڑپتے ہیں۔میں خود شاہد ہوں کہ جب بھی تم نے کسی ایک مجاہد کو مارا تو اس کے جاننے والوں میں آئندہ نسل کے بچوں تک کی جہاد سے محبت میں اضافہ ہوا۔ قافلہ جہاد میں ایک کی شہادت دس کی آمد کا سبب بنتی دیکھی ہے اور ایک کی گرفتاری بیسیوں کی زندگیوں میں انقلاب لانے کی وجہ ثابت ہوتی ہے۔

جہاں تک تمہاری ان عدالتوں سے مجاہدین کو مجرم ثابت کرنے اور انہیں پھانسی دلانے کا معاملہ ہے۔سو یہ تو شرف اور سعادت ہے۔فخر کی اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے کہ الحمدللہ ان 'عدالتوں' سے عزت واکرام کے سرٹیفیکیٹ نہیں مل رہے ہیں۔فرعونی 'انصاف' کے ان کٹہروں میں موسیٰؑ کو عزت واکرام سے تھوڑی نوازا جاتا! فرعون کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کا اعلان کرنے والے کی سزا موت رہی ہے! فرعون کے جھوٹ کو جھوٹ کہنے اور موسیٰؑ کے سچ کی تصدیق کرنے والے ساحروں کو 'باعزت' بری نہیں کیا گیا بلکہ انہیں 'نشان عبرت' بنانے کا شوق پورا کیا گیا! دنیا وہی ہے، دربار اور کردار بھی مختلف نہیں،بس چہرے مختلف ہیں! فرعون بھی اللہ سے باغی تھا اور آج کے حکمران اور جرنیل بھی فرعون وقت امریکہ کے غلام ہیں جو اللہ کی رٹ کو چیلنج کیے جا رہے ہیں! ایسے میں موسیٰؑ کی سنت پر عامل ان جوانوں کے خلاف آپریشن در آپریشن ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ گرفتاریاں اور شہادتیں تو انبیاء علیہم السلام کے اس راستے کے نشاں ہیں!

ہمارا چیلنج ہے،خوف خدا رکھنے والے علمائے دین ہمارے قیدیوں پر بھی کیس چلائیں اور ان جرنیلوں اور حکمرانوں کو بھی قرآنی انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کر دیں۔ مگر آئین پاکستان نامی ڈھکوسلے کے تحت نہیں اور ان کافر اور امریکہ کے غلام حکمرانوں کی رٹ تلے بھی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کی عملی حاکمیت کے زندہ احساس تلے مقدمہ چلایا جائے،بند کمروں میں بھی نامنظور ہے، کھلے میدان میں پوری قوم کے سامنے شرعی عدالت کی یہ کارروائی ہو....

(بقیہ صفحہ 70 پر)

نفاذِ شریعت کا مفہوم!

شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشی رحمہ اللہ کی گفتگو

سر زمینِ ایمان و حکمت یمن میں مجاہدین کی ایک مجلس میں جماعۃ القاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب کے قائد شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشی رحمہ اللہ کی کی گئی گفتگو بعنوان "حول مفهوم تطبيق الشريعة" کا اردو ترجمہ قارئین نوائے افغان جہاد کے لیے پیش ہے

بسم الله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وأصحابه أجمعين.

ہم اس مجلس میں شریعت کی تمکین اور فیصلہ سازی کی قوت پر گفتگو کریں گے۔ بلاشبہ آج کے دور میں کسی بھی خطے میں شریعت کی تمکین تاحال مکمل طور پر نہیں ہوئی اور یہی معاملہ المکالہ (یمن) میں ہے۔ اسی طرح کچھ راہ جہاد پر گامزن کچھ بھائیوں کو بھی شریعت کے نفاذ کا درست فہم نہیں ہے۔

بااختیار وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر بااختیار بنایا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ کچھ معاملات اس کی دسترس سے باہر رہیں اور کچھ معاملات میں اسے اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے ذمہ کچھ فرائض و حقوق بھی ہیں۔ لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ لوگوں سے تو اس چیز کی بابت پوچھا جائے جو اس (ذمہ دار) کا حق ہے لیکن ساتھ ہی اُس کے اپنے ذمہ لوگوں کے جو حقوق ہیں اُنکی ادائیگی سے پہلو تہی کی جائے اور اُس کی نظر میں شریعت کا نفاذ یا شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا صرف اسی چیز کا نام ہے کہ اسے اس کا اپنا حق ملے۔ یعنی لوگ اس کی بات سنیں، اس کو مانیں، منکرات کو ترک کریں، مستحبات کو اپنائیں اور اس کے کہنے پر وہ کام کریں جن کے متعلق وحی یا قرآن و سنت میں کوئی واضح دلیل نہیں یا جن میں لوگ اختلافِ رائے کا شکار ہیں۔ جہاں تک بات ہے لوگوں کے حقوق کی جو اس کے ذمے ہیں، جیسے کھانا کھلانا، اُن کے ضروریات کا خیال رکھنا اور اُن کے لیے رعایت و مہربانی کا معاملہ کرنا وغیرہ اور باقی حقوق تو ان کو وہ اپنے لیے فرض ہی نہیں سمجھتا نہ ہی اس کو نفاذ شریعت سمجھتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک مجاہد ہے، وہ ایک شخص کو دیکھتا ہے جو عادی شرابی ہے اور شراب کے نشے میں چُور ہو کر سڑک کے بیچ کھڑا ہے۔ اُس کی حالت اس قدر نازک ہے کہ مرنے کے قریب لگتا ہے اور پانی کے لیے پکار رہا ہے.....اب اس صورت میں آپ کیا کریں گے؟ اس کو پانی پلائیں گے یا اس پر شراب پینے کرنے کی حد جاری کریں گے؟ اس حالت میں اس پر کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق حد جاری کرنا یا پانی پلانا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب اس کا جواب یہی دیں گے کہ اس کو پانی پلایا جائے! صحیح؟ اور اس کے بعد اس شخص پر حد جاری کی جائے۔ یہ سزا یا حد جاری کرانا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کو پانی پلانا بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، حکم الٰہی ہونے میں دونوں ہی معاملات برابر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ پہلے اس کو پانی پلانا چاہیے پھر اس کے بعد اس پر حد جاری کی جائے۔ لیکن اگر اس شخص پر اس حالت میں حد جاری کی جائے (اور پانی نہ پلایا جائے جب کہ وہ شخص مرنے کے قریب ہے) اور وہ کوڑوں کی وجہ سے مر جائے، تو ایسے مجاہد کو اس شخص کی دیت ادا کرنی ہو گی کیونکہ اس نے اپنے ناقص فیصلے کی وجہ سے ایک مسلمان کا قتل کیا اگرچہ اس میں تاویل ممکن ہے۔

نفاذ شریعت کے ان اہم مفاہیم کے متعلق ہمارے اکثر بھائی آج یہ سمجھتے ہیں کہ (شریعت کا نفاذ محض) فحش تصاویر کو ہٹانے، موسیقی کو بند کرنے، عورتوں کو حجاب کا پابند کرنے اور منکرات کو روکنے کا نام ہے۔ اب اگر وہ دیکھتے ہیں کہ لوگ منکرات سے باز نہیں آئے اور کچھ صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان کے مطابق شریعت نافذ ہوئی ہی نہیں۔ حقیقتاً یہ اللہ کی شریعت کے بارے میں ایک بہت سطحی نظریہ ہے اور کج فہمی کی نشانی ہے۔ شریعت میں اس سے اہم معاملات بھی ہیں، جیسے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، واجبات و فرائض کی ادائیگی کی طرف بلانا، حملہ آور دشمن کا مقابلہ کرنا اور اسے پیچھے دھکیلنا، یہ شریعت کا نفاذ ہے لیکن وہ اسے نہ شریعت سمجھتے ہیں نہ اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آج کے دور میں لوگوں پر یہ فرض ہے کہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں، جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا؛ "ایمان لانے کے بعد، دشمن کو پسپا کرنے سے بڑا کوئی فرض نہیں"۔ حملہ آور دشمن کو پیچھے دھکیلنے اور اس کو پسپا کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا نفاذ شریعت کے تکمیلی مراحل میں سے ہے، بلکہ شریعت میں اس کام کو فرض کا درجہ حاصل ہے کہ ہم آگے بڑھیں اور دشمن سے مقابلہ کریں اور فرار کا راستہ نہ اختیار کریں۔ اور اس میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ ہو، یہ نہ ہو کہ رہنما کے لیے کچھ چور راستے ہوں، جیسے وہ پہلے تیاری کرے پھر اپنے حالات کو سنبھالے، اپنی تنظیم کی بنیاد رکھے وغیرہ اور اس سب کاموں کی وجہ سے وہ دشمن سے مقابلہ اور ان کو پسپا

کرنے اور بہت سے اور فرائض کو چھوڑ دے اور اس طرز عمل کو اس کے صرف رہ نما ہونے کی وجہ سے قبول بھی کیا جائے، جب کہ اگر ایک عام آدمی ایسا کچھ کرے تو اس کو اس کی اجازت نہ دی جائے یہ ایک سراسر غلط تصور ہے۔

میرے بھائیو! اب واجب کیا ہے؟ چاہیے کہ ہم فرائض و وجبات کی ادائیگی سے ابتدا کریں کیونکہ یہی شریعت کا نافذ کرنا ہے، نماز، زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف بلانا، شرک سے روکنا، توحید کی دعوت دینا وغیرہ۔ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ نے ایک کتے کو پانی پلا دیا اور جنت میں داخل ہو گئی! اللہ کی قسم، لوگوں کو ان کے حقوق دینا جو آپ پر فرض یا واجب ہیں، یہ اس فاحشہ کے عمل سے کہیں بہتر ہے۔ شریعت کا نفاذ یہ نہیں جو ہم چاہتے ہیں یا جو ہم سمجھتے ہیں کہ زمین پر ایسا ہونا چاہیے اور ایسا ہونا چاہیے.....ن ہیں بلکہ شریعت تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جسے اللہ تعالیٰ نے اصول و ضوابط کے تحت اتارا ہے تاکہ اللہ کا حکم (قانون) زمین پر نافذ کیا جا سکے ناکہ وہ جو ہم اپنے ذہنوں میں خاص تصور بنائے بیٹھے ہیں۔

قبیلہ بنو ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کن شرائط پر کیا تھا؟ کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے! اور بہت سی دوسری شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے بت منات کو نہیں توڑیں گے! اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عہد کو قبول فرمایا جب کہ یہ فرائض کا معاملہ تھا۔ تو پھر ان کمزور لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو بازاروں، گلیوں میں چلتے پھرتے ہیں؟ جو وہ نافرمانیاں کرتے ہیں، جن کو ہم بلاشبہ نافرمانیاں ہی سمجھتے ہیں۔ وہ جن کے نزدیک داڑھی منڈا دینا حرام نہیں، تصویر حرام نہیں، موسیقی حرام نہیں، عورتوں کے لیے چہرہ کھولنا حرام نہیں اور شلوار ٹخنوں سے نیچی لٹکانا حرام نہیں، لوگ آج اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایسے مفتیان و علما موجود ہیں جو اس قسم کے فتوے دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے معاملات ہیں اور ان کا تعلق تو اسلام کے بنیادی ارا کین سے بھی نہیں ہے۔ جب کہ قبیلہ بنو ثقیف نے زکوٰۃ نہ دینے اور منات کو نہ توڑنے کی شرط رکھی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لی۔

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بنو تغلب کے نصاریٰ (عیسائیوں) سے متعلق مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ بنو تغلب ایک عرب قبیلہ تھا انہوں نے شرط رکھی کہ ہم جزیہ نہیں ادا کریں گے، ہم عرب ہیں ہم جزیہ نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا کریں گے، جیسے باقی سارے عرب (مسلمان) دیتے ہیں.....تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم اس کو زکوٰۃ کہو ہم اس کو جزیہ کہیں گے اور یوں مسئلہ آسانی سے حل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ، توحید کے مرکز کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وضع کردہ بنیادوں پر ہی تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ واجب یہی تھا کہ کعبۃ اللہ کو ان بنیادوں پر ہی تعمیر کیا جاتا جو اللہ تعالیٰ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھیں، ایسے نبیؑ جنہوں نے توحید کو اور اللہ کے دین کو قائم رکھا۔ لیکن اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور فیصلہ کیا، وہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا یہ لوگ (اہل مکہ) ابھی نئے نئے جہالت سے باہر آئے ہیں، یہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھ پائیں گے۔ مکہ کی عوام نے فتح مکہ کے وقت سے ہی جہالت چھوڑی تھی اس لیے وہ اس بات کو نہیں سمجھ پاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے انسان کے بنائے ہوئے قوانین ہٹائے، لیکن ان قوانین کی جڑ ابھی مضبوط تھی جس کا اثر ان کے اعمال میں نظر آتا ہے۔ جیسا کہ معصیت، گناہ، بدعت اور بھی بہت سے چیزیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظلمات کفر سے نکالا تو اب یہ ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نرمی سے معاملہ کریں اور ان کو دین سکھائیں۔ قابل درگزر کاموں میں جلد بازی نہ کریں۔ جو شخص لوگوں کو اس بات کا حکم دے کہ وہ اپنی داڑھی نہ منڈوائیں اور تمباکو نوشی نہ کریں، تہبند یا شلوار نیچے نہ لٹکائیں لیکن ان کو نماز نہ سکھائے تو ایسے شخص کو آپ کیا کہیں گے؟ جاہل یا غافل؟ یقیناً وہ شخص شریعت کا مفہوم غلط سمجھے ہوئے ہے۔ ابتدائی ہدایات کس بارے میں ہونی چاہئیں؟ پہلے کس کام کا حکم دیا جانا چاہیے؟ فرائض اور واجبات کے بارے میں! اور ہم لوگوں کو کہتے ہیں کہ وہ مقابلہ کریں، دشمن کو پیچھے دھکیلیں، میں ان کو توحید سکھاتا ہوں جو کہ اللہ کا حق ہے اپنے بندوں پر۔ بہت سے لوگ جمہوریت، (باطل) قانون سازی، سوشلزم اور بہت سی ایسی قابل مذمت چیزوں کو مانتے ہیں جو عقیدہ توحید کے سراسر منافی ہیں۔ تو ایسے میں ضروری ہے کہ اُنہیں توحید کے رموز ازبر کروائے جائیں اور دعوت توحید خالص انداز میں اُن تک پہنچائی جائے۔

یہ بات بہت ضروری ہے کہ شریعت کے نفاذ کا آغاز صحیح راستے سے کیا جائے، اگر آپ کسی بات کو نہیں جانتے تو پھر اس کا اقرار کر لیجیے کہ آپ نہیں جانتے اور کسی عالم سے پوچھ کر آگے بات کریں گے، لیکن اگر آپ اللہ کی شریعت پر حاکم بن جائیں اور کہیں یہ شریعت کا حکم ہے اور وہ نہیں! تو یہ طرز عمل درست نہیں۔ جب لوگ آپ سے کسی ایسی چیز کا سوال کریں جو آپ کے علم میں نہیں تو کہہ دیجیے کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کا علم نہیں، اپنی کم علمی کا اعتراف کیجیے اور معاملہ علما کے سپرد کر دیں۔ میرے بھائیو! آپ خود سے کیوں بنیادیں وضع کرتے ہیں؟ کیوں ایسے معاملات میں فتوے دیتے ہیں جن کے بارے میں کلام کرتے ہوئے اکابر علما بھی احتیاط سے کام لیتے ہیں؟ ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر اپنی لاعلمی اور کم فہمی کا اعتراف کیجیے!

اپنی لاعلمی اور کم فہمی کا اعتراف کریں اور اللہ کی شریعت کا مزید علم حاصل کریں۔ صرف کچھ احادیث سیکھ کر اور مزید کچھ باتیں جو کسی نے آپ کو سکھا دیں، اب آپ رائفل لے کر کھڑے ہو گئے اور ایک طوطے کی طرح سے چند باتیں دہرائے جا رہے ہیں! اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریئے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے، شریعت کا علم حاصل کریں اور علما سے سوال کریں۔ اللہ جل شانہ نے آپ کے ذمے فتویٰ دینا نہیں لگایا..... کسی چیز کو حرام قرار دینا اور کسی کو مجرم ٹھہرانا، کسی کو روکنا اور مارنا یہ سرے سے آپ کی ذمہ داری ہے ہی نہیں! صرف اس لیے کہ آپ کے ہاتھ میں رائفل ہے اور آپ نے مکالہ (یمن کا شہر) فتح کر لیا ہے تو آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورا اختیار دے دیا ہے! نہیں، ہم ابھی مکمل طور پر با اختیار نہیں ہوئے! ہمارے نفاذ شریعت کے فہم میں کمی کیا ہے؟ یہی کہ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی طرح ہو جائیں جب کہ یہ ناممکن ہے۔ حقیقت اس سے مختلف ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک ابو بکر (رضی اللہ عنہ) بھی تھے اور ایک ایسے صحابی بھی تھے جنہوں نے ناسمجھی کی بنا پر مسجد کی دیوار پر ہی رفع حاجت کی۔ (اسی طرح) اور بھی مختلف طبائع واحوال کے حامل کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے جن کے اپنے اپنے درجات ہیں۔ ان میں وہ بھی تھے جو نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تھے، کچھ وہ تھے جو درمیانی راہ پر چلنے والے تھے، اور کچھ وہ بھی تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (سورہ فاطر؛32) لیکن اس سب کے باوجود وہ سب اصحاب رسول تھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد، انہوں نے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو نہ پکڑا، تو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے شریعت کا قانون نہیں نافذ کیا؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تو شریعت کا قانون صرف موخر کیا تھا، تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدعت کی؟ کیا وہ (نعوذ باللہ) گناہ گار تھے؟ کیا وہ گمراہ تھے؟ وہ تو خلیفہ راشد تھے لیکن وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ نہ کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں اور ہوں گی جن پر آپ کو اختیار نہیں ہو گا، جن پر عمل کرنے کی آپ قدرت نہیں رکھتے ہوں گے ایسی چیزوں کو چھوڑ دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ نے شریعت کا قانون ہی چھوڑ دیا ..... آپ یہ نا کہیں کہ آپ المکالہ میں داخل تو ہوئے لیکن آپ نے شریعت نافذ نہیں کی۔ میرے بھائیو! فتوے دینا علما کے لیے چھوڑ دیجیے، یہ ان کا کام ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ ہم یہاں اللہ کی شریعت پر حاکم بن جائیں، بلکہ اس لیے کہ ہم وہ بن جائیں جو اللہ کی شریعت پر عمل کرنے والے ہوں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ علما سے سوال کیجیے، وہی جواب دیں گے۔

میرے بھائیو! بات یہ ہے کہ یہاں ایک بڑی خامی ہے، کچھ لوگ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو جو بھی حکم دیں، لوگ صرف اس کی تعمیل کریں، یعنی کہ آج مسلم امت صرف آپ کے احکام بجالانے کے لیے موجود ہے، باقی رہے امت کے حقوق جو آپ پر ہیں تو ان کی نہ کوئی اہمیت ہے اور نہ اس متعلق باز پرس ہونی چاہیے! حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ کیوں کہا کہ میں اس کام کو کرنے کے قابل نہیں؟ شریعت میں جو سزائیں نص سے ثابت ہیں ان میں ہاتھ کاٹنا، کوڑے مارنا، رجم کرنا شامل ہیں لیکن ان کو ہم جنگی حالات میں چھوڑ دیتے ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا، کہ جنگ کے بعد تک کے لیے موخر کر دیے۔ جی ہاں واضح شرعی حدود جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں، یہ اجازت ہے کہ جنگی حالات میں ان سے

اجتناب کیا جائے تو کیا اس بات کی اجازت نہیں کہ ایسے حالات میں عورتوں کو چہرہ نہ چھپانے پر سزا نہ دی جائے؟ یا کوئی اور قابل مذمت کام کرنے پر سزا نافذ نہ کی جائے؟ میرے بھائیو! آپ اس وقت دین سے لاعلم ہیں! صبر سے کام لیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ لوگوں کو بے مہار چھوڑ دیا جائے کہ وہ اللہ کی نافرمانیاں کرتے پھریں ،اعوذباللہ من ذالك۔ لیکن کچھ ایسے قابل مذمت اعمال ہیں جو لوگوں میں جڑ پکڑ چکے ہیں اور کچھ علمانے ان کو جائز قرار دیا ہوا ہے، اب آپ ان لوگوں کے پاس آتے ہیں اور ایک دم سب کچھ ممنوع کر دیتے ہیں اور لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ ایک گروہ ہے جو سب کچھ حرام قرار دیتا ہے، ابھی ان کو دین کا علم ہی نہیں۔ تو میرے بھائیو! ہمیں سب سے پہلے ان کو دین کا علم سکھانے کی ضرورت ہے، ان تمام معاملات سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے اور ان کے نوجوان طبقے کو ان احکام کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔

اور ہمیں اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے احکام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے، ہمیں ہر حال میں شریعت کے فرائض و واجبات لوگوں میں عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پھر اس کے بعد ان کو شرک، معصیات اور منکرات (جن پر علما اور مسلم امہ کا اجماع ہے) سے روکنا چاہیے اور یہ ہم پر فرض ہے! ہمیں یہ کوششیں کرنی ہیں، مال سے، ابلاغ کے ذریعے اور دعوت کے ہر طریقے کو اپنا کر۔ ہاں مگر یہ کام محنت طلب ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ محنت اس میں کرنی ہوگی اور یہ کام ہم پر فرض ہے۔ یہ کاہلی سے اور غفلت میں رہنے سے نہیں ہونے والا، اس میں مسلسل کوشش اور ان تھک محنت لازم ہے۔

اگر آپ ان معاملات کو ترک کر دیں گے جو کہ شریعت نے آپ پر لازم کیے ہیں، جیسے لوگوں کو نماز کا حکم دینا اور ان کو اس طرف بلانا اور اس کے لیے کوشش کرنا، جیسا کہ زکوٰۃ ادا کرنا، دشمن سے مقابلے کی تیاری کرنا، لوگوں کو شرک اور گمراہی میں لے جانے والی بدعتوں سے روکنا تو اس سے خرابیاں پیدا ہونا فطری امر ہے۔ حضر موت میں ہمارے قریب بہت سے مزار ہیں جہاں پر بدعات اور مشرکانہ رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ جیسے قبر والوں سے مدد مانگنا اور ان سے دعائیں کرنا، یہ شرک ہے۔ وہاں قبروں کا طواف کیا جاتا ہے، قبر کے سامنے دعائیں مانگیں جاتی ہیں، یہ سب بدعات ہیں۔ ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی موزوں جگہ پر رکھا گیا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کے تدارک اور روک تھام کی کوشش کریں مگر یہاں یہ سمجھیں کہ یہ قبر ہے کوئی بت نہیں، یہ گمان کرنا کہ یہ قبر ایک بت ہی ہے ، یہ غلط ہوگا۔ باوجود اس کے کہ یہ شرک ہے اور لوگ یہاں آکر شرک کرتے ہیں اور اللہ کے سوا ان قبر والوں سے دعائیں کرتے ہیں..... جب کہ اس کے برعکس بت کا معاملہ یہ ہے کہ وہ جس شکل اور صورت میں ہوگا مسلمان اس کو رد کریں گے، لیکن دوسری طرف یہ قبر ہے جس کی زیارت کی اجازت ہے، لیکن کچھ لوگوں نے بدعت ایجاد کر لی جیسے قبر والے سے دعا مانگنا اور ان کی قبروں سے برکات حاصل کرنا تو چونکہ قبروں سے متعلق تمام اعمال شرک نہیں (جیسے ان کی زیارت کرنا، وہاں جاکر مدفون مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا وغیرہ) لہٰذا ایک قبر کو بت کے برابر نہیں ٹھہرایا جا سکتا..... اسی طرح بتوں کو گرانا، قبروں کو برابر کرنے کے مساوی کبھی نہیں ہو سکتا..... ہاں! قبر پر تعمیر کیا گیا مزار اور گنبد وغیرہ ڈھا دینا فرض ہے مگر یہ بھی اس وقت جب آپ مکمل اقتدار میں ہوں اور اس قدم کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہوں لیکن پھر بھی قبروں کو سرے سے ہی ختم اور معدوم کر دینا درست نہیں۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ "جو قبر اونچی (گنبد والی) ملے اسے برابر کر دو"۔ تو اصل بات یہ ہے کہ آپ کے حقوق و فرائض ہیں اور ان کو پورا کرنے کا ایک موزوں وقت ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: "یہ وہ بے وقوف شخص ہے جس کا قبیلہ اس کی اتباع کرتا ہے" تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اگر بے وقوف شخص (منافق ایانہ بن حسن) ہے تو اسے کو ہٹا دیجیے۔ آپ کیوں بنوغطفان کے سردار کو چھوڑے ہوئے ہیں، بنوغطفان کا سردار ایک بے وقوف آدمی ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے پھر بھی وہ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے؟ اسی طرح ایک اور منافق (عبداللہ بن سلول) مدینہ میں ہے اس کو ہٹا دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اس منافق کو چھوڑے ہوئے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبریں پھیلاتا ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے راز بھی جانتا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابانہ بن حسن کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے آخری دن تک مکہ میں رہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلول کی نماز جنازہ پڑھائی، اپنا کپڑا بھی اس کے لیے دیا جس میں اس کو کفن دیا گیا۔

بھائیو! شریعت کا نزول اور اس کے احکامات عقل سلیم کے عین موافق ہیں، اس کے خلاف نہیں۔ شریعت کا مقصد آپ کی خواہشات کی تکمیل ہرگز نہیں ہے! بلکہ شریعت تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ شریعت وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اور جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، ویسے نہیں جیسا ہم چاہتے ہیں یا جیسے ہم امید رکھتے ہیں۔ واللہ یہ بہت اہم اور بڑے معاملات ہیں، ان کو اپنی رائے کے ذریعے سے تباہ نہ کریں! ان کو علما کے لیے چھوڑ دیجیے۔ اہل علم سے رجوع کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الانبیاء: 7)

"اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو"۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں

لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (النساء: 83)

"وہ جو اس کی تحقیق کرتے ہیں اس کی حقیقت جان لیتے ہیں"۔

اس لیے چاہیے کہ ہم شریعت کی سمجھ بوجھ رکھنے والے (علما) کی طرف رجوع کریں۔ اپنے ذہن میں آنے والے منصوبوں پر ہی عمل درآمد کرنا شروع نہ کر دیں، نہ ہی لوگوں پر یہ لیبل لگانا شروع کر دیں کہ یہ بدعتی ہے، فاسق ہے! کچھ لوگ تو ایسی چیزوں کی وجہ سے جو فی الاصل منکر نہیں لیکن اُن کی نظر میں منکر ہیں بہت سوں کی تکفیر تک کر دیتے ہیں ..... اور ایسا صرف اپنی کم نظری کی بنا پر کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہ لوگوں کو دائرہ اسلام نکال باہر کرتے ہیں! یہ بالکل ناقابل قبول طرز عمل ہے! آپ سے کسی نے نہیں پوچھا کون مومن ہے کون کافر! بلکہ یہ کام علما کا ہے، علما سے سوال کیجیے اور پھر آپ کو حقیقت سمجھ آئے گی۔ لیکن بسا اوقات اس کے برعکس ہم تو خود ہی شریعت کے معاملات میں ایک قاضی، ایک مفتی، ایک حاکم بن بیٹھے ہیں۔ اور اب جو یہ شریعت ہمارے ہاتھ میں ہے ہم جس طرح چاہتے ہیں لوگوں سے ویسے معاملات کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہماری بات نہ مانے تو ہماری نگاہ میں وہ لوگ فاسق، فاجر، بدعتی اور کافر ہو جاتے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ایسے عمل سے! یہ تو دین میں سختی پیدا کرنا ہے! یوں تو سب سے بڑے بدعتی آپ خود ہوئے! ہم بھی آپ کے بارے میں بلا تاخیر ایک فیصلہ سنا دیتے ہیں کہ سب سے بڑے بدعتی تو آپ خود ہیں اور ہمیں آپ کو ہٹا دینا چاہیے، باقی بدعات کی تو اجازت نہیں لیکن جو بدعات آپ کرتے ہیں کیا وہ جائز ہیں؟ یہ تو بہت ہی ظالمانہ طرز عمل ہے! ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں۔

اصل نکتہ یہ ہے میرے بھائیو! کہ دین کو اس کے صحیح فہم کے ساتھ اپنانا چاہیے، ایسے علما سے پوچھ کر سمجھنا چاہیے، وہ جو صالح اور سچے ہیں۔ یہ دین کا حصہ ہیں، اگر کوئی عالم کسی معاملے میں غفلت برتتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بات ساری ختم اور اُن کے متعلق قطعی فیصلہ کر دیا جائے کہ اب وہ عالم نہیں رہے اور جاہل ہو گئے ہیں اور ان سے ہم کوئی بھی علم حاصل نہیں کر سکتے..... اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں ہر اس عالم کو چھوڑ دینا چاہیے جو اپنے شرعی فہم اور اجتہاد کے مطابق کوئی ایسا کام کرے یا رائے رکھے جو اصلاً شریعت کے مطابق نہ ہو، یا کوئی بدعت کا ارتکاب کرے اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں امام ابن حجرؒ، امام النوویؒ، امام ابن حزمؒ سب کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ایسا تو کوئی عالم ہی نہیں جس نے کبھی کوئی چھوٹی موٹی غلطی نہ کی ہو۔ ایسے تو ہم بڑے تکبر کے ساتھ سارے علمائے اسلاف کا انکار ہی کرتے چلے جائیں گے۔ بلاشبہ ہر ایک میں خامی ہے، ہر ایک سے غلطی سرزد ہوئی، کبھی بدعت بھی، کوئی بھی اس سے بالاتر نہیں، ہم سب ایک جیسے ہیں۔ ہم میں کوئی ابو بکرؓ، کوئی عمرؓ، کوئی عثمانؓ، کوئی علیؓ نہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہمارے حال کی اصلاح کرے۔ ہم لوگوں سے ایسے برتاؤ کرتے ہیں جیسے وہ ابو بکرؓ یا عمرؓ ہوں کہ اُن سے غلطی کا صدور ہی ممکن نہیں! مگر ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ ہم خود کہاں کھڑے ہیں؟ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ایسی سختی سے! پھر اسی ذہنیت کے حامل لوگ اپنے فعل سے اعلان کرتے ہیں کہ شریعت تم لوگوں کے لیے آئی ہے، اس کے احکام صرف تمہارے لیے ہیں اور رہی بات ہماری تو الحمدللہ ہم تو مزکی ہیں، اللہ کے پہنچے ہوئے بندے ہیں، ہم تو اس سب سے بالاتر ہیں!

بھائیو! ہمیں ہر حال میں اس سوچ کا سد باب کرنا ہے! یہ ہمارے سامنے واضح ہونا چاہیے کہ شریعت کے نفاذ کا مطلب شریعت کو مشکل بنا کر پیش کرنا نہیں ہے، جیسا آپ چاہتے ہیں یا جیسا آپ سوچتے ہیں۔ اقتدار کا مطلب وہ نہیں ہے جو آپ سمجھتے ہیں۔ بات صرف اتنی نہیں ہے کہ آپ ایک علاقے میں داخل ہوئے، آپ نے اس کو فتح کیا اور آپ حاکم بن گئے.....اگر واقعی آپ کو اقتدار مل گیا ہے تو لوگوں کو ان کے حقوق دلوائیں پھر آپ کہتے ہیں ہم تو یہاں کوئی حقوق نہیں دیکھتے، ہم تو ابھی کسی کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں۔ لوگ آپ سے اپنا حق مانگتے ہیں، وہ بھوک سے افلاس سے مر رہے ہیں اور پھر دشمن بھی ان کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم پر تو یہ فرض نہیں، ہم پر تو صرف یہ فرض ہے کہ ہم گناہ گار کو کوڑے لگوائیں اور صرف وہ لاگو کروائیں جو ہمارے حقوق ہیں لیکن جن حقوق کا ہم سے سوال کیا جاتا ہے وہ ہم پر فرض ہی نہیں تو یہ شریعت کا نفاذ نہیں ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو ہدایت دے، ہمیں اور آپ کو اللہ کا قانون زمین پر نافذ کرنے میں کامیاب کرے، ہمیں نفع بخش علم عطا فرمائے اور وہ علم جو ہم نے سیکھا ہے اس کو ہمارے لیے نفع بخش بنائے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

☆☆☆☆☆

بقیہ: پاکستان پر قابض جرنیلوں اور حکمرانوں سے چند باتیں!

سوفی صد یقین اور ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ جرنیلوں کو سولی پر لٹکانے کا فیصلہ ہوگا، حکمرانوں کے سر قلم ہونے کا حکم صادر ہوگا اور جیلوں میں بند سسکیاں لینے والی ان مظلوم بہنوں اور مقہور مجاہدین کو امت کے ہیروز اور ابطال کی سند فراہم ہوگی!!!

آخری بات....انتظار کرو!

بہنوں کی گرفتاریاں، مجاہدین کی پکڑ دھکڑ اور اللہ کے اولیا کی یہ شہادتیں راہ جہاد کے ہر راہی کو مزید اس راستے پر جماتی ہیں، اس کے دل میں انتقام کا غیظ وغضب بھرتی ہیں اور شہادت کی طرف لپکنے کی تحریض دلاتی ہیں۔ کوئی ایک بہن بھی قید میں ہو یا ایک مومن بھی پابند سلاسل ہو، تو اس ایک مظلوم کی خاطر بھی تمہارے خلاف اٹھان اور تمہارے جبر کے ساتھ ٹکرانا فرض عین ہو جاتا ہے۔ پس یہ مظالم مجاہدین کو مزید حدت اور ولولہ دیتے ہیں اور تمہارے خلاف نئے عزم کے ساتھ انہیں میدان میں اترنے پر اکساتے ہیں، تمہارا ظلم روکنے اور ظالم ہاتھوں کو مروڑنے کے لیے ہر دین دار اور ہر مجاہد ترستا ہے۔ پھر یہ بھی سن لینا! ہماری ماؤں، بہنوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھا کر الٹا ہمیں خواتین اور بچوں پر ظلم ڈھانے کی تہمت کسی کام ہیں آئے گی....! ہم اللہ تعالیٰ کے اذن سے ظلم کے سامنے اگر کھڑے ہو سکتے ہیں، تو ظالم کو پہچاننا اور اس کا ہاتھ توڑنا بھی خوب جانتے ہیں، ان ماؤں، بہنوں اور بھائیوں کا انتقام لینا ہماری ذمہ داری ہے، یہ فرض ہے، ہمارے اوپر قرض ہے مگر ہمارا یہ انتقام مظلوم اور ظالم میں تمیز کرتا ہے اور خواتین و بچوں اور تم جیسے مجرمین میں فرق بھی جانتا ہے۔ پس تمہارے اس ظلم کے نتیجے میں ہماری تلواریں تمہیں ہی ڈھونڈیں گی، نہ ادارہ تمہیں بچا سکے گا اور نہ فرار ہی تمہیں کوئی فائدہ دے گا، ان شاءاللہ! جو افسر اور جو اہل کار بھی ان مظالم میں شریک ہے، اس کو ڈھونڈنا، اسے اس کے لیے کی کڑی سزا دینا اور دوسروں کے لیے نشانِ عبرت بنانا ہم مجاہدین 'اللہ کے اذن سے اپنی اولین ترجیح سمجھتے ہیں۔ تمہاری حکومت اور سیکورٹی رہے یا نہ رہے، مجاہدین رہیں گے، ان شاءاللہ! اور ہر آنے والا دن اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کے موقف کی فتح اور قوت میں اضافے کا دن ثابت ہو رہا ہے....پس انتظار کرو ہم بھی انتظار میں ہیں....!

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

☆☆☆☆☆

'اسلامی تحریکوں کے لیے'

شیخ حامد کمال حفظہ اللہ

'قومی دھارا' ایک دلدل ہے خالص اسلامی سوچ کا تحفظ ہر شخص پر فرض ہے!

جاہلیت کی فضا میں زندگی گزارنا ایمانی صحت کے لیے خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہیں آلودگی بری طرح پھیلی ہو تو وہاں آپکو سانس لئے بغیر تو چارہ نہیں مگر پھر بھی آپ کو ناک پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے۔ صفائی کی غرض سے وہاں رہنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مگر آپ کو وہاں بے شمار احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ اپنے نظام مدافعت کو شدید مضبوط رکھنا پڑتا ہے اپنے سب انتظامات کو بار بار چیک کرنا پڑتا ہے۔ ایسی جگہ کی خاص بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کر کے بھی آپکو پوری طرح تسلی نہ ہو۔ جو وہاں تسلی کر کے بیٹھا سمجھیے بس وہ مارا گیا۔ ایسی جگہ پر فکر مندی ہی آپکا بڑا ہتھیار ہوتا ہے۔ اس سے آپ بڑا کچھ کر سکتے ہیں۔ پھر سب کچھ کرنے کے باوجود اس بات کا امکان ختم نہیں ہو جاتا کہ آپ پر بیماری کا کچھ نہ کچھ حملہ پھر بھی ہو جائے۔ لہذا جونہی کہیں مرض سے متاثر ہونے کے آثار نظر آئیں تو اگر آپ سمجھدار ہیں تو اپنی قوت مدافعت یا اپنے انتظامات کی تعریفیں کرنے کی بجائے علاج کی جلدی کرتے ہیں۔ پھر آلودگی کی فضا میں اس بات کا بھی امکان رہتا ہے کہ یہاں آئے روز نئے وائرس پرورش پائیں۔ اس لیے یہ ضروری نہیں جو علاج آپ پچاس یا سو برس پہلے کرتے تھے اب بھی وہی جاری رکھیں۔ ایسی جگہ پر آپکو ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے اور ہر نئی صورت حال کے لئے ہر دم تیار۔ یہ بھی آپ جانتے ہونگے کہ نو عمر وبائی اثرات کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔

آلودگی کے ضمن میں آپ اس سے بھی واقف ہونگے کہ اس کا سب سے پہلے قوت احساس پر اثر ہوتا ہے اور کچھ دیر کے بعد آپ کو لگتا ہے کہ آپ صاف ستھری جگہ پر ہیں۔ اور آپکے ارد گرد کہیں کوئی خرابی نہیں۔

جاہلی معاشروں میں رہتے ہوئے دیندار حضرات ان سب حقائق پر غور فرمائیں تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے آپ نے جاہلی فضاؤں میں سانس لینے کے لئے اور اپنی آئندہ نسل کے لیے کیا انتظامات کر رکھے ہیں؟ یہ ایک اجتماعی سوال ہے اور اسکا جواب بھی آپکو اجتماعی طور پر ہی تلاش کرنا ہو گا۔ فی الحال ہمارا صرف اس پر بھی اگر اتفاق ہو جائے کہ ہمارے ارد گرد کی فضا بہت آلودہ ہے تو ہم اس کو بڑی پیشرفت جانیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں تو احساس زیاں کو کہیں سے ڈھونڈ لانا ہی جوئے شیر لانا ہے۔ یہاں اللہ کے سوا ہماری کون مدد کر سکتا ہے۔ شعیب علیہ السلام کے الفاظ کے سوا یہاں اصلاح کے کسی خواہشمند کے پاس کہنے کو کیا ہے

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب (ھود)

نظر کا مسئلہ

ملت اور امت کا تصور جو ہمیں اپنے دین سے ملتا ہے وہ دارالاسلام سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ چاہے یہ دنیا میں اسوقت عملی طور پر قائم نہیں مگر یہ دلوں میں جب تک قائم ہے اور ذہنوں میں جب تک واضح ہے تب تک فکر اور پریشانی کی وہ بات نہیں جو اس وقت ہونی چاہیے جب یہ دلوں سے محو کر دیا جائے اور ذہنوں تک سے صاف۔ چلیئے دارالاسلام کا تصور دنیا میں عملاً قائم نہیں مگر سوال یہ ہے کہ یہ دین سے مخلص مسلمانوں کے ذہن میں بھی واضح اور قائم ہے۔ کاش کہ اس سوال کے جواب میں دو رائے ہو سکتیں مگر حقیقت یہ ہے کہ بہت تھوڑی تعداد کو چھوڑ کر یہاں پر بھی جواب نفی میں ہے۔ کاش کہ آج اسلام کو جو مسئلہ درپیش ہے وہ صرف حکومت اور سلطنت کا ہوتا۔ تب ضرور ہم بھی اس کے حل کا آغاز سلطنت کے قیام اور حکومت کی تبدیلی سے کرنے کی صدا بلند کرتے۔ مگر یہاں تو مسئلہ بہت نیچے کی سطح پر آ چکا ہے۔ یہاں تو 'امت' اور 'ملت' کا تصور دلوں میں زندہ نہیں ذہنوں اور خیالات تک میں کہیں نہیں بستا، دنیا میں کیونکر قائم ہو گا اور اگر آپ اس بات کو انتہا پسندی پر محمول نہ کریں تو میں عرض کروں کہ خود لفظ 'اسلام' بھی اپنے معنی اور حقیقت کے اعتبار سے بیشتر دیندار مسلمانوں پر بہت واضح نہیں۔ آپ کو 'مسئلے' کا حقیقی حل نکالنے کے لئے بہت پیچھے آنا پڑے گا۔ بہت آگے کھڑے ہو کر امت کو غلبے کی صدائیں دینا کسی فائدے کا نہیں۔

'نیشن' کا فلسفہ اور توحید کا عقیدہ ملک و ملت دو الگ حقیقتیں ہیں

اس وقت دنیا میں 'ملکوں' اور 'ریاستوں' کا جو جاہلی تصور رائج ہے اس کی کچھ حقیقت ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ جبکہ 'ملت' اور 'امت' کا تصور ویسے ہی ایک مسلمان پر واضح ہونا چاہیے۔ مگر کیا آپ نے کبھی غور فرمایا کہ یہ 'ملک و ملت' کا لفظ کیونکر ہماری زبانوں پر ٹیپ کے مصرعے کی طرح رہتا ہے۔ 'ملک' اور ملت دو انتہاؤں کو ہم کس آسانی سے ایک لفظ میں اکھٹا کر لیتے ہیں۔ یہ دو متضاد لفظ ہم بغیر کوئی وقف کئے کس روانی سے ایک سانس میں بول جاتے ہیں۔ کیا پھر بھی آپ فضائی آلودگی کے اثرات کو

تسلیم نہیں کریں گے؟ بظاہر 'ملک وملت' کا یہ مرکب کس قدر بے ضرر ہے سنتے ہی اس پر قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے! مگر کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ 'ملک وملت' پر مرنے لگے تو یہاں 'ملک وملت' ایک نہیں ان کی اس وقت تعداد پچپن ۵۵ تک پہنچتی ہے۔اس وقت ایک نہیں پورے پچپن 'ملک وملت' ہیں آپ کو ایک کا انتخاب کرنا ہوگا! پھر جب بات انتخاب کرنے پر آرہتی ہے تو وہ انتخاب ' ملک ' کا ہوگا۔ 'ملت' تو ہر ملک کے ساتھ ویسے ہی آجاتی ہے۔ یہاں 'ملت' تو خود 'ملک' کے تابع کردی گئی ہے! پھر اس کو ' ملک' کے بعد سہی مگر ساتھ ذکر ہونا کیوں ضروری ہے؟ ہمیں بھی اس سے انکار نہیں کہ ملت سے تبرک حاصل کرنا ہر جگہ باعث ثواب جانا جاتا ہے اور اس کے بڑے فوائد ہیں۔ یہ 'ملک وملت' محض اس سلسلے کی ایک مثال ہے آپ تھوڑا سا غور کر لیجئے تو آپ کو ' مطالعہ پاکستان' کی افادیت کا قائل ہونا پڑے گا۔

مطالعہ پاکستان اپنا آپ قومیائے جانے سے آگاہ رہیئے

مطالعہ پاکستان سے ہماری مراد صرف ایک مضمون نہیں جسے میٹرک کے امتحان میں پاس کرنے کے لیے پچیس یا تیس نمبر لینے پڑتے ہیں۔اس کا دائرہ ہمارے نزدیک خاصا بڑا ہے آپ کو یہ اردو کے مضمون میں بھی مل جائے گا اور انگریزی کے مضمون میں بھی، تاریخ، جغرافیہ، معاشرتی علوم، شہریت ہر جگہ آپ یہی پڑھیں گے۔ بعید نہیں آپ کو حساب کے کچھ سوال بھی اس کی روشنی میں حل کرنے پڑیں۔ ہمارے نزدیک تمام رائج تعلیمی نصاب دراصل ' مطالعہ پاکستان' ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، ذرائع ابلاغ بشمول ریڈیو، ٹی وی ،اخبارات، جرائد، میگزین، سیمینار، تقریبات سب 'مطالعہ پاکستان' ہیں۔اور تو اور بہت سی مساجد کے خطبات اور دینی اجتماعات سے لے کر جلسے اور جلوس تک 'مطالعہ پاکستان' ہیں۔ایک طرف یہ ہے تو دوسری طرف سیاسی پارٹیوں کی سرگرمیاں، سینما میں فلم سے پہلے یا بعد میں نشر ہونے والا قومی ترانہ یا ملی نغمے اور حتیٰ کہ تھیٹر اور شوبزنس کے بہت سے شاہکار آپ کو لاشعوری طور پر دراصل یہی مضمون پڑھا رہے ہوتے ہیں۔ آپ مسجد جائیں یا سینما اس مضمون کے سبق آپکو ہر جگہ مل جائیں گے اس سے بچ کر آپ جا کہاں سکتے ہیں!؟

حقیقت یہ ہے کہ ہماری یہ گفتگو کسی ایک ملک پر مرکوز نہیں ہر ملک میں قومیت نے یہی گل کھلا رکھے ہیں۔ گو ہر ملک کی تعبیرات مختلف ہیں مگر ہر ملک کے 'مطالعہ' کا مضمون کم وبیش ایک سا ہے۔ ہر ملک میں چونکہ 'اسلام' کی آمیزش کی احتیاج مختلف ہے اس لیے آپ کو مسلم ملکوں کے قومی مطالعہ میں جو فرق نظر آئے گا بس وہ اسی احتیاج کے زیادہ یا کم ہونے کی بنا پر ہوگا۔ اصولاً سب کی یا بیشتر کی جہت ایک ہے۔ 'مطالعہ پاکستان' کا لفظ یوں سمجھئے ہم نے مجازاً استعمال کیا ہے۔ ہماری اس سے اصل مراد ہر ملک کی وہ قومی سوچ ہے جو محض وہاں کے تعلیمی اداروں میں نہیں بلکہ ابلاغ اور تاثیر کے ہر فورم کے ذریعے عام کی جاتی ہے۔ لفظ 'نصاب' سے بھی یہاں زیادہ تر ہماری وہ عمومی مراد رہے گی جو محض سکولوں کالجوں میں رائج نہیں بلکہ جس کے اسباق تعلیم یافتہ اور ناخواندہ طبقوں کو یکساں طور پر دیئے جاتے ہیں۔

دنیا میں جاہلی نصاب 'وطن سے محبت' کے اسباق پہلے کبھی خالی نہیں رہے۔ یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ 'وطن سے محبت' کے اسباق یہاں ۴۷ء کے بعد داخل نصاب ہوئے ہیں۔اس سے پہلے جو لوگ امتحان پاس کرتے تھے اور کاروبار زندگی میں شریک ہوا کرتے تھے عموماً ان کو بھی وطن سے محبت کے سبق یاد ہی کرنے پڑتے تھے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دھرتی سے الفت رکھنے کی وجوہات اور توجہات ہر دور اور ہر ملک میں بدل جاتی ہیں۔ حب الوطن من الایمان ایسی خرافات کی تفسیر ۴۷ء سے پہلے کسی اور انداز سے ہوتی تھی اب یہ ہے کہ ذرا اور انداز سے ہوتی ہے۔ ۷۱ء سے پہلے مشرقی یا مغربی پاکستان کی سرزمین پر پیدا ہونے والے کسی ابن آدم پر جتنے لاکھ مربع میل سے وفادار رہنا اور اس پر مر مٹنا 'شرعاً' فرض تھا۔ ۷۱ء کے بعد اس میں یک لخت کئی لاکھ مربع میل کی کمی واقع ہوگئی اور اب کوئی تیس سال سے دونوں ملکوں کے 'قومی مضمون' میں اس رقبہ کے اندر قابل لحاظ تخفیف کردی گئی ہے جس پر مر مٹنے کی خواہش رکھنا ان سب انسانوں کے لیے جزو ایمان کی حیثیت رکھتا تھا جو محض اتفاق سے اور قدرت کے کرنے سے ان ملکوں میں پائے جاتے ہیں یا وقتاً فوقتاً یہاں پیدا ہوتے رہتے ہیں!

اگر آپ اللہ کی زمین پر کراچی سے لے کر خیبر تک کے علاقے میں پیدا ہوتے ہیں تو آپ پاکستانی ہیں۔ آپ کو مطالعہ پاکستان پڑھنا ہوگا۔ قومی نظریے پر ایمان رکھنا ہوگا۔ اگر آپ دین دار شہری ہیں تو آپکو 'اسلام اور پاکستان' کی گردان کرنی ہوگی اگر بے

دین ہیں تو صرف 'پاکستان' کی۔ہاں اگر آپ طور خم سے چند گز پرے پیدا ہوئے ہیں تو آپکی وفاداریوں کا نقشہ مختلف ہو سکتا ہے۔ تب آپ کے اسلام کے ساتھ کوئی اور جوڑ لگے گا[افغانستان میں جس جانب کو پیش رفت ہو رہی ہے اگر وہ اسی انداز میں جاری رہتی ہے تو کچھ بعید نہیں کہ وہاں اسلام کے ساتھ کسی اور جوڑ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ واللہ غالب علی امرہ]۔اور اس صورت میں 'اسلام اور پاکستان' پر ایمان کے بغیر بھی آپ کی نجات ممکن ہے۔ اگر آپ تربت اور تافتان کی سرحد سے ذرا پرے پیدا ہوئے ہوں تو وہاں کے سکولوں میں آپ کو جو کتاب کھولنے کو ملے گی اس میں ہو سکتا ہے 'اسلام اور ایران' کی گردان لکھی ہو۔

مگر کیا اسلام بھی قومیایا جا سکتا ہے؟

خود اسلام کو بھی ہر ملک کے اندر اب اپنی شہریت کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ اسلام کا اب چونکہ اپنا کوئی گھر نہیں اس لیے اسلام کو اب کہیں سعودی عرب کا وفادار ہو کر رہنا پڑتا ہے تو کہیں مصر کا۔اسلام کویت میں ہے تو اس کا فرض منصبی ہے کہ کویت کو بچائے عراق میں ہے تو عراق کو فتح دلائے۔ ہر ملک کے اندر اس ملک کا تحفظ کرنا 'اسلام' ہے! اسلام سے یہ کام لینے کے لیے اب ہر ملک میں مذہبی شخصیات کی اچھی خاصی تعداد مصروف کار ہے کسی گمراہی کو ثابت کرنا ٹھہر ہی جائے تو آیات اور احادیث کی کمی بھلا کب ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کا نام لے کر اپنی اپنی حکومتوں سے تعاون کرتے جانے کے دلائل کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ مگر صورتحال انتہائی مضحکہ خیز ہو جاتی ہے جب ان ملکوں کے قومی مفادات آپس میں ٹکراتے ہیں تو ساتھ ہی ایک ملک کے علماء کا 'اجتہاد' دوسرے ملک کے علماء کے 'اجتہاد' سے متعارض ہو جاتا ہے۔ پھر یہ ایک دوسرے کو اسلام سے گمراہی اور غداری کے طعنے تک دے لیا کرتے ہیں۔ پاکستان کے بعض مذہبی حلقے پاکستان کے لیے جذباتی ہوتے وقت ہندوستان کے ان علماء کو شدید طور پر مطعون اور موردالزام ٹھہراتے ہیں جو اپنے گمان میں ہندوستانی مسلمانوں کے وجود اور مفاد کے تحفظ کے لیے اپنی حکومت سے تصادم کے حق میں نہیں ہیں بلکہ کبھی کبھار تو یہ پاکستانی مذہبی طبقے ان علماء کو بھی معاف کرنے پر راضی نہیں ہوتے جو ہندوستان میں اپنی علمی اور دعوتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں کی کئی قیادتیں پاکستان کے ان مذہبی راہنماؤں پر شدید تنقید کرتی ہیں جو ان کے بقول۔۔ پاکستانی مفادات کی خاطر ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے مصائب کھڑے کر رہے ہیں۔ حتی کہ ہندوستان کی ایسی بعض اسلامی قیادتیں ان لوگوں کو بھی برا جانتی ہیں جو اسلام اور کفر میں فرق اور مفاصلت کی بات کرتے ہیں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر چلنے کو برا جانتے ہیں۔ خلیج کی جنگ کے دوران تو صورتحال انتہائی شرمناک تھی۔ ہر ملک میں اسلام کا تقاضا حیرت انگیز حد تک مختلف تھا۔ سعودی عرب میں 'اسلام' کی رو سے امریکی فوجوں کا کیل کانٹے سے لیس ہو کر اور اپنے جدید ترین طیارہ بردار بحری بیڑوں پر سوار ہو کر عرب سرزمین پر چڑھ آنا جائز ہی نہیں واجب تھا۔ دوسری طرف یمن اور اردن کی حکومتوں کا موقف چونکہ سعودی موقف سے مختلف تھا اس لیے وہاں یہی 'اسلام' کچھ اور کہہ رہا تھا۔ یہاں اسلام کی رو سے امریکی فوجوں کا آنا حرام تھا۔ تیسری طرف چونکہ مصر امریکی اتحادیوں میں پیش پیش تھا اس لیے علماء ازہر کی نظر میں عراق امریکہ سے کہیں زیادہ برا تھا اور 'اسلام' کی رو سے امریکی فوجوں کا آنا ملت اسلام کی بقا کے لیے لازمی اور ضروری تھا۔ چوتھی طرف آپ عراق کے علماء کے فتاوی سنتے تو حیران رہ جاتے کہ اسی اسلام کی رو سے امریکی فوجوں کا یہاں آنا کفر عظیم تھا۔ اندازہ فرمایئے ایک ہی اسلام ہے مگر ہر ملک میں اس کا تقاضا کس قدر مختلف اور متعارض؟ آپ دیکھ نہیں رہے اسلام کو اس وقت کیا سمجھ لیا گیا ہے؟ ہر ملک کی ہر لمحہ بدلتی ضرورتیں کس آرام سے اس کی گردن مروڑ سکتی ہیں! کوئی بتائے اسلام نے ان ملکوں کے قومی مفادات کے تحفظ کا اجارہ کب لیا ہے جو ہر جگہ ہمیں اسلام کے نام پر یہ خواری اٹھانی پڑے؟ آپ غور تو کیجئے اسلام کے ساتھ اس وقت کیا کیا ستم نہیں ہو رہا؟ اس سے کیا کیا بیگار نہیں لیے جا رہے؟ یہ ہے وہ نوکری جو جاہلیت اسلام کو اپنے ملک میں رکھ کر اس سے کرانا چاہتی ہے۔ جس ملک میں اسلام کو سرکاری سرپرستی میں رہنا ہے وہاں اس سے یہ بیگار بھی لیا جاتا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ بیگار لینے کا کام قانون کی دفعات نہیں خطبہ مسنونہ اور آیات واحادیث کی تلاوت فرما کر ہوتا ہے!

آپ کے خیال میں کیا یہ محض اتفاق ہے کہ 'پاکستانی' علماء کا تصور اسلام پاکستانی مفادات کا غماز ہے تو 'ہندوستانی' علماء کا تصور اسلام وہاں کے مفادات کا عکاس؟ کیا یہ بھی محض اتفاق ہے کہ 'سعودی' علماء کا فتوی تقریباً ہمیشہ ہی سعودی پالیسیوں کے

مطابق ہوتا ہے اور 'علمائے ازہر' اسلام کی جو بھی اور جب بھی کوئی تفسیر کریں وہ کمال خوبصورتی سے بلکہ حیرت انگیز حد تک انور سادات اور حسنی مبارک کے فیصلوں کے ساتھ میچ کر جاتی ہے! اگر یہ سب اتفاقات ہیں تو ایسے اتفاقات ہمیشہ ہی کیوں رونما ہو جاتے ہیں اور اتفاقات کا یہ سلسلہ کبھی رکنے میں کیوں نہیں آتا؟

اگرچہ ان واقعات کو ہم محض اتفاق ماننے کے لیے تیار نہیں مگر ایسا بھی نہیں کہ ہمارے خیال میں اسکی وجہ صرف بدنیتی یا غرض پرستی اور ملی بھگت ہو۔ لہذا ہماری بات کو ہر گز کوئی غلط پیرائے میں نہ لے کسی کو بدنیتی کے الزام دینا ہر گز ہمارے پیش نظر نہیں خصوصاً دینی قیادتوں اور تحریکی قوتوں کی بابت تو ایسا مفروضہ قائم کرنا ہم کسی صورت درست نہیں سمجھتے۔ بعض افراد کی حد تک ایسا خیال درست بھی ہو تو سب کی سب دینی قیادتوں کی بابت غرض پرستی کا مفروضہ قائم کرنا ہماری نظر میں شریعت کی رو سے درست ہے اور نہ واقعے کی رو سے۔ یہاں اگر کوئی تنقید ہے تو وہ محض کسی کے نقطہ نظر اور موقف پر ہے نہ کہ اس کی ذات یا نیت پر۔ اگر ہم کسی کے موقف پر تنقید کرتے ہیں تو اس کے اخلاص سے ہمیں مجال انکار نہیں۔ اس کے برعکس ہو سکتا ہے اس میں اخلاص ہم سے زیادہ ہو۔ ہمیں کیا معلوم کہ اسلام کے لئے کسی نے کیا کچھ قربانی دے رکھی ہے۔

یہ 'قومی' کوتاہ نظری صرف مواحدانہ بصیرت سے دور ہو سکتی ہے

اب جہاں تک اس صورتحال کا تعلق ہے تو اس کی وجوہات اور پس منظر کا بیان ایک طویل موضوع ہے مگر اس وقت ہم ایک بات کی جانب اشارہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں ۔ معاملہ یہ ہے کہ جدید استعمار نے ملکوں کی دیواریں اس قدر اونچی اٹھا رکھی ہیں کہ ان سے گزر کر آگے دیکھنا ہماری موجودہ دینی قیادتوں کے لئے ممکن ہی نہیں۔ یہ دیواریں جو مسلمانوں کو امت کے طور پر دیکھنے تک نہیں دیتیں صرف مادی نہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ قیادتیں ایسی گئی گزری نہیں کہ آگے بڑھ کر خود ان کو گرا دینے میں پس و پیش کرتیں۔ مگر یہ دیواریں مادی سے زیادہ نظریاتی ہیں نظریاتی سے بھی زیادہ شاید یہ نفسیاتی ہیں اور اتنی پکی کہ ان سے گزرنے کے لیے کوئی انٹرنیٹ سے بڑی چیز ہو تو بھی شاید کام نہ دے۔ استعمار کی تعمیر کی ہوئی ان دیواروں سے گزرنے کے لئے اگر کوئی چیز کام دے سکتی ہے تو وہ خود اسلام ہی ہے۔ بشرطیکہ وہ خالص ہو اور اس کے ساتھ کسی ملک کا جوڑ نہ لگا ہو۔ ایسا اسلام جس کے سر پر کسی طاغوت کو دست شفقت رکھنے کی جرات نہ ہو۔ اس وقت یہ جتنے جوڑ آپ کو 'اسلام' کے ساتھ لگے ہوئے نظر آئیں گے یہ سب جاہلیت کی پیداوار ہیں اور استعمار کی چھوڑی ہوئی چیز۔ جاہلی اسلام سے صرف جاہلیت کی خدمت ہو سکتی ہے اور قومی اسلام سے صرف قومیت کی۔ مگر خالص اسلام لوگوں کو اتنا عجیب اور سُونا سُونا لگتا ہے کہ خود دنیدار حضرات بھی اسلام کے ساتھ کسی ملک یا کسی حکومت یا کسی فوج یا وقت کی کسی طاقت کا جوڑ لگائے بغیر اسے لے کر چلنے کی روادار نہیں۔ چنانچہ ایسی صورتحال کے ہوتے ہوئے عالم اسلام میں جاہلیت کی کھڑی کی ہوئی دیواروں کو فی الحال کوئی خطرہ نہیں ان جاہلی دیواروں کو کوئی خطرہ ہو سکتا ہے تو اس دن سے جب دینی قیادت خالص اسلام کے ہاتھ آگئی جس دن 'اسلام' کے ساتھ چپکے ہوئے جاہلیت کے سب داغ دھبے دھل گئے اور اسلام اپنی نکھری اور اجلی شکل میں دنیا کو روشن کرنے لگا جس دن مسلمان دنیا کو کسی ملک کی نگاہ سے نہیں صرف اسلام کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہاں اس دن ضرور ملکی مفادات اور دینی قیادتوں کے مابین مکمل ہم آہنگی کے یہ حیرت انگیز اتفاقات رونما ہونا بند ہو جائیں گے اس دن ضرور یہ امید کی جا سکتی ہے کہ عالم اسلام کو پاکستان کی نظر سے یا سعودی عرب کی نظر سے یا ایران کی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ اس دن عالم اسلام کو امت اسلام کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ فی الوقت ہر ملک کی دینی قیادت اسلام کو مظلوم دیکھتی ہے تو صرف اپنے ملک سے باہر اور وہ بھی اتنا ہی جتنا کہ اسے 'دکھایا' جاتا ہے جس دن یہ قیادتیں اسلام کے ساتھ ہونے والے اس ظلم اور استحصال کا بھی ادراک کرنے لگیں جو ان کے اپنے دیس میں ہوتا ہے بلکہ اپنی قومی قیادت کی زیر انتظام ہوتا ہے اس دن یہاں جاہلیت کی کھڑی کی ہوئی دیواریں یقیناً خطرے میں ہونگی۔ یقین کیجئے یہ دیواریں جو مادی سے زیادہ نظریاتی اور نفسیاتی ہیں اگر ٹوٹ جائیں تو یہ امت بہت بڑی ہو جائیگی۔ تب اسلام کی عملی فرمانروائی کا وقت آنے میں چاہے دیر لگے مگر دلوں میں 'دارالاسلام' ضرور قائم ہو جائے گا۔ فی الحال یہی کام ہمارے پیش نظر ہونا چاہیے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

اپریل 2009ء کا وہ دن جب ٹیلی ویژن چینلز پر اچانک ۸ درجے کا زلزلہ برپا ہو گیا۔ اینکرز کے کف آلود دہانوں سے ابلتا پھوٹتا غیظ وغضب! سارے اسلام پسند ٹھرّا اٹھے۔ طالبان نے ایک لڑکی پر شرعی حد جاری کر دی۔ ویڈیو سامنے آ گئی۔ بریکنگ نیوز نے چھت پھاڑ سماں پیدا کر رکھا تھا۔ علما حضرات، اہلِ دین حاضر کر دیے گئے۔ ٹیلی ویژن پر شریعت، اسلام کے حوالے سے چاند ماری کا جو بے خوف، بے باک سماں تھا وہ آج بھی دل دماغ پر نقش ہے۔ ٹھنڈا پانی پیا۔ سورۃ النور کے احکام اور طریقِ کار تازہ کیا۔ اب جو ویڈیو سوات کو سر کی آنکھوں سے ہوش و حواس جگہ پر لا کر دیکھا تو بے شمار شرعی، واقعاتی خامیاں سامنے آئیں۔ خود طالبان نے اسی وقت تردید کر دی کہ یہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے مغرب نواز این جی اوز میں سے کسی کی کارستانی ہے۔ مگر میڈیا جس طرح وقتاً فوقتاً 'کتا تمہارا کان لے گیا' کہہ کر قوم کو دوڑنے پر لگا دیتا ہے۔ سب دوڑ پڑے۔ بہت دن بعد یاد آتا ہے کہ بلا وجہ ہانپے۔ کان چیک تو کر لیتے جو وہیں موجود تھا۔ ایسا بارہا ہوا لیکن ہم نے دوڑنا، ہانپنا نہ چھوڑا۔ اب دیکھئے کہ اس واقعے پر جسٹس افتخار چوہدری نے جو سوموٹو نوٹس لیا تھا تو ے سالوں بعد اس کا جواب بالآخر آ ہی گیا۔ (15 دن کی مہلت دی گئی تھی!) اگرچہ راز تو جلد ہی کھل گیا تھا مگر اب سرکاری وکیل کے اقرار سے مہر صداقت ثبت ہو گئی کہ حقیقت کیا تھی۔

یہ عجب بات ہے کہ انگریزی اخبارات نے اس خبر کا بلیک آؤٹ کیا ہے! اسلام کو بدنام کرنے، نفرت پھیلانے، شریعت کا خوف، ہوّا کھڑا کرنے اور امریکہ کی ایما پر سوات آپریشن کرنے کے لیے ایک این جی او نے یہ ویڈیو ڈرامہ بنایا تھا 5 لاکھ کی لاگت سے بڑے نامور جغادری اینکروں اور چینلوں نے بہت جلد حقیقت کھل جانے کے باوجود معذرت، معافی تلافی کی ضرورت محسوس نہ کی۔ عوام کالانعام جو ٹھہرے۔ ریوڑوں سے کیسی معذرت جنہیں وہ صوتی برقی لہروں پر نچاتے ہیں۔ کالم نگاروں نے بھی اہل اسلام اور اسلام کے جی بھر کے لتے لیے تھے۔ بات صرف دماغوں میں جھوٹ کا زہر بھرنے تک تو نہ تھی۔ اسی ویڈیو کے نتیجے میں حکومت طالبان امن معاہدہ ٹوٹ گیا۔ سوات آپریشن کے نتیجے میں لاکھوں افراد بے گھر ہوئے۔

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

ویڈیو کے نتیجے میں ملک بھر میں نہ ختم ہونے والے انتقام کی آگ دو طرفہ بھڑک اٹھی۔ دھماکوں اور قتل و غارت گری کا لامتناہی سلسلہ چل نکلا۔ عراق میں عام تباہی کے ہتھیاروں کا میڈیائی ڈھنڈورا پیٹ کر، دنیا بھر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر لڑی گئی جنگ جس میں عراق لہولہان ہو گیا عین اسی طرح کے جھوٹ کا شاخسانہ تھا۔ بش اور بلیری نے اعتراف کر لیا اس جھوٹ کا۔ لاکھوں مسلمان مار کر ٹونی بلیئر نے معافی مانگ لی ۔ ہمارے ہاں اس کی ضرورت بھی نہیں! (عقل پرست لبرلز سے معذرت کے ساتھ)۔ یہ عین وہی نقشہ ہے جو حدیث میں اجتماعی سطح پر پھیلائے جانے والے جھوٹ کے حوالے سے ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

> ''میں نے (خواب میں) دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ شخص جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معراج کی رات اس حالت میں) دیکھا تھا کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ بہت بڑا جھوٹا تھا۔ وہ جھوٹی باتیں کرتا تھا جو پھر اس سے دوسرے لوگوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ تمام گوشوں تک پھیل جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت کے دن تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ [یعنی اس کے جبڑے چیرے جاتے رہیں گے] (بخاری)

انفرادی سطح پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بلا تحقیق آگے بیان کرتا پھرے۔ سو دنیا بھر میں جھوٹ کی فیکٹریاں شرق تا غرب میڈیا کے بھونپوؤں نے کھول رکھی ہیں۔ بڑے بڑے نشریاتی ادارے جس بے خوفی و بے جگری سے یہ کام سر انجام دے رہے ہیں عراق پر جنگ سے پوری مسلم دنیا میں بھڑکائی گئی آگ اس کا بین ثبوت ہے۔ یہ سب اس جبڑا چیرے کالے سکرین کے جھوٹ کا شاخسانہ ہے جو سچے کو جھوٹا، جھوٹے کو سچا، ایمان دار کو خائن، خائن کو امانت دار باور کروا رہا ہے۔ نیز ابن ماجہ کی حدیث کے مطابق۔ رویبضہ خوب بولیں گے۔ پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عامۃ الناس کے معاملات پر اختیار رکھنے والا احمق، ہلکا اور کم

عقل! اوباما کا آخری خطاب فرماتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کو کئی دہائیوں تک عدم استحکام کا خدشہ رہے گا۔ جو بیچ آنجناب اور ان کے پیش رو بو گئے ہیں وہ آتش فشانی کرتے رہیں گے۔ کئی دہائیوں تک ہماری معیشت دہشت گردی کی صنعت پر چلے گی۔ این جی اوز (ویڈیو سوات جیسی خدمات کے لیے)، تھنک ٹینک، فیشن اور اس سے منسلک صنعتوں کے جال، تعلیم (کے ذریعے نوجوان نسل میں عدم شناخت فکری انتشار) میڈیا میں عالمی چوہدریوں کی سرمایہ کاری جاری رہے گی۔ بھاری تنخواہوں اور لینڈ کروزروں کی فراہمی دہائی تک جاری رہے گی۔ نظریہ پاکستان (والے) لاپتہ رکھنے میں کمی نہ ہو گی۔اس جنگ سے خود امریکہ ایک طرف بے آواز لاٹھی کی زد میں آکر بگولوں، سیلابوں، طوفانوں سے نمٹ رہا ہے۔لاکھوں افراد کی ایک دہائی کے دوران خود کشیوں پر سر پکڑے بیٹھا ہے۔ خود امریکہ دہشت گردوں کے ہاتھوں لاکھ سے زائد ہلاکتوں کا ذائقہ چکھ چکا ہے۔ اس سال500 ملین ڈالر تو صرف امریکیوں کی ذہنی سطح بہتر کرنے کے لیے مختص کئے گئے ہیں۔ (اس کارِ خیر میں تو ہم بھی چندہ دینا چاہیں گے) جاتے ہوئے اوباما اب داعش پر خطرے کی مہر ثبت فرما رہے ہیں۔ ریاستی دہشت گردی کے عالمی سرپرستِ اعلیٰ جب یہ کہہ دیں تو ہر مسلمان ملک پر فرضِ عین قرار پا گیا کہ وہ اس راگنی میں ہم آواز ہو کر سر اٹھائیں۔ داعش کے نام پر اب ہر جگہ خواتین کو دیدہ دلیری سے پکڑا جا رہا ہے۔ سواد ہائی القاعدہ طالبان کے ڈھول پیٹتے سارے مہلک ہتھیار آزمائے۔ اسلام پسندوں میں اضافہ ہی ہوا کمی نہ ہوئی۔اب نیا ٹھپہ درکار تھا۔ بھید کھلنے کا ڈر تھا۔ یہ نیا ہوّا داعش کا کھڑا کیا۔ ہر اسلام پسند پر یہ درآمد شدہ نئی نکور مہر لگا کر پھر پکڑ دھکڑ، لاپتگیوں، چھاپوں، پھانسی کے پھندوں کا سامان مسلم دنیا کے لیے کر دیا گیا ہے۔ مقامی تھنک ٹینکر اب جو بلند آہنگ داعش راگ الاپ رہے ہیں اسی تسلسل میں کالم نگار (تکبیر مسلسل) نے جو درفنطنیاں چھوڑیں اور قلابے ملائے ہیں پناہ بخدا! ان کے سیکولر لبرل فتاویٰ کی زد میں آکر 99 فیصد پاکستان تو داعش ٹھہرا! صرف ایک فیصد سول، ملٹری سرکار، این جی اوز، تھنک ٹینکر، لبرل سیکولر طبقہ باقی بچا۔ جو علاماتِ داعش انہوں نے گنوائی ہیں اس سے تو شاید ہی کوئی مبّرا ہو ڈر تو یہ ہے کہ چھینک لے کر الحمدللہ کہہ دیا تو داعش، کھانے پر بسم اللہ پڑھ دی تو داعش۔ (اگرچہ ان کے کالم کا عنوان اقبالؒ کے سیاسی اسلام کا حد درجے داعشی شعر ہے۔اسے تو بدل لیں۔ رینڈ کارپوریشن کیا کہے گی!)اس نوعیت کا سیاپا کر کے وہ کہتے ہیں کہ یہ بیانیہ ہر جا ہے۔ مسجد کے منبر، مدارس، اخباری کالموں، ٹی وی پروگراموں میں وکالت اسی کی ہے۔ہم شاید کسی اور پاکستان میں رہتے ہیں؟۸۷ چینلوں سے جو کچھ امڈ برس رہا ہے۔ ساری مساجد مدارس کی تعلیم ایک طرف، ان کا ایک اشتہار دل دماغ کی ساری چولیں ہلا کر ہر داعش کا فاحش بنا دیتا ہے۔لال مسجد کی تباہی مچا کر بھی لبرل سیکولر طبقے کو قرار میسر نہیں۔؟ قبائلی علاقوں کو صفاچٹ کر کے بھی ملا کو اس کے کوہ دمن سے نکال دو والی پارٹی کا واویلا نہیں رکا۔ان کی انتہا پسندی کو بھی کوئی انتہا تو ہو؟ یہ سارا غم و غصہ داعش نہیں اسلام کے بیانیے پر ہے۔القاعدہ، طالبان کے نام پر جو قتل و غارت گری ہوئی اب وہی کہانی داعش کی ہے۔اِدھر پاکستان زلزلوں سے یوں لرز رہا ہے کہ 24 گھنٹے میں 3 زلزلے آئے۔ سیدنا عمرؓ کے دور میں زلزلہ آیا تو زمین پر کوڑا مار کر کہا: کیا میں انصاف قائم نہیں کر رہا؟ ظلم پر زمین تھرا اٹھتی ہے۔ روحانی زندگی سے تہی دامن طبقے سے غرض نہیں۔ لیکن ہر صاحبِ ایمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ زمین کی پلیٹوں کے مالک کی طرف رجوع اور ظلم کا ہاتھ روکنے کی ضرورت ہے۔اللہ کی غلامی سے منہ موڑ کر کفر کی غلامی پر راضی ہو رہنے سے بڑا گناہ اور کیا ہو گا۔ یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ حق و باطل کی تفریق مٹ جاتی ہے۔ کور نگاہی پیدا ہوتی ہے۔

فیضِ فطرت نے تجھے دیدہ شاہیں بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ خُفّاش

[یہ مضمون ایک مقامی روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

ایرانی مجوسی رافضی ریاست!

قاری فداءالرحمٰن

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو امارتِ اسلامیہ افغانستان کی صورت میں عصرِ حاضر میں شریعت کے مطابق حکمرانی والی واحد ریاست عطا فرمائی۔ اس سے قبل "ایرانی انقلاب" کے ذریعے روافض ایک ایرانی سلطنت میں سلطہ قائم کرنے کے قابل ہو چکے تھے۔ نائن الیون کا واقعہ ہوا، ایمان و کفر میں سے کسی ایک کے انتخاب کرنے پر مردِ مجاہد امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ نے دین کو دنیا پر ترجیح دی، اور شریعت پر کوئی سمجھوتا نہ کیا، اور یہ واحد ریاست، امارت، دولت مسلمانوں کے پاس نہ رہی، اللہ تعالیٰ جلد اس کی واپسی کی نوید ہمیں دوبارہ سنائیں۔

ایرانی مجوسی رافضی سلطنت کی نسبت دشمنانِ اسلام نے امارتِ اسلامیہ کے ساتھ کوئی "نرم" رویہ یا "مفاہمتی عمل" کی بھی کوشش کو ضروری نہ جانا، اور اپنے بغض کا برملا اظہار کرتے ہوئے حملہ کر ڈالا، حالانکہ دو ممالک یا دو قوموں کے درمیان صلح یا کوئی ثالثی کردار ادا کرنا کا راستہ ہمیشہ کھلا ہوتا ہے، تاکہ جنگ سے بچا جا سکے، لیکن امارتِ اسلامیہ کے لیے امریکہ بمع حواری اس کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے رہے، جبکہ دوسری طرف آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایرانی مجوسی رافضی ریاست سے ان کے "نوکلیر معاہدے" بھی ہو رہے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل سنت کے سینے پر خنجر کے وار کرنا اور مستقل کرتے رہنا اس روافض کے عقیدے کی پہچان ہے، اور اہل سنت روافض اور امریکہ کا صفِ اول کا دشمن ہے، باقی دشمن کی فہرست بعد میں ہے۔

اب اہل سنت روافض کے ساتھ اب خوارج داعش بھی میدان میں آئے ہیں، اور داعش بھی اہل سنت کو اپنا سب سے اولین دشمن سمجھ رہی ہے، لیکن ساتھ ساتھ اپنے سلطہ کو قائم کرنے کے لیے انہیں روافض کے ساتھ بھی معرکہ لڑنے پڑ رہے ہیں۔ اب جیسا سب جانتے ہیں کہ داعش کا یہ دعوی خلافت باطل اور بے بنیاد ہے، بلکہ اس کے سلطہ کو کہیں سے بھی نہ ہی ایران کے حالیہ سلطہ اور نہ ہی امارتِ افغانستان کے سابقہ سلطہ سے تقابل میں لایا جا سکتا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ سلطہ ایک جماعت کا ہے، جو عارضی طور پر کچھ علاقوں میں فالوقت متمکن ہے اور صحیح معانی پر متمکن نہیں ہوئی ہے، جس کی حالیہ مثال کے لیے ان کے حالیہ علاقہ جو چھن چکے، وہ دیکھ لینے کے لیے کافی ہے۔

داعش کے سلطہ کو جماعت جیسا سلطہ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اہل سنت یہ جان لیں کہ بے شک خوارج بھی دین کی تشریح میں اہل سنت کے دشمن ہیں، لیکن روافض عصرِ حاضر مین ایک ایسی قوت کے طور پر اہل سنت پر سامنے آرہے ہیں جس کا سلطہ اہل سنت کے لیے بہت سے خطرناک ہے، اور ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اہل سنت کا دین ہی داو پر لگ چکا ہے۔ ایرانی مجوسی اپنے سابقہ سلطہ کی بنیاد پر سنی ممالک میں شورش در شورش کی بنیاد ڈالے ہوئے ہے، اگر مطالعہ کریں تو سعودیہ عرب، بحرین، سوڈان، افریقہ، عراق، شام، یمن، پاکستان، لبنان وغیرھم اس کی شورش کا منہ بولتا ثبوت ہیں، جہاں یہ ایران جیسا "ولایت فقیہ" (خمینی انقلاب) لانا چاہتے ہیں جس کے لیے انہوں نے بڑے پیمانہ پر نظریاتی اور عسکری جنگ کا آغاز کر رکھا ہے۔

اس لیے اگر دشمن یہ چاہ رہا کہ اہل سنت پہلے داعش سے لڑیں اور پھر بشار یا ایرانیوں سے، تو آپ پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ آپ 9 تیر کم از روافض، نصیری اور ایرانیوں اور ان کے حواریوں پر برسائیں اور 1 تیر کے ذریعے خوارج سے بھی دفاع کریں اور جہاں ضرورت اور مصلحت زیادہ ہو، وہاں ان کے خلاف بھی برسرِپیکار ہوں۔ دشمنانِ اسلام یہ چاہتے ہیں اہل سنت روافض کے ساتھ جنگ سے نکال کر تمام توجہ اور تیر فقط خوارج داعش کے لیے مختص کیے جائیں اور آپس میں جنگ میں یہ ایک دوسرے کو ختم کریں اور نصیری اور حواری محفوظ رہیں، لیکن اہل سنت پر ہے کہ وہ سب سے پہلے بشار اور اس کے ایرانی مجوسی حواریوں سے جنگ کر کے شکست دیں، پھر اس کے بعد دوسرے دشمن کی طرف بڑھیں، کیونکہ دشمن بشار الاسد کا خاتمہ نہیں چاہتے، یہ سب پر واضح ہو چکا ہے۔

دشمن کی کوشش کہ وہ داعش کو گھیر کو اہل سنت کی پشت پر لائیں اور وار کروائیں اور دوسری طرف بشار کی تمام ذرائع سے مدد کریں تاکہ وہ اہل سنت مجاہدین کو شکست دے سکے، وہ اسی انتظار میں ہے، اس لیے متحد ہو کر پہلے دمشق کو فتح کیا جائے، تاکہ اصل دشمن اور اس کے رفقا سے نمٹا جائے، پھر اس کے بعد شام کے دیگر خطوں سے داعش کو نکال دیا جائے۔ واللہ اعلم!

اے اللہ، مسلمانوں کو تمام دشمنانِ اسلام پر غلبہ نصیب فرما، آمین۔

مدایا تا سوڈان فاقہ کش امت اور سعودی اتحاد

صہیب احسن

"دہشت گردی" کے خلاف آل سعود کے قائم کردہ نئے "اسلامی" فوجی اتحاد کی تائید اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے حقیقی سپہ سالار، وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ یہ اتحاد شام پر جارحیت کرتے امریکی اتحاد کا متبادل نہیں، بلکہ اس کے مقاصد اس سے کئی درجہ "وسیع" ہیں۔ خود سعودی وزیر خارجہ عادل الجبیر کا کہنا ہے، کہ اس اتحاد کے تعاون کے دائرہ کار کی کوئی حدود نہیں۔

آل سعود کی امت سے خیانت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ امت کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے اور پیرس اور لندن کے کلبوں میں جوئے میں ہارنے والے، اسلام کے اور اہلِ اسلام کے کھلے دشمن، جنہوں نے اس امت کے صلحاء، علماء اور مجاہدین سے اپنے قید خانے بھر رکھے ہیں، اور جس نے حال ہی میں چالیس کے قریب علماء و مجاہدین کو پھانسی دے کر شہید کیا، اب اسلام کے "حقیقی تشخص" کو مسخ کرنے والے "دہشت گردوں" کے خلاف مشترکہ فوجی مشن قائم کر رہے ہیں۔ اس اتحاد میں پاکستان، بنگلہ دیش و مصر سمیت چونتیس ممالک شامل ہیں، اور ہر ملک اپنی انفرادی حیثیت میں اسلام اور اہلِ اسلام کے خلاف ہر ممکنہ ظلم و بربریت کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ مصر میں سیسی کے ہاتھوں نہتے اخوانیوں کا قتل عام، پکڑ دھکڑ، تشدد اور پھانسیاں، سیکولرازم کے عملی نفاذ کے لئے مسلم اکثریتی ملک میں ظلم و جبر کی داستانیں رقم کرنا ہو، بنگلہ دیش میں حسینہ واجد کی سیکولر حکومت کے مظالم ہوں، یا خائن پاکستانی حکومتوں اور فوج کا کردار جو بلیک ستمبر آپریشن سے لے کر ضربِ کذب تک مسلم خون کو درندوں کی طرح بہانے اور چند ٹکوں کے عوض سب کچھ بیچ دینے کا عادی بن چکا ہے۔ یہ "اسلامی" اتحادی ممالک مدایہ میں فاقوں سے مرتے ان مسلمانوں کا دادرس تو آج تک نا بن سکے، کہ جو چار ماہ سے پانی، نمک اور پتوں پر گزارہ کر رہے ہیں، اور اس محاصرے سے نکلنا چاہیں تو کہیں گولی اور کہیں بارودی سرنگ ان کی منتظر ہوتی ہے، مگر امت کے ان حقیقی محافظوں کے دشمن ہیں، جو شرق و غرب سے اپنے ان مظلوم مسلمانوں اور امت مسلمہ کے دفاع کے لئے تعیش بھری زندگی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ آئے۔ انڈونیشیا سے لے کر ریاض، اور اسلام آباد سے لے کر قاہرہ، تمام جگہ قید خانوں میں اس امت کے حقیقی فرزند اسیر ہیں، کہیں پھانسی کے منتظر اور کہیں تشدد بھری قید کے طویل سال کاٹتے ہوئے۔ انہی کفر کے کاسہ لیسوں میں ایک حکمران جماعت تاجکستان بھی شامل ہے۔ 98فی صد مسلم اکثریت کے ملک کو اول تو سیکولر ریاست ڈکلئیر کیا گیا، اور اب حال میں ہی اپنی چھپتی سیکولرازم کا اصلی چہرہ آشکار کرتے ہوئے، قریب ساڑھے تیرہ ہزار باریش مسلمانوں کی ڈاڑھیاں مونڈ دی گئیں، ہزاروں بہنوں کے حجاب اتار دیئے گئے، ان باعصمت خواتین کو فحش القابات سے نوازا، اور عربی نام کی ممانعت کے نام پر اسلام سے اپنی دشمنی اور اسلامی تشخص سے اپنی بیزاری کا کھلا ثبوت دیا۔

روافض تمام دنیا سے شام میں اپنے دین کے دفاع کے لئے رفض کے سربراہ ایران کی اقتدا میں جوک در جوک آتے رہے اور آج بھی آ رہے ہیں۔ لیکن دنیا بھر خصوصاً اسلامی اکثریت رکھنے والی ریاستوں سے اہل سنہ نوجوانوں کا راستہ یہی مقامی طواغیت روکے ہوئے ہیں۔ آج جب شیخ عبداللہ محیسنی و دیگر علمائے جہاد و قائدین جہاد، نفیر عام دے چکے، اور جو شام نصرت کے لئے آنے والے نوجوانوں کی راہ تک رہے ہیں، یہ مقامی طواغیت ہر جہاد کے نام لیوا کو شکاری کتوں کی طرح ڈھونڈ کر شہید کر رہے ہیں، یا پھر پسِ زندان پہنچا رہے ہیں۔ اسلامی نظام، جہاد غرض اجتماعی زندگی سے مکمل طور ہر اسلام کو بے دخل کر کے یہ نفس کی پوجا کرنے والے معاشروں کے قیام کے لئے اپنا پورا زور لگا رہے ہیں، لیکن بھول رہے ہیں کہ آخری فتح اہلِ حق ہی کا مقدر ہے۔ یہ عالمی اتحاد، مزید صفوف کو واضح کرتی رب تعالی کی ایک نعمت ہے۔ ایسا ہی ایک اتحاد پاکستان، اور مشرک ہند اور چین کے درمیان بھی طے پانے کے مراحل میں ہے۔ ہر باشعور مسلمان کے لئے اب اولیاء الشیطان اور اولیاء الرحمان میں تفریق کرنا چنداں مشکل نہیں رہا۔ ڈالر کو معبود بنانے والے اور رب تعالی کا کلمہ پڑھنے والوں کے درمیان جنگ اب فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکی ہے۔ جنت کے طلب گاروں کو معلوم ہے، کہ یہ راستہ یقینا مصائب و آزمائشوں والا ہے، لیکن ابدی انجام کے لحاظ سے حقیقی فلاح اسی راستے میں ہے۔ یہ سرفروش یہ بھی جانتے ہیں کہ ثابت قدمی دکھانے پر رب تعالی کی نصرتیں ان کے ساتھ رہیں گی، اور آخری فتح بھی صرف انہیں کا مقدر بنے گی۔ جبکہ کفر اور اس کے "فرنٹ لائن" اتحادی، دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا اور رب تعالی کے غضب کا شکار ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

جہاد شام کی موجودہ صورت حال

منصور خان

گزشتہ چندماہ کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے ارض شام بارے کچھ لکھ نہ سکا۔لیکن اب دوبارہ حاضر خدمت ہوں۔اس دوران میں ارض شام میں سیاسی وعسکری لحاظ سے بہت تبدیلیاں آئی ہیں اور حالات بہت بدل چکے ہیں۔پہلے شام کے معروضی حالات اور اس کے بعد ہر محاذ کی الگ تفصیل۔

ارض شام کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ رافضی اتحاد جو کہ شام کی جنگ ہار رہا تھا اور ایرانی،افغانی و لبنانی شیعہ ملیشیات کی افرادی قوت اور ایرانی پیسے کے باوجود یہ لوگ شام میں پسپا ہو رہے تھے،اب انہوں نے ملحد روس سے معاہدہ کر کے روس کو شام میں مدد کے لیے بلایا ہے۔روس اور شام کے درمیان عسکری تعلقات 1980ء میں قائم ہوئے جب بشار کے باپ حافظ الاسد نے روس سے فوجی معاہدہ کیا تھا۔شام میں جب لوگوں نے بشار الاسد کے ظلم کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور ملک میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو اس سارے وقت میں بھی روس نے ہر سیاسی فورم پر بشار کی حمایت کی اور لگاتار اسے فوجی ساز و سامان اور خام تیل بھیجتا رہا۔پھر 2015ء کے شروع میں مجاہدین اور مزاحمت کاروں کو بشاری فوج کے خلاف مثالی کامیابیاں ملیں اور یوں لگ رہا تھا کہ اب جلد ہی مجاہدین الاذقیہ و دمشق میں اقتدار کی بنیادیں ہلانے میں کامیاب ہو جائیں گے ،اس موقع پر بشاری اقتدار نے ایرانی آشیر باد سے روس کو شام کے ساحلی علاقوں میں مستقل اڈے دے دیے۔اطلاعات کے مطابق روسی صدر پیوٹن کی طرف سے یہ پیش کش پہلے ہی سے بشار کو کی گئی تھی لیکن بشار یہ معاہدہ کرنے میں ہچکچا رہا تھا کیونکہ اس معاہدے کی شرائط روسیوں کو شام کا آدھا اقتدار سونپنے کے مترادف تھا۔لیکن شام ہاتھ سے جاتا دیکھ کر ان روافض نے روسیوں کو مدد کے لیے پکارا اور آج سے 5ماہ پہلے ستمبر 2015ء کے آخر میں روسی ریچھ اپنا لاؤ لشکر لے کر مجاہدین اور مزاحمت کاروں کے خلاف شام میں اتر آیا۔ہزاروں کی تعداد میں روسی فوجی،جدید ترین جنگی طیارے،ٹینک اور دوسرے بے شمار ہلکے و بھاری ہتھیار شام پہنچا دیے گئے۔رافضی بھی سالوں سے شام میں اپنے طیاروں سے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے لیکن روسی جدید اسلحے کے آنے کے بعد اہل شام کے قتل عام میں روس نے سرکاری و غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ روسی جدید اسلحہ اور ہزاروں فوجی آنے کے ساتھ ایران نے عراق،پاکستان، لبنان اور افغانستان سے شیعہ جنگ جوؤں کے تازہ دم دستے شام میں بھیجے جن کی تعداد 50ہزار سے زائد ہے۔پہلے سے موجود شیعہ جنگ جو اس کے علاوہ ہیں۔ان تبدیلیوں کی وجہ سے رافضی جو کہ بشار مخالف قوتوں کے سامنے پسپا ہو رہے تھے اب دوبارہ سے پیش قدمی کر رہے ہیں اور بہت اہم اسٹریٹجک علاقے واپس لے چکے ہیں(جن کی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی)۔

دوسری طرف امریکہ اور یورپ جو اہل شام کے زبانی وکیل بنے ہوئے تھے وہ بھی روسی کفار کی اس کھلی جارحیت پر مکمل طور پر منافقانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔روسی مداخلت کی مخالفت میں ترکی اور سعودی عرب بھی پیش پیش ہیں کیونکہ روس کے شام میں آنے سے ان کے مفادات کو بھی براہ راست خطرہ لاحق ہے۔یہ صرف ایک اتفاق ہے کہ ان دو ممالک کے مفادات اہل شام کے مفادات سے مشترک ہیں ورنہ ان کو شام میں برپا مسلمانوں کے قتل عام سے کچھ بھی مسئلہ نہیں!

یہاں پر شام کے منظر نامے میں ایک اہم ترین پہلو شامی لڑائی کا "سیاسی حل"اور جنگ بندی ہے۔قصہ مختصر کہ امریکہ اور روس شامیوں کے قاتل بشار اور شامی مزاحمت کاروں کے درمیان مذاکرات کروانے کے لیے کوشاں ہیں جس کا بظاہر مقصد جنگ کا خاتمہ اور اس خانہ جنگی نما جنگ کا کوئی سیاسی حل نکالنا ہے۔لیکن امریکہ واضح طور پر اپنے منافقانہ رویے سے ماحمت کاروں پر دباؤ ڈال کر اور ان دھمکا کر بشار سے مذاکرات کرنے کے لیے مجبور کر رہا ہے۔اس بات کا اعتراف مزاحمت کاروں کے سیاسی نمائندے برملا طور پر کر چکے ہیں۔دوسری طرف روس عسکری طور پر مسلسل بم باریوں سے مزاحمت کاروں کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ بشار سے مذاکرات کی میز پر بیٹھ جائیں۔یقیناً یہ ان قوتوں کی طرف سے بشار کو قبول کروانے کی طرف پہلا قدم ہے۔ان کی یہی کوشش ہے کہ مستقبل میں شام کے نقشے میں بشار کو کلیدی کردار ہی سونپا جائے۔لیکن اس سب کے باوجود شامی عوام اور مزاحمت کار کسی طور پر بشار کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے امریکہ اور روس نے خبروں کے مطابق

27فروری2016ء سے شام کے مختلف محاذوں پر جنگ بندی پر اتفاق کیا لیکن اس جنگ بندی میں داعش، جبہۃ النصرہ اور دوسری تنظیمیں جو اقوام متحدہ کی فہرست میں بطور دہشت گرد موجود ہیں 'شامل نہیں ہوں گی اور اس جنگ بندی کی مانیٹرنگ روس اور امریکہ مل کر کریں گے۔ یعنی روس جو پچھلے کئی ماہ شامی مسلمانوں کا بے دریغ بم باریوں کے ذریعے قتل عام کر رہا ہے 'وہی روس اب جنگ بندی کی مانیٹرنگ کے فرائض سرانجام دے گا! کیسا کانا انصاف ہے کانے دجال کے پیروکاروں کا!!!

دوسری طرف امریکی نمائندے بھی شام میں زمین پر موجود نہیں جو اس جنگ بندی کو باقاعدہ طور پر مانیٹر کر سکیں۔ ایک اور پہلو یہ کہ داعش کی لڑائی اور قبضہ اس طور کا ہے کہ ان کے علاقے طے شدہ ہیں اور کوئی دوسری تنظیم وہاں موجود نہیں، اس لیے ان کے مراکز پر بم باری کر کے کہا جاسکتا ہے کہ بم باری داعش پر تھی لیکن القاعدہ کی شامی شاخ جبہۃ النصرہ کی حکمت عملی اس سے بالکل مختلف ہے۔ القاعدہ مجاہدین شامی معاشرے میں سرایت کر کے اور عامۃ المسلمین کے درمیان رہ کر اُن میں دعوت کا کام کر رہے ہیں اور ان کو اس میں بڑی حد تک کامیابی بھی ملی ہے۔ آج جبہۃ النصرہ شامی معاشرے کی مقبول ترین جماعت ہے اور داعش کے برعکس مسلمانوں پر بزورِ شمشیر احکامات دین نافذ کرنے کی بجائے ان کے دل و دماغ کی تسخیر کر کے ان کو اسلام کے اصل معنی سے روشناس کروارہی ےہ۔ القاعدہ فی البلاد الشام کے شام میں کوئی مخصوص علاقے نہیں ہیں اور یہ دوسرے مجاہدین اور مزاحمت کار جماعتوں کے درمیان اور ان کے ساتھ مل کر روافض کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اس ساری صورت حال میں روافض اور روس کی طرف سے ایسا کہنا کہ ہم صرف جبہۃ النصرہ کو نشانہ بنائیں گے، ان کی جنگ بندی میں بدنیتی کو واضح کرتا ہے۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ جب بھی کہیں بم باری کریں تو فوراً وہاں جبہۃ النصرہ کی موجودگی کا بہانہ بنادیں۔ مثال کے طور پر رافضی اس بات پر بضد ہیں کہ داریا کا شہر جو سالوں سے ان کے محاصرے میں ہے جہاں پر جنگ بندی نہیں ہوگی کیونکہ وہاں جبہۃ النصرہ کے مجاہدین موجود ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ایسے ہی روس جو شام میں داعش سے لڑنے کا بہانہ لے کر آیا تھا وہ داعش کے علاوہ دوسری جہادی جماعتوں اور مزاحمت کاروں پر بھی بم باری کر کے ان پر داعش ہونے کا لازام لگا رہا ہے۔ روس 'الاذقیہ کے محاذ پر بم باری کر کے وہاں داعش کے ٹھکانے تباہ کرنے کا دعوی کرتا رہا ہے جب کہ اصل میں داعش کے مراکز الاذقیہ سے سیکڑوں میل دور ہیں۔ اور جنگ بندی کے پہلے روز بھی روسیوں نے یہی کیا، 27فروری کو روسی اور رافضی جہاز حلب، الاذقیہ، حماہ، داریا، دمشق اور درعا ہر جگہ کھلے عام بم باری کر کے جنگ بندی کی صریح خلاف ورزی کرتے رہے، حالانکہ جبہۃ النصرہ نے ادلب میں 6 شہروں سے اپنے مراکز اسی لیے ختم کر دیے تھے کہ روس اور روافض ان کو بہانہ بنا کر عام مسلمانوں پر بم باری نہ کریں۔ صرف داریا پر ایک زور میں 60 سے زیادہ بیرل بم گرائے گئے اور شام کو روسی و رافضی میڈیا اعلان کر رہا تھا کہ مزاحمت کاروں نے دمشق پر شیلنگ کر کے جنگ بندی توڑی ہے جب کہ نہ ایسا کوئی واقعہ ہوا اور نہ ہی ان کے اپنے میڈیا کے مطابق اس "شیلنگ" میں کوئی ایک فرد بھی زخمی نہیں ہوا۔ جنگ بندی کے اعلان میں ایک اور نقص یہ بھی ہے کہ یہاں داعش اور جبہۃ النصرہ کے علاوہ کچھ دوسری تنظیموں کے خلاف کارروائی کا عندیہ بھی دیا گیا ہے لیکن کوئی نام نہیں لیا گیا یعنی یہ آپشن بھی کھلا ہے کہ ان دو کے علاوہ دوسروں کو بھی دہشت گرد قرار دیا جاسکتا ہے۔ آج جب یہ تحریر قلم بند کر رہا ہوں تو جنگ بندی کے دوسرے روز بھی روسی اور ورافضی بم باری جاری ہے۔ جنگ بندی کے ان حالات کو دیکھ کر اس جنگ بندی کا مستقبل مخدوش ہی نظر آتا ہے اور ساتھ ہی ان کفار کی جنگ بندی میں سنجیدگی بھی واضح ہو جاتی ہے۔

جنگ بندی سے ایک روز پہلے القاعدہ فی البلاد الشام کے امیر شیخ ابو محمد الجولانی حفظہ اللہ کا اسی حوالے سے ایک بیان جاری ہوا جس میں صاف الفاظ میں کہا گیا کہ جنگ بندی صرف کفار نے دھوکہ دینے کے لیے اور مجاہدین و مزاحمت کاروں کو تقسیم کرنے کے لیے ایک جال کے طور پر استعمال کی ہے، اور یہ ہتھیار ڈالنے کی طرف پہلا قدم ہے۔ انہوں نے اس 5 سالہ جنگ میں شامی عوام کی بہادری اور قربانیوں کی بے حد تعریف کی، ان کو نورالدین زنگیؒ کے اصل جاں نشین قرار دیا اور ان کو وہ بنیادی اصول یاد دلائے کہ جن کہ وجہ سے لوگوں نے ہتھیار اٹھائے تھے۔ انہوں

نے کہا کہ اگر ان کی جماعت پر بم باری جاری رہتی ہے لیکن شام کی عوام پر بم باری روک دی جاتی ہے تو ان کو اس صورت میں بھی جنگ بندی قبول ہوتی لیکن یہ جنگ بندی صرف اور صرف ایک دھوکہ ہے اور وہ اسے یکسر مسترد کرتے ہیں۔ یہ بات ان کے لیے فخر کا باعث ہے کہ ان کا نام جنگ بندی میں شامل نہیں، ہم صرف میدان جنگ میں ہتھیاروں کی زبان میں مذاکرات کریں گے۔ القاعدہ فی الشام (جبهۃ النصرہ) شام کی مضبوط ترین جماعتوں میں سے ایک ہے اور ان کی طرف سے یہ اعلان کافی معنی رکھتا ہے۔

اس منظر نامے میں ایک اور پہلو سعودی عرب اور ترکی کی جانب سے شام میں داعش کے خلاف فوجی کارروائیوں کا اعلان ہے۔ اصل میں داعش صرف ایک بہانہ ہے اور داعش کے خلاف کارروائیوں کی آڑ میں کوئی بھی اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے شام میں داخل ہو سکتا ہے۔ بعض حلقے تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ روس اور امریکہ کی جانب سے شام میں جنگ بندی کا اعلان بھی اصل میں ترکی اور سعودیہ کو شام میں فوج داخل کرنے سے روکنے کے لیے ہے۔

جنگ بندی سے تقریباً ایک مہینہ پہلے روس اور روافض نے حلب میں ایک بڑی کارروائی کی۔ بلکہ کارروائیوں کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں کردوں نے بھی مکمل طور پر روافض کا ساتھ دیا۔ پہلے تو جنوبی و مغربی حلب کی جانب ہزاروں ایرانی و عراقی ملیشیات اور سیکڑوں روسی فضائی حملوں کی مدد سے پیش قدمی کی گئی اور الحاضر والعیس جیسے اہم قصبات پر قبضہ کر لیا، شروع میں مجاہدین اس حملے کے لیے تیار نہ تھے اور جب تک مجاہدین کو کمک پہنچی دشمن العیس تک پہنچ چکا تھا، اس کے بعد ان کو کچھ علاقوں سے پسپا کر دیا گیا۔ یہاں کی لڑائیوں میں بھی رافضیوں کے بڑے جانی نقصان ہوئے اور ہر محاذ پر یہ درجنوں کے حساب سے مرتے رہے۔ خصوصاً العیس کے محاذ پر ایک ہی دن میں ان کے 80 سے زیادہ جنگ جو مارے گئے جن میں ایرانی پاکستانی اور عراقی بڑی تعداد میں تھے۔

شمالی شام میں روافض پاشکوے سے پیش قدمی کرتے ہوئے نبل و زہرہ تک پہنچ گئے اور 2 سال پرانا محاصرہ ختم کروالیا اس کے ساتھ ہی حلب شہر کا مرکزی سپلائی کا راستہ کٹ گیا۔ مزاحمت کاروں کے لیے یہ بہت بڑا دھچکا تھا کیونکہ حلب کا محاذ شام کا اہم ترین محاذ ہے اس صورت حال میں مزاحمت کاروں کی مرکزی سپلائی لائن کٹ جانے کی صورت میں حلب کی تین لاکھ آبادی کا رافضی محاصرے میں جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اصل میں ترکی سے ایک تنگ پٹی عزاز شہر سے ہوتی ہوئی حلب شہر کے اندر جاتی تھی جو کہ حلب شہر کے اندر مزاحمت کاروں کی سپلائی لائن تھی۔ اس پٹی کے مغربی جانب کردوں کا عفرین کا علاقہ تھا اور مغربی جانب داعش کا ایک وسیع علاقہ تھا۔ جنوب میں اس پٹی کے دونوں جانب (مشرق او رمغرب) میں بشاری قوتیں موجود تھیں، جن کے درمیاں سے ہو کر یہ سپلائی لائن گزرتی تھی۔ پیچھے اس پٹی پہ داعش مسلسل حملہ آور تھی اور اس سپلائی کو کاٹنے کی کوشش کرتی رہی۔ آگے یہی کوشش رافضی بشاری قوتیں کر رہیں تھیں۔ بشار کی اپنی سپلائی کا بڑا علاقہ داعش کے سامنے سے گزرتا ہے لیکن یہ آپس میں کبھی نہیں لڑتے۔ فروری کے شروع میں بشاری فوج اور ہزاروں ایرانی ملیشیات نے اس سپلائی کو کاٹنا شروع کیا اور مشرقی جانب سے آگے اپنے مغربی علاقوں (نبل و زهره) کو ملانے کے لیے پیش قدمی شروع کی۔ اس دوران میں اتنی شدید روسی بم باری ہوئی جس کو ماہرین صلیبی جنگ میں امریکی بم باری کے برابر قرار دیتے ہیں۔ ہزاروں شیعہ جنگ جوؤں اور شدید بم باری کے علاوہ اس دوران روس نے کردوں کو عفرین میں بھی اسلحہ پہنچا کر حملہ کروایا اور پشت سے کرد حملہ آور ہوئے۔ اس ساری کارروائی کے نتیجے میں رافضی یہ مرکزی سپلائی کاٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس دوران میں کردوں نے آگے شمال میں اس پٹی پر حملہ کر دیا۔ یہاں بھی ان کو روسی جنگی طیاروں کی مدد حاصل تھی۔ کئی دن کی لڑائی کے بعد کرد المناغ ایئر بیس اور تل رفعت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور مارع کے اہم قصبے کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ اس دوران میں حلب شہر کے پسا بھی شدید لڑائی رہی اور شیعہ جنگ جوؤں کی پیش قدمی کی ہر کوشش کو مجاہدین نے ناکام بنا دیا۔

یہاں یہ واضح کرتا چلوں کہ مارع و تل رفعت کی جانب مزاحمت کار دفاع کر رہے ہیں اور حلب کے قرین مجاہدین موجود ہیں۔ حلب شہر کے اندر مزاحمت کار اور مجاہدین دونوں لڑ رہے ہیں۔ کردوں کا ترکی کے بارڈر کے پاس پیش قدمی کرنا ترکی

کے براہ راست مفاد کے خلاف ہے اور کردوں کی پیش قدمی کے بعد ترکی نے کرد ملیشیات پر شیلنگ شروع کردی کیونکہ یہ تمام کرد ملیشیات ترکی میں دہشت گردانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں۔اب صورت حال یہ ہے کہ مارع کا قصبہ سخت بم باری کے باوجود اپنا دفاع کر رہا ہے۔یہ مغرب اور جنوب سے کردوں کے گھیرے میں ہے اور مشرق سے داعش اس کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔یہ بات قابل غور ہے کہ پاس ہی حربل اور احراس میں کرد اور داعش ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں لیکن فی الحال دونوں کی نظریں مارع پر لگی ہوئی ہیں۔

مشرقی حلب میں بشاری فوج داعش سے کویرس ایئرپورٹ کا محاصرہ لینے اور آگے ایک وسیع علاقے پر پیش قدمی کرنے میں کامیاب ہوگئیں اور حلب کا تھرمل پاور پلانٹ بھی قبضہ میں لے لیا۔جواب میں حلب کے جنوب میں خناصر کے مقام پر داعش نے بڑا حملہ کرکے بشار کی سپلائی کاٹ دی اور قصبے خناصر پر قبضہ کرلیا جسے اگلے دن بشار نے واپس لے لیا، یہاں لڑائی جاری ہے۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ حلب میں روافض کی طرف سے حالیہ پیش قدمی اور حلب کی سپلائی کاٹے جانے پر داعش کے حامی مزاحمت کاروں پر بہت طنز کرتے نظر آتے تھے۔لیکن یہی سپلائی کاٹنے کی پچھلے دو سال سے داعش کوشش کر رہی تھی لیکن کامیاب نہ ہوسکی، اب اگر روافض نے یہ سپلائی کاٹ دی ہے اور تقریباً تین لاکھ لوگ حلب میں روافض کے محاصرے میں آجانے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔اگر داعش اپنی کوشش میں کامیاب ہوجاتی تو کیا یہی نتیجہ نہ نکلتا؟ یہی 3 لاکھ لوگ پھر سے روافض کے محاصرے میں نہ چلے جاتے؟ اب لوگوں کی ہمدردی بٹورنے کے لیے مگرمچھ کے آنسو بہا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟ جو کام روافض نے کیا وہی تو تم بھی کرنے کی کوشش میں لگاتار مصروف تھے! شامی لوگ داعش سے متنفر ہیں اور جب رافضی اتحاد نے پیش قدمی کی تو 50 ہزار سے زائد لوگ ان کافروں کے شر سے بچنے کے لیے شمالی کو ترکی کی سرحد کی طرف گئے لیکن بارڈر بند ہونے کی وجہ سے مغرب میں کردوں کے علاقے عفرین کو چلے گئے مگر مشرق میں پاس ہی داعش کی نام نہاد خلافت کا رُخ نہ کیا!!! کیوں؟؟؟ کیونکہ لوگ ان کے جبر اور سختیوں سے سخت نالاں ہیں اور شام کی لڑائی میں ان کا غدارانہ کردار دیکھ چکے ہیں۔زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں اب جب رافضی ایک لکیر کی صورت میں گھوم کر حلب کو گھیر رہے ہیں تو روافض کے حلب شہر کے گرد دائرے کے باہر سارا علاقہ داعش کا مقبوضہ ہے اور جہاں لڑائی شدید تھی وہاں پاس ہی داعش کے جنگ جو تماشا دیکھ رہے تھے اور رافضی اس دوران میں لاکھوں لوگوں کے گرد حصار بنا رہے تھے۔یہ ان کا منافقانہ کردار پہلی مرتبہ سامنے نہیں آیا، کچھ ایسی ہی صورت حال الشدادی، دیرالزور اور القصیر وغیرہ کی ہے جہاں یہ کفار سے لڑتے مجاہدین کی پشت میں چھرہ گھونپتے رہے ہیں۔یہ بہت ہی ناقابل اعتبار گروہ ہے اور ان کے دعوے سب اسلامی ہیں لیکن زمین پر ان کا کردار انتہائی گھناؤنا اور شرمناک ہے۔

ایک اور محاذ الاذقیہ میں رافضی اتحاد نے پیش قدمی کی ہے اور علویوں کے گھر الاذقیہ کو مجاہدین کے حملوں سے وقتی طور پر بچا لیا ہے۔یہاں کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں پر جنوری میں بھی ہزاروں ایرانی ملیشیات روسی جنگی جہازوں کی مدد سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتیں رہیں لیکن ناکام رہیں اور ان کے سیکڑوں جنگ جو ہلاک اور زخمی ہونے کے بعد 700 روسی کمانڈو اس محاذ پر بھیجے گئے اور آسمان سے بم باری شدید تر کردی گئی۔بم باری کی وجہ سے مجاہدین الاذقیہ میں پسپا ہو کر اب گوریلہ جنگ اپنا رہے ہیں اور یہاں ان کا مقصد رافضی اتحاد کا زیادہ سے زیادہ افرادی نقصان کرنا ہے۔5 سال کی طویل جنگ میں رافضیوں کو افرادی قوت کی کمی کا سامنا ہے جسے دوسرے ممالک کے روافض جنگ جو بھرتی کرکے پورا کیا جا رہا ہے، رافضی شام میں ایک وقت میں ایک یا دو محاذوں پر ہی لڑ رہے ہیں، جس سے ان کی افرادی قوت کی کمی کے دعوے کو مزید قوت ملتی ہے۔اسی لیے مجاہدین بم باری کی وجہ سے پسپا تو ہو رہے ہیں لیکن ان کو بڑے جانی نقصان پہنچا رہے ہیں جن کا روزانہ شمار درجنوں میں ہے۔اس کے علاوہ یہاں درجنوں روسی فوجیوں اور افسران کے مجاہدین کے مقابلے میں مرنے کی اطلاعات بھی ہیں۔الاذقیہ کا محاذ پہاڑی علاقہ ہے اور زیادہ تر جنگل ہے اس لیے یہاں نہ تو صحافی جاتے ہیں اور محاذ کی خبر بھی یہاں سے زیادہ تفصیل حاصل نہیں ہوتی۔چند دن پہلے مجاہدین احرار الشام نے مکمل جاسوسی کرکے روسی اعلیٰ فوجی افسران کی میٹنگ کو دھماکے سے اڑایا جس

میں روسی جنرل بھی شامل تھے۔ مجاہدین نے اپنے ذرائع سے تصدیق کرکے خبر دی کہ اس کارروائی میں روسی جنرل سمیت درجن بھر افسران ہلاک ہوگئے، الحمدللہ۔

درعا میں رافضی شیخ مسکین کے شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہاں شدید لڑائی لڑی گئی جس میں درعا کا جنوبی اتحاد (جیش الحر) پیش پیش تھا اور دونوں اطراف سے شدید نقصانات ہوئے۔ جیش الحر کے مزاحمت کار شیخ مسکین سے روافض کو پسپا کردیتے لیکن یہاں بھی داعش سے منسلک ایک جماعت (جس کے داعش سے تعلقات کا بعد میں انکشاف ہوا) نے محاذ پر دوسرے گروہوں سے لڑائی شروع کردی جس سے شہر پر روافض کا قبضہ ہوگیا۔

اس کے علاوہ دوما، داریا، غوطہ وغیرہ کی صورت حال ویسی ہی ہے کہ روافض نے محاصرہ کررکھا ہے لیکن شدید بم باری کے باوجود یہاں مجاہدین روزانہ بشاری حملے پسپا کررہے ہیں۔ ایک اور اہم پیش رفت کردوں کا الھول، حسکہ شہر اور حالیہ الشدادی شہر پر قبضہ کرلینا ہے، اس کے ساتھ سیکڑوں کلومیٹر کا علاقہ بھی کرد ملیشیات نے امریکی مدد سے داعش سے چھڑوا لیا اور اب الشدادی سے آگے مرکدہ نامی قصبے تک پہنچ گئے ہیں جو کہ دیر الزور صوبہ کے بارڈر کے پاس واقع ہے۔ کوبانی کی طرف سے کرد آگے بڑھتے ہوئے پہلی بار تشرین ڈیم اور اس کے قصبے پر قابض ہوکر دریائے فرات پار کرآئے ہیں اور داعش کے ایک اور مضبوط گڑھ منبج شہر پر قبضہ کرنے کی تیاری کررہے ہیں۔

روس کی آمد کے باوجود صورت حال ابھی بھی پیچیدہ ہے اور باوجود اس کے کہ رافضی کچھ اہم مقامات پر قابض ہوچکے ہیں، وہ زیادہ عرصہ تک ان مقامات کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کے لیے کوئی مستقل افرادی قوت رکھنے سے قاصر ہیں، مزید یہ کہ روس شدید شامی مزاحمت اور خام تیل کی گرتی قیمتوں کی وجہ سے پیدا شدہ معاشی انحطاط کی وجہ سے شام میں زیادہ عرصہ اپنا وجود قائم رکھتا نظر نہیں آتا۔ ماہرین کے مطابق 2017ء کا سال روسی معیشت کے لیے مزید پریشانیاں لائے گا۔ بہرحال صورت حال بہت غیر یقینی ہی ہے اور روزانہ کے حساب سے شام میں بنیادی تبدیلیاں آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین اسلام کا حامی وناصر ہو، آمین۔

☆☆☆☆☆

مرحوم ملا محمد حسن رحمانی کی وفات کے حوالے امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کا اعلامیہ

المناک اطلاع ملی ہے کہ ملک کے معروف جہادی شخصیت ملا محمد حسن رحمانی صاحب وفات پاگئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ

مرحوم رحمانی صاحب نے سوویت یونین کے جارحیت کے دوران وطن عزیز کے جنوب مغرب علاقے میں جہادی محاذوں میں حصہ لیا اور اسی جہاد میں ایک پاؤں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

جب امارت اسلامیہ کا تاسیس وجود میں آیا، مرحوم رحمانی صاحب نے ساتھ دیا۔ اس کے بعد مرحوم صوبہ قندہار کے گورنر کے طور پر منتخب ہوئے اور امریکی جارحیت تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

رحمانی صاحب افغانستان پر امریکی قبضے کے بعد امارت اسلامیہ کے جہادی تشکیلات میں رہبری شوری کے رکن کے طور پر خدمت سرانجام دے رہا تھا۔

مرحوم ملا محمد حسن رحمانی صاحب رحمۃ اللہ حالیہ دنوں میں جگر کے سرکان کی بیماری میں مبتلا تھے، جنہوں نے گذشتہ شب اسی بیماری کے باعث اس فانی دنیا کو الوداع کہا اور آخرت کی جانب کوچ کرگئے۔

امارت اسلامیہ مرحوم کے تمام خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے کیساتھ ساتھ موصوف کی وفات کو تمام مسلمانوں اور بالخصوص امارت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم ضائع سمجھتی ہے۔ اللہ عزوجل مرحوم ملا محمد حسن رحمانی کو جنت الفردوس میں اعلی مقام اور ان کے پسماندگاں اور دوستوں کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

والسلام

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

30 / ربیع الثانی 1437ھ بمطابق 09/ فروری 2016ء

بہار سے پہلے جہادی عملیات کی بہاریں!

سید نور اللہ شاہ

موسم بہار کی آمد آمد ہے، صلیبی صہیونی اتحاد کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کا موقع آیا چاہتا ہے، دشمن کو حتمی شکست دینے کا وقت باذن اللہ قریب ہے۔ دشمن بھی اس حقیقت کو جانتا ہے، اسی لیے موسم بہار کی آمد کو سوچ کر ہی ان کا دل ڈوبا جارہا ہے۔ موسم سرما میں یہ حال رہا کہ مجاہدین نے قندوز صوبے کو فتح کر لیا اور صلیبی امریکہ و جرمن (نیٹو اتحاد) کی مسلسل بمباریوں اور آپریشنز کے باوجود مجاہدین نے اپنے قبضے میں رکھ کر اور بہترین دفاع کر کے دکھایا۔ برطانوی و امریکی سپیشل فورسز کی آمد اور مسلسل آپریشنز اور بمباریاں مجاہدین کو ضلع سنگین (صوبہ ہلمند) کی فتح سے نہ روک سکیں جبکہ مجاہدین اس کے علاوہ کوہستانات، قندھار، بدخشاں، بغلان اور ننگرہار سمیت پورے افغانستان میں بھی مسلسل فتوحات کے جھنڈے گاڑتے رہے۔ یہاں تک کہ دارالحکومت کابل میں بھی صلیبی و مقامی طواغیت مسلسل فدائین امارت اسلامیہ کے نشانے پر رہے اور مجاہدین ان کی سرکردہ عسکری و سیاسی شخصیات (اولیاء الشیطان) کو ان کے ابدی ٹھکانے کی جانب روانہ کرتے رہے، دوسری طرف پورے افغانستان میں مسلسل فضائی آپریشنز اور بمباریاں بھی مجاہدین کو نہ روک سکیں اور اس عرصے میں کئی طیارے، ڈرون اور ہیلی کاپٹر مار گرائے اور چند غیر ملکی پائلٹوں سمیت متعدد فضائی اہلکار و عملہ مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ امارت اسلامیہ کے ایک میڈیا مجاہد نے کیا خوب کہا کہ ''اس دفعہ افغانستان میں موسم سرما آیا ہی نہیں'' کیونکہ پچھلے سالوں کے برعکس مجاہدین نے اس دفعہ افغانستان کے طول و عرض میں جنگ کے محاذوں کو مسلسل گرمائے رکھا۔ اب جبکہ موسم بہار قریب ہے اور مجاہدین ذرائع کے مطابق مجاہدین مبشرات کے اس موسم کو وقت سے پہلے ہی شروع کرنا چاہتے ہیں تو عالمی و مقامی طواغیت بشمول اوبامہ، اشرف غنی، شریفین پاکستان، مودی وغیرھم کے سامنے اپنے مستقبل کا بھیانک نقشہ یوں کھنچا ہوا ہے کہ مذاکرات، مذاکرات کی لوری بھی اب انہیں ''قیام امن'' کا دلاسہ دلانے میں ناکام ہو گئی ہے۔

دشمن کے اعترافات:

مجاہدین کے حالیہ کامیاب حملوں اور سیکیورٹی کی بڑھتی ناکامیوں پر افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کے چیف ایگزیکٹو عبداللہ عبداللہ نے ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ طالبان کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں ہماری ناکامی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور ہم عوام کی توقعات پر پورا نہیں اترے۔ دوسری طرف اشرف غنی نے امریکی آقاؤں کو دہائی دیتے ہوئے کہا ہے کہ گرمی کے آغاز سے پہلے ہی طالبان کو مذاکرات پر راضی کیا جائے ورنہ حالات زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ اسی لیے اب حالیہ 4 فریقی اجلاس کے اعلامیے میں طالبان اور افغان حکومت کے درمیان جلد مذکرات پر زور دیا گیا ہے مگر امیر المومنین ملا اختر منصور نصرہ اللہ کی بہترین سیاسی و عسکری تدابیر نے بھی ان کو مکمل طور پر زچ کر کے رکھ دیا ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں!

مجاہدین کی بڑھتی عسکری، سیاسی و دعوتی کامیابیوں سے امریکی ایوانوں میں بھی خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں، سی آئی اے کے ڈائریکٹر جیمز کلیپر نے کہا ہے کہ اس سال سیاسی بحران کی وجہ سے افغان حکومت کا تختہ الٹ سکتا ہے کیونکہ طالبان نئے سربراہ ملا اختر منصور (حفظہ اللہ) کی قیادت میں متفق اور متحد ہیں اور ملا اختر منصور (نصرہ اللہ) کی پوزیشن پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہے۔ اسی طرح رواں سال کو امریکہ اور اس کے مغربی نیٹو اتحادیوں کے لیے خطرناک قرار دیتے ہوئے ''جیمز کلیپر'' کہا کہ رواں سال کابل اور دوسرے شہروں میں نیٹو اتحادیوں کو شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا، ان شاء اللہ۔

ضلع سنگین میں صلیبیوں کی ''سنگین'' صورتحال:

ضلع سنگین و صوبہ ہلمند فی الوقت برطانوی و امریکی صلیبیوں کے لیے مستقل درد سر بنے ہوئے ہیں۔ قندوز کی عظیم فتوحات کے بعد سے مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے اہم عسکری مقامات کو اپنی مشق سخن کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ مجاہدین نے مسلسل لڑائی کے دوران مقامی طواغیت اور غیر ملکی جارحین کو عظیم جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے وہیں مجاہدین نفسیاتی لڑائی میں بھی اس قدر کامیاب ہوئے کہ شدید معرکوں سے بوکھلائے ہوئے افغان سپاہی سرعام انٹرنیٹ پر اپلوڈ کی گئی ویڈیوز میں کٹھ پتلی حکمرانوں اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کو فحش گالیوں کا نشانہ بنارہے ہیں۔ تازہ ترین معرکوں کے بعد مجاہدین نے برطانوی اور امریکی سپیشل فورسز کی موجودگی کے باوجود ایک مرتبہ پھر ضلع سنگین پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجاہدین امارت اسلامیہ نے

صلیبی و طاغوتی افواج کو شہر سے نکال باہر کیا ہے اور مضافات میں کفار و مرتدین سے مجاہدین امارت اسلامیہ کی شدید لڑائی جاری ہے۔ انہی معرکوں میں لڑائی کے دوران ضلع مارجہ میں ایک جگہ امریکی سپیشل فورسز مجاہدین کے گھیرے میں آگئیں اور اُن کی مدد کو آئے امریکی ہیلی کاپٹرز کو مجاہدین نے مار گرایا جس میں موجود تمام صلیبی فوجی ہلاک ہو گئے۔ اس وقت صوبہ ہلمند کے 14 اضلاع میں سے 11 مجاہدین کے مکمل قبضے میں ہیں جبکہ جو اضلاع باقی بچے ہیں وہاں پر بھی فی الحال لڑائی جاری ہے۔

تازہ ترین فتوحات:

یہ سطور جب لکھی جا رہی ہیں تو اس وقت بھی مجاہدین امارت اسلامیہ کی فتوحات کی خبریں مسلسل مل رہی ہیں۔ امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد محمد یوسف شہید رحمہ اللہ کے کابل میں وزارت داخلہ کے گیٹ پر فدائی حملے میں 33 آرمی افسر ہلاک جبکہ درجنوں زخمی ہو گئے۔۔ صوبہ قندوز کے ضلع ''دشت ارچی'' کے مرکزی حصوں پر مجاہدین نے محاصرہ مضبوط کر دیا، جس کی ابتدائی لڑائیوں میں پولیس چیف سمیت درجنوں اہلکار ہلاک ہوئے، اور جاری لڑائیوں میں سے ایک تازہ حملے میں دشت ارچی میں 2 امریکی اہلکاروں سمیت 22 افغان فوجی ہلاک ہو گئے۔ صوبہ بغلان میں ڈنڈ غوری کے علاقے میں شدید لڑائیوں میں 5 امریکی فوجی ہلاک اور 6 زخمی ہو گئے جبکہ 15 افغانی فوجی بھی ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ صوبہ قندھار میں مجاہدین امارت اسلامیہ نے چودہ ملین ڈالر مالیت کا ''ریپر'' ڈرون مار گرایا۔

جنرل دوستم کا جوزجان سے فرار:

صوبہ جوزجان میں دوستم کی بدنام زمانہ ''گلم جم'' ملیشیا کے آپریشن کے جواب میں مجاہدین کی عسکری حکمت عملی اور جوابی لڑائی کے نتیجے میں دوستم جوزجان سے صوبہ فاریاب کی طرف فرار ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق دوستم کی قیادت میں سینکڑوں ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں پر سوار ہزاروں اہلکاروں پر مشتمل "گلم جم" ملیشیا اور افغان نیشنل آرمی کا کانوائے جوزجان روانہ ہوا جس کی فضائی حفاظت بھی کی جا رہی تھی، اس قافلے نے جب جوزجان کی طرف پیش قدمی کی تو اسے مجاہدین کے مسلسل کمین و گھات اور بارودی سرنگ حملوں کا نشانہ بننا پڑا، آخر کار تین ہفتوں کی ناکام دشت پیمائی کے بعد مجاہدین کے شدید حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے دوستم اپنے 22 فوجیوں کو مردار اور 37 کو زخمی کروا کے واپس فاریاب بھاگ گیا۔ مجاہدین نے دوستم کے تین فوجی اہلکار بھی گرفتار کر لیے جبکہ مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، دو ہیوی مشین گنیں، دو راکٹ لانچر، 6 ایم 16 امریکن گن، 3 کلاشنکوفیں، دو ہینڈ گرنیڈز اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت میں حاصل کر لیا۔ واضح رہے کہ نام نہاد آپریشن کے دوران تین مجاہدین زخمی ہوئے۔

صلیبی و مقامی طواغیت ایک صف میں:

مجاہدین کی مسلسل پیش قدمی کے جواب میں عالمی و مقامی طواغیت کا اکٹھے مل کر کام کرنے پر اتفاق ہوا ہے، اور مذاکرات نہ کرنے والے گروہوں کے خلاف مشترکہ کاروائی کرنے پر اتفاق ہوا ہے۔ جہاں دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے عالمی طواغیت نے ''ہاٹ لائن'' بنانے کی بھی منظوری دے دی ہے، وہیں امریکیوں نے باگرام ایئر بیس پر مجاہدین کی مسلسل فدائی اور میزائیل کاروائیوں کے بعد مذکورہ ایئر بیس کو بچانے کے لیے اپنے فرنٹ لائن اتحادی ''اسلام آباد'' سے تعاون کی درخواست کر دی ہے اور اس کے بدلے افغانستان میں موجود پاکستانی مجاہدین پر مسلسل ڈرون حملے جاری ہیں۔ مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان کے مسلسل حملوں کے بعد مزید امریکی فوجی دستوں کی آمد کی اطلاعات ہیں۔ مجاہدین کے مسلسل حملوں سے نپٹنے کے لیے عبداللہ عبداللہ نے صلیبیوں کے تعاون سے تعمیر ہونے والے افغان وزارت دفاع کے نئے کمپاؤنڈ کا افتتاح کر دیا ہے جسے افغانستان کا ''منی پینٹاگون'' کہا جا رہا ہے۔ ان تمام اقدامات کے باوجود عالمی و مقامی طواغیت مجاہدین کے حملوں کو روک نہیں پا رہے اور دارالحکومت کابل بھی مجاہدین کے مسلسل حملوں کی زد میں ہے۔ مجاہدین کی بڑھتی پیش قدمیوں نے عالمی طواغیت کو تو خوف زدہ کر ہی رکھا ہے جبکہ مقامی طواغیت (چین، ایران، پاکستان اور بھارت) بھی گھبراہٹ کا شکار ہیں، اسی لیے ان مقامی و عالمی طواغیت نے مشترکہ دشمن کی پیش قدمی کا مقابلہ کرنے کی خاطر اپنے تمام ذاتی مفادات و اختلافات کو بھلا کر ''ایک'' ہونے پر اتفاق کیا ہے، اور امارت

اسلامیہ افغانستان کے مذاکرات کی ٹیبل پر نہ آنے کی صورت میں مجاہدین امارت اسلامیہ کے خلاف مشترکہ پالیسی اپنانے کا عندیہ دیا جارہا ہے۔

مذاکراتی حربوں کی ناکامی:

عالمی صلیبی اتحاد نے اپنے مقامی اتحادیوں بالخصوص پاکستان کے ذریعے کافی عرصے سے یہ پالیسی اپنا رکھی ہے کہ مجاہدین امارت اسلامیہ میں حامد کرزئی و اشرف غنی جیسے کٹھ پتلی حکمرانوں سے براہ راست مذاکرات کرنے اور حکومت میں شرکت پر راضی ہونے والے طالبان راہنماؤں کو علیحدہ کیا جاسکے، مگر اُن کی یہ سازش بھی اللہ کی رحمت سے ناکام ہوگئی اور مجاہدین کے اندر اُنہیں ایسی کوئی قابل ذکر شخصیت نہ مل سکی جن کی مدد سے مذاکرات کا من پسند کھیل رچایا جاسکے پھر ایسی شخصیات کو تلاش کیا گیا جنہیں وقتاً فوقتاً امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے مختلف بے اصولیوں پر نکال باہر کیا گیا تھا ان میں فدائی محاذ اور دوسرے سازشی عناصر شامل ہیں اور ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو عالمی و مقامی طواغیت کی خواہش پر کبھی مری اور کبھی کابل میں مذاکرات کرتے پائے گئے ہیں۔امارت اسلامیہ افغانستان کے وضاحتی بیانات سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے نمائندہ رہنما ان مذکراتی اجلاسوں میں شریک نہیں ہوئے۔بے شک یہ وہی غدار ٹولہ ہے جنہیں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے دور میں مجاہدین کی صفوں سے نکال باہر کردیا گیا تھا اور اب دنیا کے سامنے یہ طالبان رہنماؤں کی حیثیت سے مذاکرات وراہ ورسم پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے جانشین اور امارت اسلامیہ افغانستان کے زعیم امیر المومنین ملا اختر منصور حفظہ اللہ کی بیعت کرنے سے انکار کردیا اور ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے بیٹے اور بھائی کو نئے امیر المومنین ملا اختر منصور کے خلاف کرنے کی سازشیں رچائیں اور عالمی و مقامی ذرائع ابلاغ میں اس کا بھرپور چرچا کیا گیا مگر انہوں نے بیعت کا اعلان اور وضاحتی بیان دے کر ان کے سازشی ہتھکنڈوں کو ناکام کردیا۔

پھر یہی حربہ مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان کے اہم رہنما اور مرکزی شوریٰ کے رکن ملا حسن رحمانی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی استعمال کیا اور انہیں ملا اختر منصور حفظہ اللہ کے حوالے سے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی پوری پوری کوششیں کیں مگر اللہ کے فضل و کرم سے وہ اس حربے میں بھی ناکام رہے اور ملا حسن رحمانی رحمہ اللہ جو حال ہی میں سرطان کے مرض کی وجہ سے انتقال فرما گئے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔اُنہوں نے اپنی وفات سے کئی ہفتے قبل امیر المومنین ملا اختر منصور حفظہ اللہ کی بیعت کا تحریری و رسمی اعلان فرما کر ان کی تمام سازشوں کو حتمی طور پر ناکام کردیا۔

اب جبکہ طواغیت کے مذاکراتی حربے بھی ناکام ہوچکے ہیں اور مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان اور اُن سے بیعت یافتہ لشکروں نے صلیبی و مقامی طواغیت پر آخری یلغار کی تیار مکمل کرلیے ہے تو ایسے میں امریکہ و افغان کٹھ پتلی تو اس تصور سے ہلکان ہو ہی رہے ہیں مگر بھارتی، چینی، پاکستانی وایرانی حکام و فوجی جرنیل بھی کم پریشان نہیں ہیں کیونکہ مجاہدین امارت اسلامیہ افغانستان ہی عالمی جہاد کی پشتی بان وانصار ہیں جبکہ اس خطے (برصغیر) کا جہاد تو براہ راست مجاہدین امارت اسلامیہ پر منحصر ہے کیونکہ اس خطے کی تمام جہادی تحاریک امارت اسلامیہ افغانستان کی زیر سربراہی عالمی، نمبر ون دشمن امریکہ کو پچھاڑنے اور امارت اسلامیہ کی بحالی میں مصروف ہیں تو جونہی امریکہ کی حتمی شکست کا نقارہ بلند ہوتا ہے اور اللہ کے حکم سے امارت اسلامیہ افغانستان کی پرانی شان و شوکت بحال ہوتی ہے تو فوراً ہی یہ جہادی تحاریک اپنے مقامی اہداف کی جانب پوری طرح متوجہ ہوں گی اور بِاِذنِ اللہ تعالی ان تمام مقامی طواغیت کو نکال باہر کرکے شریعت کی حاکمیت کا اعلان کریں گی، جبکہ اس سب کے دوران ایک مضبوط امارت اسلامیہ ان تحاریک کی پشت پر کھڑی ہوگی۔اس لیے یہ موسم بہار صرف افغانستان ہی نہیں بلکہ عالمی جہاد اور بالخصوص اس خطے کے لیے بہار کی نوید لا رہا ہے، ان شاءاللہ!

☆☆☆☆☆

ستارہ سحر

سعد خالد

آسمان پر بہت سے ستارے ٹمٹمار ہے تھے.... ایسے میں ایک جانب، ایک ستارہ بجھ گیا..... مگر ساتھ ہی ایک کائنات منور کر گیا.... یہ بجھنا گویا دلیلِ راہ تھا.... یا اللہ!.... راہِ جہاد کیسی پاکیزہ راہ ہے.... کیسے کیسے پاکیزہ نفوس اس میں اپنی جانیں وارتے ہیں!.... دِل کی کیفیات عجیب تھیں.... خوشی کے آنسو بھی مسلسل بہہ رہے ہیں، کہ ہمارے طیّب بھائی، مالک کا انتخاب ٹھہرے اور غم جدائی کا، جس کا زخم، صرف جنت ہی کے مرہم سے ٹھیک ہو سکتا ہے! وہ جنت جہاں اپنوں سے کوئی جدائی نہیں! ہمارے طیب بھائی، زندہ شہید تھے اور اب شہید ہو کر بھی زندہ ہیں۔ دل اکثر ان کی عجیب خوبیوں کو دیکھ کر ان کی شہادت کی پیش گوئی کر دیتا! بے اختیار ان کی حفاظت اور لمبی عمر کی دعا نکلتی۔ طیب بھائی اور میں جب بھی اکٹھے ہوتے اکثر ابتدائے کلام اللہ کا ذکر ہی ہوتا۔ کئی مجالس میں ہم دونوں شہید شیخ احسن عزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا بھی تبادلہ کیا کرتے۔ آج بھی طیب بھائی کے تذکرے ہی کی محفل ہے اس لیے شہید احسن عزیزؒ کی ایک نظم کے چند مصرعے تحریر کیے دے رہا ہوں۔ جب مجھے طیب بھائی جان کی شہادت کی خبر ملی تب بھی میرے ذہن میں جو پہلا خیال تھا وہ اس سے ملتا جلتا تھا:

سچے لوگ تھے..... سچ کی خاطر

سچا کر کے وعدہ اپنا..... سچے دیس سدھار گئے!

اور سچ ہے، طیب بھائی ایسے ہی تھے!

مندرجہ بالا مصرعے اس آیتِ قرآنی کے مفہوم سے ہیں:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوامَا عَاهَدُوااللهَ عَلَيْهِ (الاحزاب:۲۳)

"انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اُسے سچا کر دکھایا"۔

آپ میرے لیے سراپا شفقت رہے۔ جب تک آپ ہمارے درمیان رہے محبتیں بانٹنے والے بن کر رہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہے۔ اکثر مجاہد ساتھیوں کی مجالس میں (جن میں، احقر بھی شریک رہا) شہدا کا تذکرہ چھیڑ دیتے۔ اس تذکرے کا مقصود شہدا کی صفات و مناقب جاننا ہوتا، کئی بار مشاہدہ میں آیا کہ وہ صفات سننے کے بعد ہمارے طیب ان صفات کا پیکر بن جاتے۔

آج تیسرا روز ہے، کہ آپ شہادت کی وہ منزل پا گئے جو آپ کی شدید خواہش تھی۔ ان کے تذکرے کی خاطر دِل ابھی تک قوت جمع نہیں کر پار ہا تھا اور ہاتھ قلم تھامنے کی جان نہیں پا رہے تھے، مگر ایک تو میری اُن سے شدید محبت نے مجبور کیا کہ میں یہ چار جملے جوڑنے بیٹھ گیا، دوسرا یہ بات دل جمار ہی ہے کہ بلا شبہ اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتے:

إِنَّ اللّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (التوبة: 120)

اور طیب بھائی زندہ ہیں، مگر ہم نہیں جانتے....

وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبيلِ اللّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاء وَلَكِن لاَّ تَشْعُرُونَ

"اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو۔ دراصل وہ زندہ ہیں، مگر تم کو (ان کی زندگی کا) احساس نہیں ہوتا۔"

انفاق فی سبیل اللہ:

طیب بھائی کا تعلق ایک متمول گھرانے سے تھا۔ عمر بوقتِ شہادت تقریباً 35 سال تھی۔ آپ کے تین بچے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو نیک بنائے اور انہیں ہمارے طیب بھائی کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ وہ اپنی شہادت سے کم و بیش پانچ سال قبل قافلہ جہاد میں شامل ہوئے۔ آپ سافٹ ویئر انجینئر تھے۔ آپ کے امیر صاحب نے آپ کی شہادت کے بعد ہمیں بتایا کہ طیب بھائی کی تنخواہ میدانِ جہاد میں آنے سے قبل لگ بھگ دو لاکھ روپے ماہانہ تھی۔ جب آپ کو جہاد کی دعوت ملی تو اپنے امیر صاحب کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے جہاد بالنفس سے پہلے جہاد بالمال فرض کیا ہے، تو میں اللہ کی راہ میں کتنا انفاق کیا کروں؟ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے کہ:

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ (الصّف: ۱۱)

"اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو"۔

آپ کے امیر صاحب نے جواب دیا:

"ایک روایت میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کہیں جارہا تھا کہ اس نے آواز سنی کہ کوئی شخص بادل کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ تُو جااور فلاں شخص کے باغ میں جا کر برس۔ یہ بات سن کر وہ بادل ایک طرف کو جانے لگا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ اس اشتیاق میں کہ یہ فلاں آدمی کون ہے اور کیا عمل کرتا ہے کہ بادل کو خاص طور پر اس کے باغ میں برسنے کا حکم ہوا، میں وہاں وہاں جاتا رہا جہاں جہاں سے بادل گزرتا رہا۔ آخر کار میں نے دیکھا کہ وہ بادل ایک باغ پر رکا اور وہاں برسنا شروع ہو گیا۔ میں اس باغ میں داخل ہوا اور اس کے مالک کو سارا ماجرا سنایا اور دریافت کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ باغ کے مالک نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے مجھے اس باغ سے جو کمائی حاصل ہوتی ہے میں اس کے تین حصے کرتا ہوں۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں، ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے رکھ لیتا ہوں اور ایک حصہ دوبارہ اسی باغ میں لگادیتا ہوں"۔

ہمارے طیب بھائی جان کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ بس اس دن کے بعد، طیب بھائی ہر ماہ بلا ناغہ اپنی کمائی کا تیسرا حصہ لا کر میرے حوالے کر دیتے تاکہ یہ پیسہ جہادی امور میں استعمال ہو سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے پیسے دینے میں دیر ہوئی ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب میں فرماتے ہیں:

مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

"جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بال میں سو دانے ہوں۔ اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔ اللہ بہت وسعت والا (اور) بڑا علم والا ہے۔"

میدانِ دعوت واعلام کے ایک فدائی شہسوار:

ایک مجاہد عالمِ دین فرماتے ہیں کہ اِنّ الِاعلامی اِستشہادی بلاحزام یعنی ایک ایسا مجاہد جو جہاد کی دعوت کو اعلام (میڈیا) کے ذریعے پھیلانے پر متعین ہو وہ بارودی بیلٹ کے بغیر ایک استشہادی وفداکار مجاہد ہے۔ یعنی اعلام و میڈیا کے ذریعے دعوتِ جہاد کا کام اپنی اہمیت اور خطرات کی وجہ سے استشہادی حملے کی مانند ہے۔ ہمارے طیب بھائی اعلام کے فدائی شہسوار تھے۔ آپ شوال 1435ھ (اگست 2014ء) میں شمالی وزیرستان کے علاقے لواڑہ میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ شیخ ابودجانہ پاشا کا بیان هذه رسالتنا (یہ ہمارا پیغام ہے) انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر رہے تھے۔ اس دوران میں امریکی ڈرون طیاروں نے ان پر پانچ میزائل داغے جس کے سبب آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اِنّاللہ واِنّا اِلیہ راجعون، بلاشبہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے داعیانِ جہاد کے سردار حضرتِ حسّان ابنِ ثابت رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے سچ فرمایا: "اے حسّان! ان کی ہجو بیان کرو، تمہارے اشعار ان پر تیروں سے زیادہ سخت ہیں!"۔ ہمارے عراق میں شہید ہونے والے مجاہد قائد شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "اعلام کا پارچہ، میزائلوں اور بموں کے پارچوں سے زیادہ سخت اور بہت خطرناک ہے"۔

بے شک ہمارا دشمن اس کام کی اہمیت کو جانتا ہے کہ اعلامی وسائل کے ذریعے کس موثر انداز میں دعوتِ جہاد پھیلتی ہے، اسی لیے تو وہ اعلام کا کام کرتے مجاہدین پر کروڑوں روپے لاگت کے ہیل فائر (hellfire) میزائل مارتا ہے، اعلام کا پارچہ واقعی بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے طیب بھائی جان کی شہادت قبول فرمائے اور ان کے دعوتی واعلامی کاموں کو رہتی دنیا تک کے لیے باعثِ خیرِ کثیر بنائے، آمین۔ ہمارے طیب بھائی باوجود یہ کہ بہت بلند پایہ تکنیکی صلاحیتوں کے حامل ہونے کی وجہ سے دنیاوی اعتبار سے نہایت آسودہ حال تھے، مگر پرانے دور کے آدمی معلوم پڑتے تھے۔ کتابوں میں جو اسلاف کے بارے میں تواضع اور منکسر المزاجی کے قصّے پڑھے تو جاننے میں آیا کہ طیب رحمہ اللہ کچھ ایسی ہی صفات سے آراستہ تھے۔

(بقیہ صفحہ 96 پر)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابو محمد

صلیبی ٹیکنالوجی کو ناقابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد.... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

پہلا عملی تجربہ:

مقناطیسی بم لگنے کے کھڑاک سے ڈرائیور نے فوراً سڑک کے درمیان میں ہی زوردار بریک لگادی اور دروازہ کھولتے ہی چلتی ٹریفک کی پرواہ کیے بغیر دوڑتے ہوئے سڑک کراس کرکے ٹینکر سے دور چلا گیا سڑک کے دونوں اطراف ٹریفک جام ہوگئی بلکہ لوگوں نے اپنی اپنی گاڑیاں ٹینکر سے دور کھڑی کرکے تماشا دیکھنا شروع کردیا۔ دونوں ساتھیوں نے بھی اپنے موٹر سائیکل کا رُخ مرکز کی جانب کیا اور ۱۰ منٹ تک مرکز میں پہنچ گئے۔ پھر دونوں مرکز میں موٹر سائیکل کھڑی کرکے پیدل ہی جائے واردات کی طرف روانہ ہوگئے اور عوام کے ہجوم میں کھڑے ہوکر لاوارث ٹینکر کا تماشا دیکھنے لگے۔ مقناطیسی بم کا ۳۰ منٹ تک کا ٹائم لگا ہوا تھا مرکز آنے جانے میں ۲۵ منٹ گزر چکے تھے اب صرف ۵ منٹ باقی تھے۔ وہ بھی گزر گئے۔ ٹائم ختم ہوتے ہی مقناطیسی بم زوردار آواز کے ساتھ پھٹ گیا۔

ہم نے اس ٹائمر کے ڈسپلے پر آخری تین سیکنڈ میں سے پہلے سیکنڈ کے ہونے پر لفظ ''اللہ'' اور دوسرے سیکنڈ پر ''اکبر'' اور آخری سیکنڈ پر اکٹھا ''اللہ اکبر'' کا ڈسپلے بھی جاری کررکھا تھا۔ دھماکہ ہوجانے کے بعد ٹینکر کی ٹینکی میں ۱۸ انچ قطر کا سوراخ ہوگیا اور ٹینکر کو یک لخت آگ لگ گئی پھر اس آگ سے رفتہ رفتہ ٹینکر کے ٹائر جل کر پھٹنے لگے ٹائر پھٹ جانے سے ٹینکر الٹ گیا اور ایک کھائی میں جا گرا۔ اس طرح ہمارے مقناطیسی بم کے پہلے عملی تجربہ پر تصدیقی مہر ثبت ہوگئی۔

عبد اللہ عبد اللہ بال بال بچ گیا:

افغانستان میں جہاں گھاتیں، ریموٹ کنٹرول حملے اور فدائی حملے جاری تھے وہاں ضرورت کے مطابق اس طرح کے مقناطیسی بم و دیگر چھوٹے الیکٹرونک آلات حرب نے بھی بڑا کام دکھایا اور صلیبی و اتحادی افواج کی سپلائی کو پامال کرکے رکھ دیا۔ جب یہ سوئچ فیلڈ میں بڑی تعداد میں لانچ ہوگئے تو اس ٹیکنیک سے افغان مجاہدین نے راہ چلتے چلتے اس طرح کی کئی کارروائیاں کیں۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وافر مقدار میں مہیا کیے گئے ان سوئچز کو مجاہدین کو جہاں کہیں نیٹو افواج کے ٹرک، وہیکلز اور ملی افواج کے غداروں کی گاڑیاں نظر آئیں ان کی طرف اچھال کر چپکا دیتے اور کسی جوابی کارروائی کے خطرہ کے بغیر ان کی درگت بنتے دیکھتے۔

اسی طرح کی ایک کارروائی کچھ دن پہلے طورخم بارڈر پر نیٹو سپلائی کے کارواں پر ہوئی۔ اور ۶ جون ۲۰۱۴ء کو افغان حکومت کے نئے کٹھ پتلی صدارتی امیدوار عبد اللہ عبد اللہ کی گاڑی پر مقناطیسی بم حملہ کیا گیا ہے جس میں اس کے محافظوں سمیت ۶ افراد مارے گئے لیکن عبد اللہ عبد اللہ بال بال بچ گیا اور اس کی گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

سر پر منڈلاتے ہیلی کاپٹر:

افغانستان کی گوریلا وار میں ریموٹ حملے فدائی حملے، ریڈ اور کمین (گھاتیں) جاری و ساری تھیں۔ افغان دھرتی پر مجاہدین کی صلیبی و مقامی ملی افواج سے دوبدو جنگ ہوتی رہتی ہے۔ جس میں مجاہدین بے جگری سے لڑتے ہیں۔ محاذ جنگ پر دوبدو جنگوں میں مجاہدین کو ایک اور مسئلہ درپیش آرہا تھا کہ چاہے دوبدو لڑائی ہو یا کمین لگائی گئی ہو یا مجاہدین کسی صلیبی و اتحادی کانوائے پر حملہ آور ہوں تو اس قسم کی کارروائیوں میں ایک ہی مسئلہ درپیش آرہا تھا کہ صلیبی و اتحادی اپنے بیس پر رابطہ کرکے انواع و اقسام کے ہیلی کاپٹر بطور کمک منگوا لیتے ہیں۔ آنے والے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی موجودگی میں مجاہدین کا لڑنا محال ہوجاتا تھا۔ مجاہدین ایک تو سامنے آرمڈ گاڑیوں میں سوار دشمن سے نبرد آزما ہوتے تو دوسری جانب سر پر منڈلاتے ہیلی کاپٹروں کی افتاد آن وارد ہوتی۔ جس کی وجہ سے اب لڑنے کی بجائے گوریلا وار کے اصول کے مطابق سر چھپانے کو بھی جگہ ملنی مشکل ہوجاتی۔ اور مجبوراً پسپائی

اختیار کر ناپڑ جاتی۔ مجاہدین کو اپنی جد وجہد محنت اور لگن کے تناظر میں یہ بات بڑی گراں گزرتی۔

آر پی جی سیون: RPG7

ماضی میں مجاہدین اس طرح کی صورتحال پر قابو پالیتے تھے لیکن وہ کاروائی یادوبدو جنگ پہاڑی دروں سے ملحقہ علاقوں میں ہوتی تھی جہاں پہاڑوں پر بیٹھ کر RPG7راکٹ کے ذریعے نچلی پرواز کرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بنانا آسان ہوتا تھا اور اس طرح RPG7راکٹ داغنے سے ہی فضائی کمک تتر بتر ہو جاتی تھی۔ لیکن میدانی علاقوں میں صورتحال اس کے برعکس ہو جاتی تھی اور RPG7 راکٹ سے ہیلی کاپٹر نشانہ نہیں بن سکتے تھے۔

میدانی علاقوں میں یہ مسئلہ تواتر سے پیش آرہا تھا اور مجاہدین WKS ٹیم کو بھی اس مسئلہ کو حل کرنے کا کہہ رہے تھے۔ پھر WKS ٹیم نے اس مسئلہ کی طرف توجہ دی اور اس مسئلہ کو حل کرنے کی ٹھان لی۔ پہاڑی علاقوں میں RPG7 کی کارکردگی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اصولی فیصلہ یہی کیا گیا کہ RPG7 کے گولہ کو اپ گریڈ کیا جائے۔ اور اسی سے کام لیا جائے۔ کیونکہ RPG7 یا اسی طرح کا کوئی اور گولہ بنانے سے تو ہم قاصر تھے البتہ موجودہ گولے کی توڑ پھوڑ ہمارے بس میں تھی۔

ہیلی کاپٹر کے پروں کو چیر کر:

یہ بات تو ثابت تھی کہ RPG7 کا گولہ طاقت ور ہے اور اس گولہ کو پرواز دینے والا سسٹم اسے ۷۰۰ میٹر تک لے جانے میں کارگر ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی تھی کہ راکٹ کے پٹاخی والے حصے سے پیچھے پرواز دینے والے سسٹم کو اپ گریڈ کرنا۔ تاکہ اس گولہ کی رینج میں اضافہ ہو سکے۔ جو تیز رفتار بھی ہو اور طاقت ور بھی تا کہ آلٹریشن شدہ یہ گولہ ہیلی کاپٹر کے طاقتور پروں کے نیچے ہوا کے دباؤ کو چیر کر ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا سکے۔

ترمیم شدہ: RPG7

اس کام کے لیے مشہور زمانہ روسی بلاسٹک میزائل (جسے عرف عام میں BM کہتے ہیں) سے پروازی بارود نکالا۔ ہر بی ایم سے ۷ پیس، سٹک نما پروازی بارود نکلتا تھا۔ جن کی مدد سے ۷ عدد RPG7 کے گولوں کی آلٹریشن کر کے رفتار، طاقت اور ہیلی کاپٹر کے پروں کی ہوا کی مدافعت کو چیرنے والے RPG7 گولے بنائے جا سکتے ہیں۔

ہم نے ابتدائی طور پر ۷ عدد ترمیم شدہ RPG7 کے گولے تیار کیے۔ پھر آزمائش کے لیے اپنی ورکشاپ سے نکل کر ہلمند کے صحرائی علاقہ میں چلے گئے۔ سب سے پہلے اور یجنل RPG7 داغا جو ۷۰۰ میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد زمین پر گر کر پھٹ گیا۔ اس کے بعد ترمیم شدہ گولے کو داغا تو اس نے بڑی سرعت کے ساتھ ۱۳۰۰ میٹر کا فاصلہ طے کیا۔ ہماری ٹیم اور دیگر ساتھی عرصہ دراز سے جنگیں کر رہے تھے لہٰذا ہمیں ترمیم شدہ RPG7 کی رفتار اور رینج سے اندازہ ہو گیا کہ ہمارا تجربہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہو چکا ہے۔ اور یہ چیز جہادی فیلڈ میں مجاہدین کو درپیش معاملہ میں بہت کارگر ثابت ہو گی۔ اور اب میدانی علاقوں میں بھی RPG7 راکٹ کے ذریعے ہیلی کاپٹروں کو گرایا جا سکے گا، ان شاء اللہ۔

کامیاب تجربہ کے بعد ہم نے باہم مشورہ کر کے اس تکنیک کو مجاہدین میں عام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس سلسلہ میں ایک ویڈیو فلم بھی تیار کی گئی اور ساتھ ہی ''زدِ ہیلی کاپٹر'' کے نام سے پاکٹ سائز باتصویر کتابچہ بھی چھپوا کر مجاہدین میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ مجاہدین خود بنائیں اور خود استعمال کریں۔ مجاہدین میں یہ طریقہ اتنا مقبول ہوا کہ ہر راکٹی نے اپنے پاس صرف اور صرف ترمیم شدہ گولے ہی رکھنے شروع کر دیئے۔

مجاہدین نے تین ہیلی کاپٹر مار گرائے:

بی ایم سے نیٹروسیلولوزی بارود نکالنے کے بعد جو TNT بارود بچ جاتا تھا اس بارود کو مجاہدین مائنز وغیرہ میں استعمال کر لیتے تھے۔ پھر وقت نے ثابت کر دکھایا کہ کسی حد تک کارروائیوں میں RPG7 استعمال ہونے لگے اور دوران جنگ یہ گولے قلیل قلیل ہیلی کاپٹروں کو مارنے بھی لگے۔ ان گولوں کی طاقت اور تیز رفتاری نے یہ بات بھی ثابت کر دکھائی کہ کہ ہیلی کاپٹروں کے پروں میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ ان گولوں کا راستہ روک سکیں۔

اس سلسلہ میں ۲۰۰۸ءمیں پنجوائی کے مقام پر ہونے والی ایک بڑی جنگ جو تین روز تک جاری رہی تھی۔ مجاہدین نے تین دنوں پر مشتمل اس جنگ میں صلیبیوں کے تین ہیلی کاپٹر RPG7 راکٹ سے مار گرائے تھے۔اور صلیبیوں کو بھی جہنم واصل کیا تھا۔ مجاہدین RPG7 کے آلٹریشن شدہ گولوں کی موجودگی میں مزید پر عزم ہو گئے اور دوبدو جنگی کارروائیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ دوسری طرف صلیبی افواج کی فضائی فوج میں بھی سراسیمگی پھیل گئی اور وہ بھی کسی حد تک خائف رہنے لگے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مدد و نصرت ہی تھی کہ سادہ سے طریقہ کے ساتھ مجاہدین کا کچھ حد تک مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ اب صلیبی و اتحادی افواج کے ہیلی کاپٹر وغیرہ نیچے اترنے سے گھبرانے لگے اور کافی محتاط ہو چکے تھے۔

مجاہدین کی چند انوکھی کارروائیاں:

امارت اسلامیہ افغانستان کے قائم ہوتے ہی یعنی نوخیز مملکت اسلامیہ کے ابتدائی ایام سے ہی عالم کفر کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے تھے۔ اور عالم کفر کی حالت بے کل رہنے لگی تھی۔ پوری دنیا کے دجالی یا ڈالری میڈیا نے اس شرعی مملکت پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا اور پراپیگنڈا مہم کے ذریعے طرح طرح کے چرکے لگانے کی کوششیں کرتے رہے۔ کبھی عورتوں کے حجاب اور پردہ داری پر نکتہ چینی کی تو کبھی مخلوط طرزِ تعلیم کو اختیار نہ کرنے کے جرم میں دقیانوس، انتہا پسند، اجڈ، جاہل، گنوار اور غیر مہذب وغیر شائستہ ہونے کے طعنے دیے جانے لگے۔

پھر انہی سادہ لوح لوگوں نے امریکی و صلیبی یونیورسٹیوں، جدید افواج کے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ان گوری چمڑی اور کالے کرتوتوں والے انگریز (بزعم خود) عقل مندوں کو ایسی ایسی حربی و جنگی چالوں سے مات دی کہ وہ جدید ٹیکنالوجی، ہنر و تربیت کے حامل غرور و نخوت میں لتھڑے ذہنوں کے بے ضمیر سپاہی اپنی کمزوریوں اور نالائقیوں پر خود ہی اپنے گریبانوں میں جھانک کر ضرور شرمندہ ہوتے ہوں گے۔ اور دل ہی دل میں مرنے سے پہلے افغانستان کے (بقول عالم کفر) اجڈ، جاہل اور ان پڑھ افراد کی برتری کو ضرور تسلیم کرتے ہوں گے۔

پہلی کارروائی:

عقل مند امریکی فضائیہ کے پائلٹ راکٹ حملوں سے بچنے کے لیے اونچی پرواز کرتے تھے اور اکثر یہ ہیلی کاپٹر ترمیم شدہ RPG7 کی رینج سے بھی دور ہی ہوتے تھے۔ اس وجہ سے امریکی ہیلی کاپٹر ایک عرصہ سے مجاہدین کے ہاتھوں سے محفوظ چلے آ رہے تھے۔ پھر ایک طالب مجاہد کی سوچ نے کام کیا اور امریکی فضائیہ کے لیے ایک بوبی ٹریپ تیار کیا۔

فہم و فراست کے مالک اس طالب نے ایک بڑے پہاڑ پر موٹر سائیکل چڑھا کر اس میں بارود نصب کیا اور اس بارود کو WKS ریموٹ کنٹرول ڈیوائس کے ساتھ منسلک کر دیا۔ اور دور پتھروں کی اوٹ میں مخابرہ تھامے مخابرچی وغیرہ ہدف کا انتظار کرنے لگے۔ بوبی ٹریپ (فریبی جال) کو اس پہاڑ پر اس لئے لگایا گیا تھا کیونکہ اس علاقہ میں ہمہ قسم کے جنگی و لاجسٹک سپورٹ والے چھوٹے بڑے ہیلی کاپٹر محو پرواز رہتے تھے۔ طالب مجاہد کے لگائے گئے بوبی ٹریپ میں ''عقل مند'' امریکی عملے نے پھنسنے میں ذرا بھی دیر نہ لگائی۔ صلیبیوں نے اپنی سوچ اور عقلمندی کو مد نظر رکھتے ہوئے سوچا ہو گا کہ پہاڑ کی چوٹی پر موٹر سائیکل کا کیا کام، یہ یہاں کیوں کھڑی ہے۔ ان کے اندرونی تجسس نے اس ہیلی کاپٹر کو نیچے اترنے پر مجبور کیا۔ جیسے ہی معائنہ کرنے کیلئے ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا موٹر سائیکل کے گرد چکر کاٹنے لگا تو دور بیٹھے مخابرچی طالب علم نے WKS کو اپنے مخابرہ سے ٹون دے دی جس سے موٹر سائیکل میں لگے بارود نے ہیلی کاپٹر کے چیتھڑے اڑا کر رکھ دیئے اور تمام عقل مند عملے کو جہنم واصل کر دیا۔

دوسری انوکھی کارروائی:

اسی طرح کی دوسری کارروائی میں طالبان مجاہدین نے انوکھی حکمت عملی اپناتے ہوئے اپنی فراست اور جنگی مہارت کا بین ثبوت فراہم کیا۔ صوبہ زابل کے شاجوئی ضلع کے پہاڑی علاقہ کے بلند مقام پر مجاہدین نے مخابرہ ریپیٹر کے انٹینے نصب کر دیے۔ اس علاقہ کی فضا سے بھی اکثر صلیبی افواج کے ہیلی کاپٹرز کی نقل و حرکت جاری رہتی تھی۔ یہاں پر بھی ایک بوبی ٹریپ (دھوکہ کا پھندہ) ریپیٹر انٹینوں کی صورت میں مجاہدین نے لگا دیا۔ یہ پھندہ مجاہدین نے اس سوچ کو مد نظر رکھ کر لگایا تھا کہ فضا میں محو پرواز صلیبی درندے ریپیٹر کے دو (نسبتاً) بڑے انٹینے دیکھ کر نیچے

ضرور اتریں گے (یاد رہے کہ صلیبی افواج اس طرح کے ریپیٹر وغیرہ کو ماضی میں اس لیے اتار لیتے تھے کہ یہ دو صوبوں کے درمیان مجاہدین کے مخابراتی رابطوں کا ذریعہ بنتے تھے۔اور یہ ریپیٹر بھی ہماری WKS ٹیم ہی بنا کر مجاہدین کو مفت مہیا کرتی تھی)۔

بالکل طالبان مجاہدین کی سوچ کے مطابق ہی ہوا۔صلیبی درندے مخابرہ کے دو بڑے انٹینے دیکھ کر للچائی نظروں کے ساتھ ایک بڑے چینوک ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر مخابرہ انٹینے اتارنے کے لیے جونہی لینڈنگ کرنے لگے تو مجاہدین کی جانب سے عمدہ طریقے سے کیموفلاج کیا گیا تھا اور بظاہر پتھر نظر آنے والے بارود کو مخابرچی نے WKS کے ذریعے پہاڑ ڈالا اور اس کی ویڈیو تیار بنا کر کے ''الامارہ'' ویب سائٹ پر اپ لوڈ کر دی۔

کمال فہم و فراست کے حامل طالبان مجاہدین نے دنیا کے مانے ہوئے تجربہ کار، تربیت یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس دل کے اندھوں کو افغانستان میں جگہ جگہ اس طرح کی کارروائیوں میں جہاں بن پڑا ذلت و شکست کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا۔اللہ اکبر!!!اور ثابت کر دیا کہ مومن کی فراست غیر معمولی ہوتی ہے۔لہٰذا اس کا مقابلہ مادیت یا عقل مندی سے نہیں کیا جاسکتا۔مضمون کی طوالت کے خوف سے تمام کارروائیوں کو احاطہ تحریر میں لانا مناسب نہیں۔

ہلمند ورکشاپ پر صلیبی حملہ اور ''K'' کی شہادت:

صلیبی و اتحادی ۲۰۰۸ء تک صوبہ ہلمند کے ضلع برامچہ میں طالبان کی سخت مزاحمت کی وجہ سے داخل نہ ہو سکے تھے۔لیکن ۵ جون ۲۰۰۸ء کو وہاں امریکی ہیلی کاپٹر اترنے لگے۔ورکشاپ معسکر میں ہی تھی۔مقامی امیر نے ہیلی کاپٹروں پر راکٹ داغنے کا کہا تو دو مجاہد ساتھیوں نے ہیلی کاپٹروں پر دو راکٹ فائر کیے۔لیکن وہ پہاڑی کے اوپر سے گزر گئے۔

صلیبی و اتحادی ہیلی کاپٹر حرکت میں آئے اور ان گن شپ ہیلی کاپٹروں نے فائرنگ شروع کر دی جس وقت امیر صاحب نے راکٹ فائر کرنے کا حکم دیا تو ''K'' کے پاس ۴ عدد راکٹ تھے۔K نے دو ساتھیوں کو ایک ایک راکٹ دے کر فائر کرنے کا کہا اور خود دوسری جانب پوزیشن سنبھال لی۔پہلے دونوں ساتھیوں کے فائر ناکام ہونے کے بعد K نے راکٹ فائر کیا تو ہیلی کاپٹروں کا رخ K کی جانب ہو گیا۔صلیبی ہیلی کاپٹر فائرنگ کر کے چلے گئے اور ساتھی بھی اپنے معسکر میں پہنچ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جیٹ طیاروں نے معسکر پر شیلنگ شروع کر دی اور ٹریننگ سینٹر (معسکر) مع ورکشاپ ملبے کا ڈھیر بن گیا۔K سمیت بہت سے ساتھی شہادت پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ورکشاپ تو بعد میں منظم کر لی گئی لیکن ہماری "WKS" ٹیم کا ماہر انجینئر "K" اب ہمارے درمیان نہ تھا اب صرف "W" اور "S" ہی اپنے ساتھی "K" کے مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے تھے۔

ڈبلیو، کے، ایس، ٹیم کی انوکھی ایجاد، اینٹی جیمر ڈیوائس:

''جیمر'' مادیت پرستوں کی حفاظت کے لیے بنایا گیا ایک حفاظتی حصار ہوتا ہے۔جسے استعمال کرنے والا اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتا ہے۔مجاہدین کے قریب تر اور پوری دنیا میں آج کل دشمنانِ اسلام جن میں صلیبی تو سر فہرست ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ ایسے منافقین اسلام جو ان کافروں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ،ان جیمرز کو استعمال کرنے میں فخر اور تحفظ محسوس کرتے ہیں۔جو منافقین و صلیبی اتحادی مجاہدین اسلام کی ہٹ لسٹ پر ہیں اور وہ اپنے کالے کرتوتوں سے بھی خوب واقف ہیں۔وہ اپنی جان بچانے کی خاطر جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے اپنے کانوائے، اسکوارڈ کی گاڑیوں میں ایسے جیمرز نصب کروالیتے ہیں جو تمام ریڈیائی لہروں کو جام کر دیتے ہیں۔بارہا ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ مجاہدین نے ان درندوں کے قافلوں کے راستوں میں بارود نصب کیا اور WKS ڈیوائس منسلک کی لیکن قافلہ کے گزرنے پر جب ڈیوائس کو ٹون دی تو بارود سے منسلک ڈیوائس نے کام کرنا چھوڑ دیا جس کا تذکرہ آپ پہلے پڑھ بھی چکے ہیں۔ڈبلیو کے ایس WKS ٹیم بفضلہ تعالیٰ ایسی انوکھی، حیرت انگیز اور مایہ ناز ڈیوائس تیار کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔جو اینٹی جیمر ہے۔الحمد للہ

اس اینٹی جیمر ڈیوائس کے WKS ٹیم متعدد کامیاب تجربات کر بھی چکی ہے۔ تاہم مزید تجربات ابھی باقی ہیں اور ان شاءاللہ بہت جلد ہماری WKS ٹیم اینٹی جیمر ڈیوائس لانچ کرنے والی ہے۔ان شاءاللہ (بقیہ صفحہ 96 پر)

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

جب میری آنکھوں سے پٹی کھولی گئی تو اُس نے مجھ سے سوال کیا "کیا تمھیں انگریزی آتی ہے؟" میں کہا "زیادہ نہیں تھوڑی بہت آتی ہے"۔اس پر وہ لڑکی جس نے میری آنکھوں سے پٹی کھولی تھی اُس نے کہا "کوئی مسئلہ نہیں، میں ترجمہ کردوں گی"۔یہ بات میں نے اس لئے کی کہ تاکہ جب یہ مجھ سوے سوال کرے تو مجھے موقع مل جائے کہ میں سوچ کر جواب دوں۔اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کی عمر غالباً پینتیس سال سے کم یا زیادہ ہو گی۔اس نے بتایا کہ اُس کا تعلق ایف بی آئی سے ہے اور جو لڑکی اُردو جانتی تھی اُس کی پچیس یا اس کم ہو گی۔

اُس نے مجھ سے بہت سے سوالات کئے اور ہر سوال پر وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی۔اس کے سوالات باقیوں سے بہت مختلف تھے۔مثلاً مجاہدین کیسے رہتے ہیں؟ وہ کیسی گاڑیاں استعمال کرتے ہیں؟ غیر ملکی کتنے ہیں؟ کس کس ملک سے تعلق ہے؟ کھانے میں زیادہ کیا پسند کرتا ہے؟ جب کارروائی کے لئے جاتے ہیں تو کیسے جاتے ہیں؟ راستے میں چلتے کیسے ہیں؟ پاکستانی افسروں اور اس کے سوالوں میں بہت فرق تھا بلکہ یوں سمجھ لیں زمین آسمان کا فرق تھا، میرے تمام بیانات جو میں نے ودران تفتیش اب تک دیے تھے، وہ تمام کا اچھی طرح مطالعہ کر کے آئی تھی، میں نے پوری کوشش کی کہ اسے کسی ایک سوال کا جواب بھی ٹھیک نہ دوں، ایک چھوٹا سا ریکارڈر اُس نے آن کر کے میز پر رکھا ہوا تھا۔

ان تمام سوالات کے بعد پاکستان میں ہونے والوں ایک حملے کی طرف اُس نے بات موڑ دی، جس میں امریکیوں کو نشانہ بنایا گیا تھا، جس کے جواب میں میری طرف سے مکمل لاعلمی کا اظہار کیا گیا، اسو پر وہ مسکرائی، اور ہاتھ میں قلم کو گھمانے لگی جیسے کچھ نئے سوالات کو سوچ رہی ہو، اس کی خاموشی پر پاکستانی اردو بولنے والے لڑکی نے مجھ سے میرے خاندان کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے۔شاید وہ مجھے کچھ سوچنے کے لئے خاموش نہیں چھوڑ رہی تھیں یا ویسے ہی سوالات کر رہی تھی، مگر اُس پاکستانی لڑکی نے بھی اصرار کیا اور پھر وہ امریکی عورت بھی بولی کہ ہمیں معلوم ہے تم بہت تکلیف میں ہو یہ تمہارے لئے ٹھیک ہے۔بالآخر میں نے پینے کی حامی بھر اور جوس پی لیا۔کافی عرصے بعد ایک اچھا ذائقہ پینے کو ملا، جوس پینے کے بعد مجھے سے کچھ ذاتی نوعیت کے سوال کئے گئے، میرے گھر سے متعلق۔اُس کہا "تم نے امریکی مارے ہیں"؟ میں کہا "نہیں"۔اس کہا اگر تمھیں ملیں تو کیا تم مارو گے؟ اس کے بعد وہ مسکرا کر بولی کہ جو بھی جواب دو تمھیں گوانتاموبے نہیں جانا ہو گا۔میں کہا موقع آیا تو ہی پتہ چلے گا کہ کون کیا کرتا ہے۔اس جواب پر وہ مسکرائی اور کہا "مطلب کچھ بھی کر دو گے"۔میں کہا "کیا پتہ"۔

کچھ دیر بعد اُس کے سوالات پھر شروع ہو گئے، اُس انگریز عورت نے دوبارہ یہاں سے سوالات شروع کئے کہ "سو مسٹر ضرار کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے باقی ساتھی کب تک ہمارے خلاف یہ جنگ جاری رکھیں گے؟"۔اس سوال سے مجھے امریکہ کی ناکامی نظر آرہی تھی، جس پر میں مسکرایا اور کہا کہ یہ تو وہ ہی بتا سکتے ہیں جو لڑ رہے ہیں، اسی طرح کے کچھ اور سوالات کے بعد وہ اپنے سامنے رکھی فائل کو بند کر چکی تھی اب وہ عام سوال کر رہی تھی کیا آپ یہاں سے نکل کر لوگوں کو بتائیں گے کہ آپ کے ساتھ کیا کچھ ہوا، اور اس سے ملتے جلتے سوالات.... جانے سے پہلے اُس نے کہا مجھے معلوم ہے آپ عورتوں سے ہاتھ ملانے کو برا سمجھتے ہیں اس لئے اچھی خواہشات کے ساتھ، اور ایسے چند الفاظ کے بعد وہ دونوں چلی گئیں، یہ اچھا سلوک اس لئے تھا کہ جو معلومات اُنہیں درکار تھیں وہ پاکستان اُن کو دے چکا تھا وہ تو بس کاغذی کارروائی پوری کرنے آئی تھیں، اس کے بعد وہ دونوں چلی گئیں، اب مجھے پھر آنکھوں پر کالی پٹی باندھ کر، سر پر ٹوپی جو گلے تک آتی تھی پہنا کر، ہاتھ پیچھے باندھ کر اور پاؤں میں بیڑی ڈال کر زندان میں ڈال دیا گیا۔

اس کے بعد اگلے دن ایک افسر آیا جس نے بہروپ کے لیے چہرے پر داڑھی سجائی ہوئی تھی۔اُس نے بھی حسب معمول بہت سے سوالات کیے، اس کے تمام سوالات کشمیر جہاد کے متعلق تھے، کہ تم کہاں رہے؟ کیسے رہے؟ کس تنظیم کے ساتھ رہے؟ مقبوضہ جموں و کشمیر میں کون سے علاقوں میں رہے؟ کتنے فوجی مرے؟ یہ سب باتیں اُن کے لئے بہت بامقصد تھیں، مگر میرے لئے شاید بے معنی تھیں، اُس نے اپنے سوالات مکمل کر کے گھنٹی بجائی جس پر ایک ہرکارہ اندر آیا، اُس نے ہرکارے کو کہا کہ یہ سچ نہیں بولتا میری بھی بڑی خواہش ہے کہ اپنی نظروں کے سامنے اس کی 'تواضع' دیکھوں۔اب اُس کے حکم پر پھر مجھے تعذیب

سے مرحلے سے گزارا جانے لگا۔ ہر کارے بھی جانتے تھے کہ اس نے پہلے ہی بہت کچھ سہہ لیا ہے، ہم جتنا بھی مار لیں اس کے لیے اب وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے وہ بھی جلد ہی تھک گیا۔ ظلم کا یہ دور بھی ختم ہو گیا، اب مجھے واپس زندان میں ڈال دیا گیا، میرے ہاتھ آگے کی جانب اور پاؤں میں زنجیر بدستور لگی ہوئی تھی۔

چند ہی دن بعد رمضان کی آمد آمد تھی۔ میں محاذوں پر گزرے رمضان المبارک کے ایام کو ہی سوچتا رہتا، ایک دن سیل کے ارد گرد پھر سے چہل پہل محسوس ہوئی ،ایسا لگا جیسا بہت سے لوگ میرے زندان کے باہر آچکے ہیں، میں یہ سمجھا کہ پھر کوئی نئی آزمائش آنے والی ہے۔ کچھ ہی دیر میں میرے زندان کا دروازہ زوردار طریقے سے کھولا گیا۔ آنے والے شخص نے مجھے پوچھا ''تمہارا نام ضرار ہے؟''۔ میں اثبات میں سر ہلایا، مجھے کھڑے ہونے کو کہا گیا اور میری ہتھکڑیاں اتار کر دوسری ہتھکڑیاں لگا دی گئیں اور پاؤں سے بیڑی بھی بدل دی گئی، آنکھوں پر پٹی اور سر پر غلاف نما ٹوپی چڑھا دی گئی جن کا رنگ سیاہ تھا۔ اب مجھے چلا کر ایک گاڑی میں ڈال دیا گیا۔ اور واپس اُسی جگہ لایا گیا جہاں پچیس کمروں والی جیل تھی۔ اس جیل نما تہہ خانے میں تقریباً ساڑھے چھ ماہ سے زیادہ رہا یہاں بہت سے اہم واقعات ہوئے جن کو ترتیب سے بتانے کی کوشش کروں گا، مگر ذہنی و جسمانی تشدد کے اثرات سے میری یاداشت بھی کافی متاثر ہوئی ہے اس لیے ہو سکتا واقعات کچھ آگے پیچھے بیان کروں۔ جب مجھے واپس اس خفیہ جیل میں لایا گیا تو یہاں چار نمبر سیل میں ڈالا گیا یہاں کے اہل کاروں کا شروع سے مجھ سے سلوک اچھا نہیں تھا، اور اُن کی باتوں کے گھٹیا انداز اور اُن کے اطوار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ کیسے گھرانوں کے افراد ہیں۔

میری کوشش تھی کہ جو دن آرام کے ملے ہیں ان میں رجوع الی اللہ کی سعادت حاصل کروں، قرآن مجید سے تعلق مضبوط بناؤں تفسیر کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کروں تاکہ اللہ تعالیٰ نے فرصت کے جو لمحات عنایت فرمائے ہیں اُنہیں زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جاسکے۔ مجھے تلاوت کے لئے قرآن پاک اور ٹوپی تسبیح وغیرہ بھی مل گئی۔ میں تکیہ سلاخوں کے قریب ہی رکھ لیتا اُس پر قرآن پاک رکھ کر تلاوت کرتا رہتا اور حالات پر بھی نظر رکھنے کی کوشش کرتا۔ پوری کوشش تھی کہ آس پاس کے کمروں میں موجود ساتھیوں سے کچھ بات چیت ہو جائے۔

دوسرے ہی دن غالباً میری دائیں طرف کی دیوار کو کسی نے ہاتھوں سے کھٹکایا۔ میں دروازے کے قریب ہو گیا تو ساتھ والے زندان سے آواز آئی ''السلام علیکم بھائی'' میں نے دائیں بائیں دیکھا تو سامنے سے ایک ساتھی اشارہ کر رہا تھا کہ ساتھ والے سیل سے آپ کو آواز دی جارہی ہے۔ میں نے سلام کا جواب دیا حال احوال پوچھنا شروع کر دیا۔ تعارف بھی ہوا تو اُس ساتھی کا نام وقاص تھا۔ اور اُس نے بتایا کہ وہ عرصہ پانچ سال سے قید ہے۔ سامنے والے ساتھی جس نے اشارے سے بتایا تھا اُن کا نام عمران تھا۔ وہ پٹھان تھے عمر کافی چھوٹی تھی۔ اب مجھے وقاص بھائی نے بہت زبردست ہدایات دیں کہ یہاں رہنا ہے اور کس کس طرح ان اہل کاروں کو کام میں لایا جاسکتا ہے۔ کیسے گزراوقات کرنی ہے وغیرہ۔ دن گزرتے گئے، باقی اہل کار تو ٹھیک رہے مگر ایک عینک والا اہل کار سہیل نامی تھا جو مجھے بہت تنگ کرتا تھا۔ کئی کئی گھنٹے کھڑا رکھتا۔ میں دل سے اُس کے لئے بددعا کرتا، وہ مجھ سے سوالات کرتا رہتا اور پوچھتا کہ تم کہاں جہاد کرتے رہے ہو؟ میں نے کہا کشمیر میں بس! یہی بات اللہ نے میری خلاصی کا باعث بنائی اور وہ شخص کسی طور نرم ہو گیا اور کشمیر کے حالات پوچھنے لگ گیا۔ مجاہدین کے بارے میں پوچھا۔ بس انہی باتوں ایسا آیا کہ پھر رام ہوتا چلا گیا اور مجھے کہنے لگا کہ میں تمہیں غلط سمجھا تھا تم تو اچھے بندے ہو اور بہت سی باتیں کی۔ اسی طرح ایک دو اہل کاروں کو بھی میں نے ایسا باتوں میں لگایا کہ وہ بھی اپنی ہر کہانی مجھے بتاتے۔ میری کوشش ہوتی کہ اُن کے دلچسپی کے موضوع پر بات کی جائے مگر اُن کی دلچسپی تو انتہائی گھٹیا ہوتی جس کو گھما کر میں کسی ایک طرف لے جاتا۔ پھر کوشش ہوتی کہ ان میں اگر دین کی کوئی رمق بھی ہے تو دعوت دی جائے۔ ایک اہل کار کو میں نے باتوں میں کہا کہ تم چھٹی کب جاؤ گے تو اُس نے کہ بس چند ہی دنوں میں، پھر اُس خود ہی کہا اگر تمہارے گھر کوئی پیغام دینا ہے تو مجھے بتادو۔ ایک کاغذ بھی وہ لے آیا کہ اس پر ایڈریس لکھ دو۔ یہ سب اللہ کی رحمت تھی کہ اُس نے باتوں ہی باتوں میں میرے گھر والوں کے لئے آسانی کا ذریعہ نکالا۔ میں نے پتہ لکھ دیا اور بتایا کہ میرے گھر بتادینا کہ میں زندہ ہوں۔ مگر میری

کیفیت کچھ ایسی تھی کہ بڑی مشکل سے گھر کا ایڈریس یاد آیا، گھر کے کسی فرد کا نام بھی ذہن میں نہیں آرہا تھا۔ میں نے اُسے یہی کہ اُس علاقے میں جانا اور میری فائل دیکھو اُس میں میرے والد کا نام لکھا ہو گا اُن کا پوچھ لینا۔

اب رمضان المبارک شروع ہو گیا تھا کئی روزے بھی گزر چکے تھے۔ مجھے اُس سیل سے نکال کر دوسرے سیل (زندان) میں ڈال دیا گیا تھا۔ غالباً یہ تین نمبر سیل تھا۔ اس کے ساتھ ہی بیت الخلاء تھا جہاں اس حصے کے قیدیوں کو حاجت کے لئے لایا جاتا تھا۔ یہاں آنے والوں سے میری کوشش ہوتی کہ سلام دعا کر لوں۔ ساتھیوں کو دیکھ کر ایک اپنائیت کا احساس ہوتا، ایسا لگتا کہ جیسا کوئی بہت قریبی مل گیا ہے۔ یہاں جزیرۃ العرب کا ساتھی بھی قید تھا جو اکثر ایک نشید (ترانہ) عربی زبان میں پڑھتا تھا۔ جس کے اشعار کچھ ایسے تھے (انما دنیا فنا) یہ دنیا تو فنا ہونے والی ہے۔ اُن کی آواز میں ایسی تاثیر رکھی تھی اللہ پاک نے کہ ایسا لگتا جیسے اُن کی آواز سے پورا زندان ہی اُن کے ساتھ یہ ترانہ پڑھ رہا ہے اور زیادہ سمجھ نہ آنے کے باجود بھی دل محو ہو جاتا تھا۔

کچھ ہی دن بعد عید الفطر آنے والی تھی۔ یہاں کپڑوں کی ترتیب ایسی تھی کہ ہر جمعہ کو ہی کپڑے لائے جاتے اور ایک گٹھڑی میں رکھ کر سب کو بلا تفریق کہ کون چھوٹا ہے کون بڑا بس تقسیم کر دیئے جاتے۔ جس کی قسمت میں جو آگیا۔ اب عید الفطر کے دن فجر کی نماز کے بعد سب کو باری باری غسل کے لئے نکال کر غسل خانے لے جایا گیا، جب غسل خانے لے کر جاتے تو سر پر غلاف ہوتا اور ہاتھ پیچھے باندھے ہوتے۔ ہر شام کو اس جیل کا انچارج حوالدار آتا اور چکر لگا کر چلا جاتا۔ ایسے ہی ڈسپنسر بھی چکر لگا کر چلا جاتا۔ کسی کو بخار وغیرہ ہوتا تو اُس کے لئے داوئی بھیج دیتا۔ عید والے دن میرے پاس جو کپڑے آئے اُن میں قمیض کے عین وسط میں اک سرخ تھا اور بہت پرانا سوٹ تھا، محاذوں سے دور اور اپنوں سے جدا ہو کر قفس میں عید بتانے سے دل ویسے اداس تھا اس لباس کو دیکھ کر مزید اداس ہو گیا۔ میں کمرے کے کونے میں جا بیٹھا اور دل کی اداسی کو آنسوؤں سے دور کیا۔ میرے سامنے والے زندان کے ساتھی کو اس کا علم ہو گیا مجھ سے خیریت دریافت کی تو میں نے کہا جی ٹھیک ہوں۔ اُس نے مجھے صبر کی تلقین کی۔ ایک انسان جتنا بھی مضبوط ہو مگر کبھی ایسا وقت آتا ہے جب وہ جود پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ یہ عید بھی کسی نہ کسی طرح گزر گئی۔ اب یہاں مجھے آتے جاتے معلوم ہوا کہ تقریباً تیس لوگ موجود ہیں جو کم اور زیادہ ہوتے رہتے ہیں۔ کیونکہ میرا سیل ایسی جگہ تھا جہاں اوپر (ڈیوٹی روم میں) کی جانے والے عام گفتگو توجہ سے اگر سنی جاتی تو سمجھ آجاتی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد سیب اور فروٹ دیا جاتا۔ ہر قید کو ایک سیب اور دو یا تین کیلے دیے جاتے۔ ایک دن ایک اہل کار آیا جو مجھے نظر نہیں آرہا تھا، اُس نے اندر ڈیوٹی پر موجود اہلکار کو کہا یہ لو پوری پینتیس سیب ہیں۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہاں تیس کے قریب قیدی ہیں۔ میں نے اپنے کھانے کی روٹین کو ٹھیک کر لیا تھا، اچھی طرح کھاتا تاکہ صحت ٹھیک ہو جائے اور اگر اللہ نے پھر موقع دیا تو خود کو معرکوں کے لئے تیار کر سکوں۔ یہاں سورج کی روشنی اور دھوپ نہ ہونے اور چہل قدمی نہ ہونے کی وجہ سے جسم میں درد کی شکایت زیادہ تھی، اس کے لئے میں صبح ناشتہ آنے کے بعد جب اہل کار خود ناشتہ کرنے بیٹھے تو میں ناشتہ وہیں رکھ کر اپنے چھوٹے سے زندان میں ورزش کرتا اور سلاخوں سے لٹک کر پش اپ لگاتا۔ پھر جب وہ ناشتہ کر لیتے تو میں بھی ناشتہ کرنے بیٹھ جاتا۔

اب میرے سامنے ایک ترکی سے تعلق رکھنے والے ساتھی کو لایا گیا۔ جس کی مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آتی۔ اس سے صرف اشاروں میں ہی بات ہو پاتی۔ اور دوسری طرف ایک پختون ساتھی تھے جن کی عمر ۵۵ سال سے زیادہ ہو گی۔ یہ زندان ایسے تھے کہ سامنے کوئی سیل نہیں بنایا گیا تھا بلکہ ترچھے تھے مطلب دورازے کے سامنے آکر ایک کمرے (سیل) دائیں طرف ہوتا ایک بائیں طرف۔ درمیان میں ایک گلی نما راستہ رکھا گیا تھا۔ جیسا عام طور پر ہسپتال کے کمرے ہوتے ہیں کہ دائیں بائیں کمرے ہوتے ہیں اور درمیان میں راستہ۔ تو کچھ ہی دونوں بعد ترکی ساتھی کی جگہ ایک پٹھان ساتھی کو لایا گیا، جس کا نام عبداللہ سمجھ لیں۔ پہلے دن عبداللہ بھائی کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ ایک تو وہ تازہ تازہ تشدد برداشت کر کے آئے تھے اور وہ یہ سمجھ رہے تھے زندان کے کونے میں لگا ہوا ایک پرانا آلہ کمرہ ہے۔ اس لئے بس آنکھوں سے اشارہ کر دیتے تھے۔ ایک دن بعد میں نے آہستہ سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے بھائی کیوں پریشان ہیں؟ وانھوں اشارہ کیا کہ کیمرہ لگا ہے، جس پر میں نے اُس

کی تسلی کے لئے ایک پانی کی بوتل جو کمرے کے دروازے پر ہر وقت موجود ہوتی تھی اٹھائی اور اُس کا سارا پانی اپنے کمرے میں موجد اُس آلے پر ڈال دیا اور کہا'' اتنا کافی ہے یا مزید ڈالوں''؟ جس پر وہ ہنسے لگے۔ عبد اللہ بھائی بہت باہمت انسان تھے۔اب بات چیت شروع ہو گئی۔ کچھ ہی دنوں بعد جہاں ایک بزرگ پٹھان ساتھی تھااُن کی جگہ خالد بھائی کو لایا گیا۔ پٹھان بزرگ ساتھی سے کافی گپ سپ ہو چکی تھی اور وہ کوئٹہ سے تعلق رکھتے تھے،امارت اسلامیہ کے مجاہد تھے۔ اُنہوں نے بتایا جب گرفتار کیا گیا تو وزن نوے کلو گرام تھا مگر اب شاید ستر کلو گرام ہو۔اُن کو اس لئے گرفتار کیا گیا تھا کہ آئی ایس آئی کی معلومات کے مطابق یہ امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے رابطہ کار ہیں۔ مگر وہ اپنی بات کر قائم رہے کہ میں تو ایک تاجر ہوں بس۔ عبداللہ بھائی کسی مدرسے میں درس نظامی کے طالب علم تھے۔ میں نے اُن سے کافی دینی معلومات لیں۔اور اکثر تفریحی گفتگو بھی ہوتی جس پر میرا قہقہہ نکل جاتا۔ پھر کچھ دن بعد عبداللہ بھائی کے ساتھ چین سے تعلق رکھنے والے ایک مجاہد ساتھی کو لایا گیا جن سے اکثر اچھی معلومات ملتیں۔اُن کی کچھ باتیں ابھی بھی یاد ہیں،ایک بات ہو وہ یہ کہتے تھے کہ جب پاکستانی عوام مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر چین سے محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں تو ہمارا دل خون آنسو روتا ہے کیونکہ چین میں ہم نماز ادا نہیں کر سکتے،نہ ہماری بہنوں کو پردہ کرنے کی اجازت ہے نہ ہم دین کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن کو گھروں میں نہیں رکھ سکتے پھر کس طرح ایک مسلمان ایسے کافر کو کہتا ہے کہ ہماری دوستی ہمالیہ کے پہاڑوں سے بلند اور سمندروں سے گہری ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: ستارہ سحر

ے پرانے لوگ ہیں ہم، عہدِ نو میں جیتے ہیں
ہماری جانچ کو معیار تو ہمارا ہو

خیال آیا کہ طیب بھائی نے مجھے اپنے گھر لے جا کر دعوت کھلانے کا وعدہ کیا تھا، تو وعدہ یہ ان پر قرض رہا.... اور اگلے خیال نے دل کو خوشی سے بھر دیا کہ وہ دعوت طیب بھائی جان سے جنت میں جا کر ان کے محل کے باغ میں کھاؤں گا، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی طیب بھائی کی طرح سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرمائے، آمین۔

بلاشبہ ہمارے طیب ایسے ہی تھے کہ مالک کا انتخاب ٹھہرتے اور ہمارا اُن کے بارے میں یہی گمان ہے۔ ایسے ہی کسی جگمگاتے ستارے کے بارے میں شیخ احسن عزیز رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

ے دلیلِ راہ بن کے جو ستارہ سحر رہا
بجھا تو روشنی کی کائنات دِل میں بھر گیا

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: ٹیکنالوجی کے بت کیسے گرے!

اس ڈیوائس کی اصل اور بنیادی خوبی یہ ہے کہ یہ ڈیوائس ان شاءاللہ ریڈیائی لہروں کو جام کرنے والے سسٹم کی حامل وہیکلز کو ہی نشانہ بنائے گی۔ جیسے ہی جیمر سسٹم والی وہیکل اس سسٹم سے ایک میٹر یا دو میٹر کی دوری پر پہنچے گی تو یہ ڈیوائس متحرک ہو کر اس وہیکل کو نشانہ بنانے میں ذرا کوتاہی نہ کرے گی۔ ان شاءاللہ مستقبل قریب میں ان شاءاللہ VVIP شخصیات، صلیبی واتحادی اور منافقین ایسی گاڑیوں میں سوار ہونے اور اس کو اپنے اسکوارڈ میں شامل کرنے سے اجتناب کریں گے جس گاڑی میں ریڈیائی لہروں کو جام کرنے والے آلات نصب ہوں گے۔ کیونکہ یہی آلات ان کی حفاظت کی بجائے ان کی موت کو آواز دینے کا کام کریں گے۔ ان شاءاللہ

تمام فوجی وافسران جیمر سسٹم کے استعمال کو اس طرح بھول جائیں گے جس طرح بے معنی اور بے وقعت چیزوں کو بھلا دیا جاتا ہے۔ اور ریڈیائی لہروں کو جام کرنے کا کبھی بھی نہ سوچیں گے۔ انہیں اپنے دفاعی ادارے JIEDDO اور کاؤنٹر آئی ای ڈیز موت بانٹنے والے ادارے محسوس ہونے لگیں گے۔ ان شاءاللہ

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

عالمی تحریک جہاد کے مختلف محاذ

سعود میمن

لیبیا

15فروری

مغربی بن غازی کی فتوحات:

بن غازی کے مغربی علاقے میں مجاہدین انصار الشریعہ لیبیا نے مقامی طاغوت اور امریکی ایجنٹ "حفتار" کی افواج کے پانچ عسکری مواقع پر حملہ کر کے انہیں فتح کر لیا۔4 عسکری گاڑیاں اور ہلکے و بھاری اسلحے کے ذخائر بھی مجاہدین کو مال غنیمت میں حاصل ہوئے۔

19فروری

مغربی بن غازی میں ہی مجاہدین "مجلس شوریٰ ثوار بن غازی" نے طاغوت حفتار کے عسکری گاڑیوں کو بارودی مواد سے نشانہ بنایا جس سے عسکری گاڑیاں جل کر تباہ ہوگئیں۔متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے

20فروری

بن غازی "بوعطانی" مجاہدین کے حملوں کی زد میں:

مجاہدین نے بن غازی کے بوعطانی نامی علاقے میں طاغوت حفتار کی افواج کے عسکری مواقع پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے باقی فرار ہو گئے۔بوعطانی ہی میں طاغوتی عسکری مواقع پر مجاہدین انصار الشریعہ کے توپخانے کی مدد سے شدید گولہ باری کی گئی جس میں متعدد ہلاکتیں ہوئیں۔

صومالیہ

22دسمبر

مقدیشو،یکشید ضلع میں سڑک کنارے بم حملے میں فوجی گاڑی اپنے سواروں سمیت تباہ۔

23دسمبر

کینیا،لاموکاؤنٹی میں مجاہدین کا کینئین سیکورٹی فورسز پر گھات حملہ، شدید جھڑپوں میں 2 فوجی گاڑیاں تباہ کر دی گئیں جبکہ کینئین فورسز کی متعدد ہلاکتوں کا خدشہ

مجاہدین صومالیہ "الشباب" نے گزشتہ سال تقریباً نو ملین ڈالر کی مالیت کے مویشی زکوٰۃ میں حاصل کرنے کے بعد انہیں پانچ ہزار سے زائد ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کیا۔

زیریں شبیلے۔مجاہدین صومالیہ نے عوام کے سامنے 2اعلیٰ سطح کے حکومتی افسران کو قتل کر دیا۔

26دسمبر

مقدیشو،دھارکینلے ضلع میں اعلیٰ حکومتی آفیسر کو ہدفی کاروائی میں ہلاک کر دیا گیا۔

27دسمبر

منڈیرا میں کینئین سیکورٹی افسروں کی گاڑیوں پر گھات حملے میں 2آفیسرز سمیت 4فوجی اہلکار ہلاک ہو گئے

جبکہ متعدد زخمی ہو گئے ،ایک فوجی گاڑی تباہ ہوگئی۔20 دنوں کے اندر کینیا میں مجاہدین القاعدہ(الشباب) کی جانب سے نواں حملہ۔

قوریولے قصبے کو سیکورٹی فورسز نے خالی کر دیا، مجاہدین نے کنٹرول سنبھال لیا۔

28دسمبر

باردھیری قصبے میں جنگل نامی گاؤں میں کینئین ڈیفنس فورس کے فوجی قافلے پر مجاہدین صومالیہ کا گھات حملے میں 4کینئین فوجی ہلاک ہو گئے۔

30دسمبر

کینیا-صومالیہ بارڈر پر موجود صومالی گاؤں "کلبیو" میں مجاہدین کا سڑک کنارے بم حملہ،ایک فوجی گاڑی اپنے سواروں سمیت تباہ ہوگئی۔

کینیا میں مجاہدین القاعدہ فی صومال کی جانب سے 2ہفتوں میں 6 سیکورٹی افسران کو ہلاک کیا گیا۔

31دسمبر

مجاہدین القاعدہ فی صومال (الشباب) نے 5 جاسوس قصاص میں قتل کر دیے۔

یکم جنوری

کینیا-لاموکاؤنٹی میں میلیمانی گاؤں میں کینین فورسز پر مجاہدین القاعدہ فی شرق افریقہ (الشباب المجاہدین) کے گھات حملے اور شدید لڑائی میں بھاری ہتھیاروں کا استعمال۔ بڑی تعداد میں ہلاکتوں کی اطلاعات۔

3 جنوری

براوی قصبے میں صومالی افواج کے دو دھڑوں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ، 5 فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کر دی گئی۔

مقدیشو سے ساٹھ کلومیٹر شمال مشرق میں افگوئے شہر کے قریب "وارماہان" نامی صومالی ملٹری بیس پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا۔

5 جنوری

باکول ریجن میں ایتھوپین صلیبی جارح افواج نے "رادبھوری" قصبے کے 4 مسلم قبائلی عمائدین کو فائرنگ سکواڈ کی مدد سے شہید کر دیا۔ بھاری ہتھیاروں سے شدید لڑائی کے بعد صومالی افواج افگوئے قصبے کی جانب پسپا ہو گئیں اور مجاہدین نے ملٹری بیس پر قبضہ کر لیا۔

7 جنوری

بے ریجن میں گوف۔گدود نامی علاقے کے قریب صومالی افواج پر مجاہدین القاعدہ فی شرق افریقہ (شباب المجاہدین) کے شدید حملے، بھاری ہتھیاروں کی مدد سے شدید جھڑپوں میں درجنوں صومالی فوجیوں کی ہلاکت کی اطلاعات۔

صومالی صدارتی محل پر سلسلہ وار بم حملے:

مجاہدین القاعدہ کی جانب سے صومالیہ کے صدارتی محل کے اور اس کے قریب موجود چیک پوسٹس کو سلسلہ وار چھے بم حملوں سے نشانہ بنایا گیا۔ بڑی تعداد میں سیکورٹی اہلکاروں کی ہلاکتوں کی اطلاعات

صومالی حکومتی اہلکار "چارلس" کی گاڑی کو بم دھماکے سے تباہ کر دیا گیا، حکومتی اہلکار شدید زخمی ہو گیا۔

10 جنوری

باردھیری قصبہ، مجاہدین الشباب کے کینین ڈیفنس فورسز اور صومالی افواج کے فوجی مراکز پر شدید حملے، بھاری ہتھیاروں کے استعمال کے ساتھ شدید جھڑپیں۔ متعدد ہلاکتوں کی اطلاعات۔

11 جنوری

ضلع افگوئے، مجاہدین القاعدہ کا صومالی فوجیوں پر دھاوا، دستی بم حملے اور فائرنگ میں ایک فوجی کے ہلاک اور 2 کے زخمی ہونے کی تصدیق۔

13 جنوری

مجاہدین القاعدہ فی شرق افریقہ (الشباب) نے شدید لڑائی کے بعد ایل-شیل نامی گاؤں کو صومالی افواج سے آزاد کرا لیا۔

14 جنوری

مجاہدین القاعدہ فی صومال (الشباب) کی صالح النبہانیؒ بریگیڈ کا گیدو ریجن میں ایل-ایڈی قصبے کے فوجی بیس پر شدید طوفانی حملہ،

حملے کی ابتدائی فدئی حملے سے ہوئی، جس کے فوری بعد مجاہدین نے بھاری ہتھیاروں کے ساتھ فوجی بیس پر دھاوا بول دیا۔

القاعدہ مجاہدین نے کینین جیٹس اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری کے باوجود شدید لڑائی کے بعد فوجی مرکز سمیت پورے قصبے کو کنٹرول میں لے لیا۔

حملے میں 100 سے زائد کینین فوجی ہلاک ہو گئے اور مجاہدین نے 28 سے زائد گاڑیاں مال غنیمت میں بھی حاصل کیں۔

اسلحہ و خوردونوش کے وسیع ذخائر بھی غنیمت میں آئے جبکہ بارہ کینین فوجیوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

صومالیہ کی جہادی تاریخ میں کینین فورسز پر اب تک کے سب سے بڑے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مجاہدین القاعدہ نے آئندہ نئے حملوں کے عزم کا اعادہ کیا اور اس حملے کو کینیائی افواج کی برسوں سے مسلم سرزمینوں پر جاری بدترین جارحیت ، بالخصوص صومالیہ کے ساحلی اور

شمال مشرقی علاقوں میں کیے گئے جرائم،اس کے علاوہ کینیا میں مسلم رہنماؤں اور علماء کی ایکسٹراجوڈیشل قتل عام، کا بدلہ قرار دیا ہے۔

اورانتباہ جاری کیا ہے کہ اگر آئندہ بھی منڈیرا، گریسا اور واگالا کے قتل عام جیسے بدترین واقعات ہوتے رہے تو ان صلیبی غاصبوں کو اس کی قیمت چکانی پڑے گی۔

18 جنوری

ایل-ایڈی قصبے میں کینین ڈیفنس فورسز کے لڑاکہ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹرز کا شدید حملہ، قصبے میں عام آبادی اور ائیر بیس پر شدید بمباری کی گئی، مجاہدین نے قصبے سے پسپائی اختیار کر لی۔

جبکہ ایک گھر میں چھپے 4 فوجی اہلکاروں کو مجاہدین القاعدہ نے ہلاک کر دیا۔

شام

17 فروری

ریف حماہ جنوبی میں ''جدرین''اور ''حاجز الغربال'' نامی علاقوں میں اسدی ملیشیات کے مجموعوں کو ھاون (مارٹرز) کی مدد سے نشانہ بنایا گیا۔

16 فروری

حمص شہر میں اسدی ملیشیات کے عسکری مراکز پر گراڈ میزائیلوں سے بمباری کی گئی جس میں متعدد ملیشیا عناصر کی ہلاکت و زخمی ہونے کی اطلاعات

حلب شہر میں کرد قوم پرست اور ملحدانہ نظریات کی حامل کرد عسکری تنظیموں ''جیش الثوار'' اور ''پی کے کے'' کے 8 مختلف عسکری مورچوں پر مجاہدین شام نے حملے کیے جس میں کئی کرد جنگجو ہلاک و زخمی ہو گئے۔

15 فروری

حلب، حلب میں ''الطاموریہ'' فرنٹ (مورچوں) پر رافضی ملیشیات کے عسکری عناصر کو مجاہدین شام نے سنائپر کی مدد سے نشانہ بنایا۔

14 فروری

حلب

حلب ہی میں رافضی اکثریتی مقامات ''نبل اور الزھرا'' کے عسکری مورچوں پر مجاہدین شام نے متعدد حملے کیے۔

غوطہ غربیہ میں اسدی ملیشیات کے عسکری مواقع پر مجاہدین کی جانب سے ھاون (مارٹرز) برسائے گئے۔

اسدی فوجی مراکز پر میزائیل حملے، متعدد ہلاکتیں

13 فروری

اللاذقیہ۔ جبل الاکراد میں اسدی فوجی مورچوں پر مجاہدین کا حملہ، ملیشیات کے دسیوں فوجی ہلاک ہو گئے۔

حلب، بشکوی نامی قصبے میں اسدی و ایرانی ملیشیات کے ساتھ مجاہدین کی شدید لڑائی، بھاری ہتھیاروں سے حملے۔

درعا شہر میں مجاہدین کے شدید حملوں میں 21 ملیشیا عناصر ہلاک ہو گئے جبکہ تین ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

12 فروری

غوطہ الغربیہ۔ خان الشیخ میں مجاہدین احرار الشام نے اسدی عسکری مواقع کو ھاون (مارٹرز) شیلنگ کا نشانہ بنایا۔

11 فروری

حمص، قصبہ کیسین میں اسدی فوجی ملیشیات سے مجاہدین شام کی شدید لڑائی میں متعدد اسدی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔

حلب کے جنوبی علاقے میں جبل الاربعین کے قریب قصبہ ھوبر میں رافضی عسکری ملیشیات سے شدید لڑائی۔ بھاری ہھیاروں کی مدد سے لڑائی میں 20 سے زائد رافضی فوجی ہلاک ہو گئے۔

اللاذقیہ، جبل الترکمان میں لڑائیوں میں 25 اسدی فوجی ہلاک متعدد زخمی اسلحہ غنیمت میں حاصل

10 فروری

حمص، جبورین میں اسدی فوجی مورچوں پر جہنم شیلز سے شدید بمباری، متعدد ہلاکتیں

اللاذقیہ، جبل الترکمان میں اسدی ملیشیات پر مجاہدین کے شدید حملے۔

8فروری

حمص، جبل الترکمان میں اسدی فوجی مورچوں پر کاتیوشا میزائیل داغے گئے۔

جب الاکراد میں اسدی عسکری مواقع پر حملوں میں 20 سے زائد اسدی فوجی ہلاک متعدد زخمی ہو گئے

6فروری

غوطہ شرقیہ میں مرج السلطان کے قریب لڑائیوں میں دسیوں فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے

4فروری

جب الاکراد میں ایرانی و اسدی ملیشیات کے خلاف جھڑپیں،20 سے زائد رافضی فوجی ہلاک و زخمی

3فروری

جبل الاکرا میں طعوما فرنٹ پر مجاہدین اور اسدی ملیشیات کے درمیان لڑائیوں میں دسیوں اسدی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے

2فروری

حلب، حردتنین میں کاتیوشے میزائیلوں سے بارش،متعدد اسدی ملیشیا عناصر ہلاک و زخمی

کیم فروری

حلب، بشکوی کے محاذ پر شدید لڑائیوں میں دشمن کی بھاری ہلاکتیں

9جنوری

ادلب میں عام آبادی سکولوں اور بازاروں پر روسی فضائیہ کی وحشیانہ بمباری سے 50 کے لگ بھگ مسلمان شہید ہو گئے جبکہ ڈیڑھ سو سے زائد زخمی ہوئے۔

یمن

7فروری

ولایہ البیضاء۔''المجاجم'' نامی پہاڑ پر حوثی مورچوں پر مجاہدین انصار الشریعہ کی 85 ملی میٹ توپ کی مدد سے بمباری

ولایہ البیضاء ہی میں ''حمۃ صرار''نامی مقام پر حوثی جنگجوؤں پر دھاوا جس میں دو قتل متعدد زخمی ہو گئے۔

تعز،''الجمیلیہ''نامی علاقے میں حوثی جنگجوؤں کے مرکز کو بارود کی مدد سے اڑادیا گیا، متعدد ہلاک

ولایہ البیضاء''العلیب'' پہاڑی پر ''قیفہ'' نامی مقام پر حوثی جنگجوؤں کی گاڑی کو بم حملے میں تباہ کر دیا گیا۔

3فروری

ولایہ اِب میں ''کتاب''مقام پر حوثی جنگجوؤں کی گاڑی پر بم حملے میں حوثی رہنما سیکورٹی آفیسر اور دوسرے جنگجوؤں سمیت شدید زخمی ہو گیا۔

2فروری

ولایہ البیضاء،''العقلہ'' مقام پر حوثی عسکری مواقع پر مجاہدین کی جانب سے 3 گراڈ میزائیل برسائے گئے، متعدد جانی نقصان کی اطلاعات

ولایہ البیضاء،''الزاھر''نامی علاقے میں ''حید امضروۃ'' مقام پر مجاہدین القاعدہ فی جزیرہ عرب(انصار الشریعہ) کے سنائپر حملے میں حوثی جنگجو ہلاک۔

31جنوری

ولایہ البیضاء،''الشبکہ'' اور ''العقلہ'' میں حوثی عسکری مواقع پر گراڈ میزائیلوں کی بمباری متعدد ہلاکتیں۔

30جنوری

ولایہ البیضاء،''الجماجم''پہاڑی پر حوثی عسکری مواقع کو 85 ملی میٹر توپ سے نشانہ بنایا گیا، جانی نقصان کی اطلاعاتولایہ البیضاء،االبیضاء شہر میں حوثی عہدیداروں کی گاڑی پر بم حملہ کیا گیا جس میں متعدد حوثی اہلکار ہلاک و زخمی ہو گئے۔

ولایہ البیضاء، ''ذی ناعم'' میں ''الدقیق   '' نامی مقام پر مجاہدین انصار الشریعہ کی جانب سے بارودی سرنگ حملے میں حوثی فوجی گاڑی اپنے سواروں سمیت تباہ۔

23 جنوری

البیضاء شہر میں بارودی سرنگ حملے میں عسکری گاڑی کی تباہی، متعدد حوثی ہلاک و زخمی.

ولایہ اِب میں ''دمت'' شہر میں حوثی عسکری گاڑی کی بم حملے میں تباہی، متعدد جنگجو ہلاک و زخمی

18 جنوری.

تعز شہر میں ''الجحملیہ'' مقام پر حوثیو ں پر بم حملے میں متعدد ہلاکتیں۔

17 جنوری

ولایہ البیضاء، ''جبل طاہر'' میں حوثی عسکری مواقع پر گراڈ میزائیلوں سے بمباری، بڑی تعداد میں حوثی جنگجو ہلاک و زخمی۔.

ولایہ اِب میں ''سوق اللیل'' مقام پر حوثی عسکری گاڑی کی بم حملے میں متعدد جنگجوؤں سمیت تباہی۔.

تعز شہر میں حوثیو ں کے مرکز پر بم حملے میں متعدد ہلاکتیں۔البیضاء شہر میں حوثی عسکری گاڑی مجاہدین انصار الشریعہ کے بم حملے میں اپنے سواروں سمیت تباہ ہوگئی۔ولایہ البیضاء، ''مشعبہ'' نامی مقام پر مجاہدین القاعدہ کے حملے میں 6 حوثی جنگجو ہلاک 4 زخمی ہو گئے جبکہ حوثی عسکری گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

16 جنوری.

دارالحکومت صنعاء میں حوثی عہدیدار ''بسامُ المؤید'' کو زبیر شاہراہ پر ہدفی کاروائی میں ہلاک کر دیا۔

14 جنوری

ولایہ البیضاء، ''الحیکل'' نامی مقامی پر حوثیو ں پر کمین حملے میں متعدد حوثی جنگجو ہلاک و زخمی ہو گئے، عسکری گاڑیوں کی تباہی کی اطلاعات.

البیضاء شہر کے مرکزی علاقے میں حوثی جنگجو رہنما کی گاڑی کو بارودی آلے سے تباہ کر دیا گیا، حوثی رہنما بھی ہلاک ہو گیا۔

ولایہ البیضاء ''الطفہ'' نامی مقام پر حوثیو ں پر کمین حملہ کیا گیا، جس میں 3 حوثی جنگجو مردار ہو گئے۔

یمنی دارالحکومت صنعا میں ہدفی کاروائی میں حوثی انقلابی کمیٹی کا ایک رکن مردار ہو گیا۔

13 جنوری

ولایہ البیضاء، ''الحیکل'' نامی مقام پر حوثی جنگجوؤں پر کمین حملہ، متعدد ہلاک و زخمی

البیضاء شہر کے وسطی علاقے میں حوثی جنگجو رہنما کو بم حملے میں قتل کر دیا گیا۔

البیضاء شہر میں حوثی جنگجو ہدفی کاروائی میں ہلاک،اسلحہ مال غنیمت میں حاصل

ولایہ البیضاء، ''الطفہ'' نامی مقام پر حوثی جنگجوؤں پر کمین حملے میں متعدد جنگجو مارے گئے۔

فلسطین

تل-ابیب، تنہا مجاہد نے اسرائیلی ریسٹورنٹ پر فائر کھول دیا، 2 صہیونی انتہاپسند ہلاک اور 7 زخمی ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

01جنوری:-

پکتیکا مجاہدین کے حملے میں ایک افسر سمیت 10 اہل کار ہلاک۔

صوبہ خوست، پولیس اور فوج پر مجاہدین کے حملے میں 12 اہل کار ہلاک۔

کابل فرانسیسی ہوٹل پر مجاہدین کے حملے میں متعدد غیر ملکی غاصب ہلاک۔

صوبہ جوزجان، دعوت وارشاد کمیشن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے 34 اہل کار سرنڈر ہو گئے۔

03جنوری:-

-صوبہ لوگر میں مجاہدین نے دشمن کا ہیلی کاپٹر مار گرایا، تمام سوار ہلاک۔

-صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں گشتی پارٹی پر حملے میں 3 اہل کار ہلاک۔

04جنوری:-

-نجراب فوجی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ 8اہل کار ہلاک۔

-صوبہ پکتیکا، کمانڈوز اور فوجیوں پر مجاہدین کے حملے میں 6اہل کار ہلاک۔

05جنوری:-

-صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر گرالیا، جس میں 17 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں فوجی کارروان پر حملے میں 15 اہل کار ہلاک، اسلحہ بھی غنیمت ہوا۔

-کابل ایئرپورٹ کے قریب استعماری مرکز پر فدائی مجاہد کا حملہ، ہلاکتوں کی اطلاعات۔

06جنوری:-

-صوبہ نورستان کٹھ پتلی فوج پر مجاہدین کے حملے میں 4 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ ہلمند مجاہدین کے جاری آپریشن میں مزید 27 اہل کار ہلاک، 12 ٹینک تباہ۔

08جنوری:-

-صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین کے حملے میں 32 اہل کار ہلاک جب کہ 13 فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

-جوزجان میں رینجرز کے مرکز پر حملے میں 2 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

-ضلع مارجہ میں مجاہدین کے حملوں میں ایک بیس فتح جب کہ وسیع علاقہ دشمن سے خالی کروالیا گیا۔

09جنوری:-

-صوبہ خوست کے صدر مقام اور علی شیر ونادر شاہ کوٹ اضلاع میں پولیس و فوجیوں پر حملے ودھماکے ہوئے، جن سے 8 اہل کار ہلاک اور گاڑی تباہ ہوئی۔

-صوبہ تخار ضلع درقد میں دشمن کا حملہ پسپا، دو کمانڈر سمیت 18 فوجی ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ بغلان مجاہدین کے ساتھ جھڑپوں میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

10جنوری:-

-صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں دو ریموٹ کنٹرول بم دھماکوں میں پانچ پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

-صوبہ ہلمند ضلع گریشک کے نہر سراج کے علاقے میں چوکی فتح، 12 اہل کار قتل، مارٹر توپ، 8ہیوی مشین، سنائپر گنیں اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت ہوا۔

-صوبہ کابل ضلع سروبی میں اعلیٰ سول حکام کے کاروان پر حملہ، دو فوجی گاڑیاں تباہ، 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

11جنوری:-

-صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں سرفروش مجاہد کا امریکی فوجوں پر دستی بم سے حملہ، 4 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

-صوبہ تخار ضلع درقد میں جنگ جوؤں وفوجیوں پر مجاہدین کے حملے، ٹینک تباہ، 10 جنگ جو اور فوجی ہلاک ہو گئے۔

12جنوری:-

-صوبہ ہلمند کے خانشین اور سنگین اضلاع میں فوجی چوکیوں اور سنائپر گن حملوں میں پانچ اہل کار ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ فراہ ضلع پشت رود میں جھڑپوں میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 2 ٹینک بھی تباہ ہوگئے۔

13 جنوری:-

-صوبہ روزگان ضلع اوروگون مجاہدین کا سیکورٹی فورسز پر حملہ، 5 اہل کار ہلاک۔
-صوبہ ہلمند کے خانشین اور مارجہ اضلاع میں پولیس اہل کاروں پر ہونے والے حملے میں 6 اہل کار قتل، ایک زخمی اور اسلحہ غنیمت۔

-صوبہ ہلمند ضلع گریشک میں چوکی فتح، 23 جنگ جو ہلاک، ٹینک و گاڑی تباہ، 2 مشین گنیں، 6 کلاشنکوفیں اور کافی مقدار میں اسلحہ غنیمت۔

14 جنوری:-

-صوبہ قندہار ضلع میوند میں چوکی پر مجاہدین کا قبضہ، 9 سیکورٹی اہل کار قتل، دیگر فرار۔
-صوبہ ہلمند فوجی مرکز پر مجاہدین کے حملے میں 4 اہل کار ہلاک ہوگئے۔
-صوبہ بادغیس 20 جنگ جو اپنے اسلحے سمیت مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوگئے۔

15 جنوری:-

-صوبہ ہلمند لشکر گاہ و نادعلی اضلاع میں مجاہدین کے حملوں میں 9 اہل کار ہلاک ہو گئے۔
-صوبہ زابل ضلع ارغنداب بارودی سرنگ سے ٹکرا کر فوجی گاڑی تباہ، 5 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوگئے۔
-صوبہ سرپل ضلع سید آباد میں دو روز تک جاری رہنے والی جھڑپوں میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوگئے۔

16 جنوری:-

-قندوز مجاہدین کے حملے میں دو اربکی ہلاک۔
-صوبہ ہلمند ضلع گریشک مجاہدین کے خوف سے دشمن ایک مرکز اور 4 چوکیاں چھوڑ کر فرار۔

17 جنوری:-

-صوبہ روزگان ضلع دہراود میں فوجی چوکی فتح، 10 اہل کار قتل، 3 گرفتار، 10 کلاشنکوفیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ بھی غنیمت ہوا۔
-صوبہ ہلمند ضلع لشکر گاہ میں رابطہ اہل کار کے حملے میں 5 اہل کار ہلاک ہوگئے جب کہ اسلحہ غنیمت ہوا۔
-صوبہ زابل قلات شہر میں ہونے والے دھماکے میں 7 فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

19 جنوری:-

-صوبہ بدخشان ضلع جرم کے فرغامرو کے علاقے میں ساڑھے چھ گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 5 فوجی اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوگئے۔
-صوبہ ہلمند ضلع موسیٰ قلعہ میں سات فوجی سنائپر گن سے قتل، جب کہ فوجی ٹینک 82 ایم ایم توپ سے تباہ اور اس میں سوار اہل کار ہلاک یا زخمی ہوگئے۔
-صوبہ کنڑ ضلع نورگل کے پنجشیر ناؤ کے علاقے میں فوجی ٹینک دھماکہ خیز مواد سے تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہوگئے۔

20 جنوری:-

- صوبہ کاپیسا ضلع نجر آب میں کمانڈوز، فوجی اور پولیس کاروان پر حملے، ٹینک اور گاڑی تباہ، 6 فوجی اور 4 پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔
-کابل میں کفری انٹیلی جنس چینل طلوع نیوز کی گاڑی پر حملے میں چینل کے 7 اہل کار ہلاک ہوگئے۔ یاد رہے کہ مجاہدین پر جھوٹے الزام لگانے اور اسلام دشمنی میں یہ چینل تمام حدود پار کرچکا ہے۔
-صوبہ زابل کے صدر مقام قلات میں 3 مختلف بم حملوں میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوگئے۔

21 جنوری:-

- صوبہ قندہار ضلع میوند کے شین سڑک کے علاقے میں قائم چار چوکیوں کو کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے خوف سے چھوڑ کر فرار کی راہ اپنالی۔
- صوبہ خوست کے صدر مقام خوست، شیخ امیر، زازئی میدان اور مندوزئی اضلاع میں دھماکے، چار پولیس گاڑیاں تباہ، کمانڈر جہانگیر سمیت 12 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

-صوبہ قندوز کے صدر مقام میں خونریز لڑائی، اعلیٰ آفسر سمیت 5 فوجی قتل، 12 زخمی اور دو فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

22 جنوری:-

چار -صوبہ قندہار کے میوند اور غورک اضلاع میں فوجی چوکیوں پر مجاہدین کا حملہ، فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

- صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے تریخ ناور کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں پانچ اہل کار ہلاک جب کہ سات زخمی ہو گئے۔

-صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں خونریز لڑائی، آفسر سمیت 9 ہلاک، 14 زخمی، دو ٹینک بھی تباہ ہو گئے۔

23 جنوری:-

-صوبہ ہلمند کے ضلع لشکر گاہ میں مجاہدین کے نصب بم کی زد میں آکر اعلیٰ وفد کا سربراہ 3 پولیس اہل کاروں سمیت ہلاک ہو گیا۔

-صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز میں بارودی سرنگ سے ٹکرا کر پولیس گاڑی تباہ جب کہ اس میں سوار دو اہل کار ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ تخار ضلع درقد کے نور خیل کے علاقے میں جنگ جوؤں اور مجاہدین کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں 3 جنگ جو ہلاک جب کہ 2 زخمی ہو گئے۔

24 جنوری:-

-صوبہ جوزجان ضلع آقچہ میں مجاہدین کا کاروان پر حملہ، کمانڈر یوسف اور کمانڈر ابراہیم سمیت 15 قتل۔

-صوبہ بدخشان ضلع تگاب میں شدید لڑائی، فوجی ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں تباہ، 10 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

25 جنوری:-

-صوبہ غزنی میں خفیہ ادارے کے مرکز اور فوجی گشتی پارٹی پر حملے میں 10 اہل کار ہلاک و زخمی ہو گئے۔

26 جنوری:-

-صوبہ نورستان ضلع نور گرام میں مجاہدین نے چھاپہ مار فوج پر شدید جوابی حملہ کیا جس میں 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور باقی فرار ہو گئے۔

-صوبہ پکتیکا ضلع رزمت میں مجاہدین کے نصب بموں کی ضد میں آکر ایک ٹینک تباہ جب کہ 3 اہل کار ہلاک اور 3 زخمی ہو گئے۔

-صوبہ بغلان ضلع پل خمری میں فوجی کاروان پر مجاہدین کے حملے میں 27 فوجی ہلاک جب کہ متعدد ٹینک و رینجرز گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

-صوبہ روزگان ضلع چنار تو میں مجاہدین نے چوکی پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ جھڑپ کے دوران چوکی میں موجود 9 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

27 جنوری:-

-صوبہ ہلمند کے سنگین و مارجہ اضلاع میں مجاہدین کے تین مختلف حملوں میں 9 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

-صوبہ پروان ضلع کوہ صافی میں مجاہدین نے پانچ روز سے آپریشن کے لئے موجود فوج پر حملہ کر کے 10 فوجی ہلاک اور 7 زخمی کر دیئے۔ دشمن بھاری جانی ومالی نقصان اٹھا کر پسپا ہو گیا۔

-صوبہ غزنی کے مختلف اضلاع میں مجاہدین کے حملوں میں 5 اہل کار ہلاک ہو گئے جب کہ ضلع مقر میں جنگ جوؤں کی آپس کی لڑائی میں 6 جنگ جو ہلاک ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالا کنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

12 ستمبر: جنوبی وزیرستان کے علاقے انگور اڈہ میں پاکستان فوج کی 4 گاڑیاں مجاہدین کے حملے کی زد میں آگئیں۔ چار گاڑیوں میں سوار ایک فوجی بھی زندہ نہ بچا، اسلحہ کو مجاہدین نے غنیمت کر لیا جب کہ گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔

20 اکتوبر: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ میں مجاہدین نے فائرنگ کر کے پولیس اہل کار کو ہلاک کر دیا۔

20 اکتوبر: چمن کے علاقے بوغرہ روڈ پر مجاہدین کی فائرنگ سے 2 پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

21 اکتوبر: سوات کے علاقے سخرہ میں مجاہدین نے امن لشکر کے اہم رکن ثواب کو ہدفی کارروائی میں ہلاک کر دیا۔

23 اکتوبر: صوابی کے علاقے امن چوک میں مجاہدین کے حملے میں 2 پولیس اہل کار ہلاک ہو گئے۔

27 اکتوبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل حلیم زئی میں لیویز چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں ایک لیویز اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

27 اکتوبر: جنوبی وزیرستان کے علاقے انگور اڈہ میں فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں 7 سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

28 اکتوبر: باجوڑ کے علاقے چہر کنڈ میں مجاہدین نے پاکستانی فوج کے ٹرک کو بارودی سرنگ دھماکے میں تباہ کر دیا، جس کے نتیجے میں 10 فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

3 نومبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سالار زئی میں گلے شاہ کے قریب ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امن لشکر کے سربارہ ملک یونس ہلاک ہو گیا۔

4 نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے شوئی خیل میں مکی سر کے مقام پر مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ کے نتیجے میں 3 فوجی اہل کار ہلاک اور 2 زخمی ہو گئے۔

6 نومبر: قلات کے علاقے سوراب میں مجاہدین سے مقابلے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور دوسرے کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

9 نومبر: جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ میں ڈیلا کے مقام پر مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں 3 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہو گئے۔

11 نومبر: بلوچستان کے ضلع پنجگور میں حملے میں ایک لیوی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

11 نومبر: جنوبی وزیرستان کے علاقے شوال مکی سر میں فوج کے مورچوں پر مجاہدین کے حملے میں 3 فوجی اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

14 نومبر: صوابی کے علاقے گمبٹ روڈ پر مجاہدین کی فائرنگ سے پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

14 نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں ایک خاصہ دار اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

16 نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں مجاہدین کی کارروائی میں 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔

18 نومبر: چارسدہ کے علاقے بٹگرام امبار ڈھیر میں مجاہدین کے حملے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

20 نومبر: چارسدہ کے علاقے اتمانزئی میں 2 پولیس اہل کاروں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

22 نومبر: شمالی وزیرستان کے علاقے سروکئی میں فوجی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ 3 سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک جب کہ 2 کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

25 نومبر: شمالی ور جنوبی وزیرستان کے سرحدی علاقے سوکے پہاڑی میں مجاہدین اور فوج کے درمیان جھڑپ میں 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

26 نومبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں ایک فوجی گاڑی کو مائن کارروائی میں تباہ کر دیا گیا۔ گاڑی میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

26 نومبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے شاہ زمان کلی میں ایک خاصہ دار عامر خان کو مجاہدین نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

26 نومبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں مجاہدین نے سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملہ کیا۔ سرکاری ذرائع نے ایک فوجی اہل کار کے ہلاک اور 2 کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

29 نومبر: شمالی وزیرستان کے علاقے شوال میں فوجی قافلے بارودی سرنگ حملے میں 7 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

30نومبر: باجوڑ ایجنسی میں برچر کنڈ کے علاقے نواپاس میں فوجی قافلوں میں بارودی سرنگوں کے ذریعے 2حملے کیے گئے۔ پہلے حملے میں 2فوجی ہلاک ہوئے۔ دوسرے حملے میں ایک فوجی گاڑی تباہ اور اس میں سوار تمام اہل کار مردار ہو گئے۔

یکم دسمبر: ضلع صوابی کے زیدہ گاؤں میں پولیس موبائل پر حملہ کیا گیا، حملے کے نتیجے میں دو پولیس اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

یکم دسمبر: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل چمر کنڈ میں نواپاس کے علاقے میں پاکستانی فوج پر دو مائن حملے کیے گئے۔ پہلے حملے میں دو فوجی ہلاک ہوئے جب کہ دوسرے حملے میں ایک فوجی گاڑی مکمل تباہ ہو گئی اور اس میں سوار تمام اہل کار بھی ہلاک ہو گئے۔

9دسمبر: شمالی وزیرستان میں ذاکر خیل کے مقام پر 5ٹھیکے داروں کو مجاہدین نے قتل کر دیا۔ یہ مجرمین پاکستانی فوج کے لیے کام کرتے تھے اور عامۃ المسلمین کے اموال اور ان کے گھروں میں لوٹ مار کرتے تھے۔

12دسمبر: پشاور کے علاقے قاضی کلے میں مجاہدین کے حملے میں ڈی ایس پی جانزادہ خان شدید زخمی ہو گیا۔

12دسمبر: کوئٹہ کے علاقے جوائنٹ روڈ پر واقعی سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک اور 4کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

12دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں مجاہدین کی کارروائی میں ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی جب کہ اس میں سوار تمام فوجی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

13دسمبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں مجاہدین نے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا، سرکاری ذرائع نے ایک خاصہ دار کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

16دسمبر: پشین کے علاقے سرکاب میں لیویز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ایک لیوی اہل کار کے ہلاک اور 3کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

21دسمبر: مہمند ایجنسی میں بارودی سرنگ حملے میں ایف سی کے صوبیدار سمیت 5اہل کار ہلاک جب کہ لیفٹیننٹ کرنل تیمور سمیت کئی اہل کار زخمی ہو گئے۔

21دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل بازئی خیل میں ایف سی کے قافلے پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں ایک ایف سی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

22دسمبر: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے علی زئی میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں 4 سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

26دسمبر: بنوں کے علاقے ایف آر جانی خیل بنوں شکتوئی روڈ پر سردی خیل کے مقام پر فوجی گاڑی کو بارودی سرنگ دھماکے میں تباہ کر دیا گیا جس کے نتیجے میں گاڑی میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

29دسمبر: کوئٹہ میں ایف سی کی گاڑی کے قریب بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ایک ایف سی اہل کار کے ہلاک اور 2کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

2جنوری: جنوبی وزیرستان کے علاقے تیارزہ میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں دو سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک اور 3کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

2جنوری: جنوبی وزیرستان کے علاقے میر علی میں خیسور کے مقام پر مائن حملہ امن کمیٹی کے 4 ارکان ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

3جنوری: مردان میں پولیس موبائل پر دستی بم حملے میں ہیڈ کانسٹیبل سمیت 2 پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

03جنوری: ۔پشاور موٹروے پر سیکورٹی فورسز کے ٹرک کو آئی ای ڈی کے ذریعے نشانہ بنایا گیا۔ ٹرک میں 11اہل کار سوار تھے۔ آئی ایس پی آر نے 2اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

8جنوری: کوئٹہ کے علاقے ملتانی محلہ میں فائرنگ سے پولیس کے 2اہل کار ہلاک ہو گئے۔

8جنوری: جنوبی وزیرستان میں "امن جرگہ" میں شرکت کے بعد واپس جانے والے قبائلی سرداروں پر مجاہدین کے حملے میں 4حکومتی قبائلی رہنما ہلاک ہو گئے۔

9جنوری: بلوچستان کے علاقے جیوانی میں سیکورٹی فورسز پر حملے میں 2اہل کاروں کے ہلاک اور 3کے شدید زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے خبر جاری کی۔

10جنوری: سوات کے علاقے کانجو میں مجاہدین نے 2پولیس اہل کاروں کو ہدفی کارروائی میں ہلاک کر دیا۔

10جنوری: پشاور میں پولیس اہل کاروں پر حملے میں ایک پولیس اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہو گیا۔

13جنوری: کوئٹہ کے علاقے سیٹیلائٹ ٹاؤن میں مجاہدین کی کارروائی میں 14فوجی اہل کار ہلاک اور 10زخمی ہو گئے۔

16جنوری: صوابی کے علاقے کالو خان میں پولیس موبائل پر دستی بم حملے میں 4پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
سنور جائے گا ہر جذبہ ،چمک اٹھے گا ہر منظر
مئے حبِ نبی کا جب کرو گے نوشِ جاں ساغر
درود ان پر ،پڑھو گے تو ملے گی خلد کی لذت
انہی کے نام سے تسکین پائے گا دلِ مضطر
وہ ہیں محبوب رب،مطلوب و مقصود دوعالم ہیں
عقیدت اور محبت ان سے ہے ایمان کا جوہر
ملا یہ منفرد منصب انہیں درگاہِ مولا سے
وہ دنیا میں ہیں رحمت،آخرت میں ساقی کوثر
اگرچہ داغ دھبے چاند پر،سورج بھی پید اہیں
یہ سیرت میرے آقا کی مصفا نور کا پیکر
ازل سے تا ابد ،ساری کی ساری نوعِ انساں میں
قسم اللہ کی مجھ کو، نہیں ان کو کوئی ہمسر
کوئی اعمال نامہ اُن کی اطاعت سے ہے گر خالی
وہ ہے اک دفترِ بے معنی،نزد خالق ِ اکبر
وہ اک خونریز فتن ہے،جو اس بے مثل ہستی پر
کرے بے ہودگی کا وار، شیطانوں کی شہ پاکر
مسلماں ہی رہا وہ کب، وہ ہے اک لاشۂ بے جاں
تڑپ اٹھے نہ غیرت سے اگر اس تازیانے پر
نبی،بدگوئی کا جس کا نشانہ ہو،پر وہ چپ ہو
رہے گی زندہ وہ امت،زمیں کی سطح پر کیونکر
گوارا کر لیا ہم نے اگر توہین ِ آقا کو
خدا کا پھر غضب ٹوٹے گا بن کر صورت ِ محشر
محبت اپنے پیاروں سے اگرچہ جان ہے میری
عزیز از جان ہے،لیکن مجھے ناموس پیغمبرؐ
شہیدانِ رسالت کی گواہی دے کے کہتا ہوں
”نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی حرمت ہر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا“
(لالہ صحرائی)

رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے دفاع کے لیے کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے!

اگر کوئی آپ کے گھر آجاتا ہے اور آپ کے سر پر پستول لے کر کھڑا ہے اور آپ کو قتل کرنے لگا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ اس سے اپنا دفاع کریں جسے اسلامی فقہ میں "دفع الصائل" کہتے ہیں، تو کیا آپ کو حاکم وقت سے اجازت لینے کی ضرورت ہو گی؟ وہ آپ پر پستول تانے کھڑا ہے لیکن آپ صدارتی محل میں یا بادشاہ کے محل میں فون کرتے ہیں، اس کے سیکڑوں سیکرٹریوں سے گزرنے کے بعد بالآخر اس تک رسائی ہوتی ہے اور آپ پوچھتے ہیں: براہ مہربانی! میں اپنا دفاع کر سکتا ہوں؟ یہاں کوئی مجھے مارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کی کوئی تُک بنتی ہے؟ اگر آپ کو اپنے دفاع کے لیے حاکم سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے امام سے اجازت لینا پڑے گی؟؟

اس شخص نے جس نے بنی خثمہ کی عورت کو جا کر قتل کیا تھا..... کیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی تھی؟ جب کہ آپ ﷺ وہاں موجود تھے، نہیں! اور کیا ان نابینا صحابیؓ نے اجازت لی تھی؟ جنہوں نے اپنے بچوں کی ماں کو مارا تھا، نہیں! انہوں نے اپنا کام کر لیا اور آپ ﷺ نے ان کے عمل کو پسند کیا اور فرمایا: "اس پر تو دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہیں ماریں گی"! لہذا، امام سے اجازت لینے کا یہ مسئلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، آپ ﷺ کا منصب اور شان اس سے بہت اونچی ہے! آپ ﷺ ہر امام سے بڑھ کر ہیں! آپ ﷺ کے معاملے میں کسی حاکم کی اجازت کی ضرورت نہیں! کسی حاکم کا اتنا مرتبہ نہیں کہ وہ اس معاملے میں اپنی کوئی بات کہے!

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! یہ یاد رکھیے کہ ہم کس کی بات کر رہے ہیں۔ ہم رسول ﷺ کی بات کر رہے ہیں۔ وہ جن کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے دفاع کے لیے کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے! آپ ﷺ تو وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ آپ ﷺ بہت خاص ہیں اور یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس سب سے الگ ہے اور ان کے لیے خاص احکام ہیں۔ یہ اجازت کے اصول ان کی ذات کے لیے نہیں ہیں! صلی اللہ علیہ وسلم!!!

شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ